EXERCISES OBJECTIVES

(حصہ اوّل)

ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔ درست پر ٹک کا نشان لگائیں۔

1۔ 20 دسمبر 1971ء کو صدر پاکستان اور چیف مارشل لا ایڈ منسٹر کا عہدہ سنبھالا:
الف۔ محمد خان جونیجو ب۔ ذوالفقار علی بھٹو ج۔ میاں نواز شریف د۔ بے نظیر بھٹو

2۔ "یوم تکبیر" منایا جاتا ہے:
الف۔ 23 مارچ ب۔ 15 جون ج۔ یکم مئی د۔ 28 مئی

3۔ جنوبی ایشیا میں وائسرے لارڈ رپن نے ایک ایکٹ کے ذریعے مقامی حکومتوں کا نظام بدلا:
الف۔ 1854ء ب۔ 1864ء ج۔ 1874ء د۔ 1884ء

4۔ ملک بھر کے بینکوں میں مسلمان کھاتہ داروں سے زکوۃ کاٹی جاتی ہے:
الف۔ اڑھائی فیصد ب۔ تین فیصد ج۔ ساڑھے تین فیصد د۔ چار فیصد

5۔ امریکہ کے شہر نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر (9/11) کا واقعہ پیش آیا:
الف۔ 2001ء ب۔ 2003ء ج۔ 2005ء د۔ 2007ء

6۔ ضلع کونسل کی کل تعداد کا 33% حصہ مخصوص ہوتا ہے:
الف۔ خواتین ب۔ کسانوں ج۔ اقلیتوں د۔ سماجی کارکنوں

7۔ قومی اسمبلی کے اراکین کی تعداد ہے:
الف۔ 332 ب۔ 342 ج۔ 382 د۔ 344

8۔ پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے:
الف۔ 1993ء ب۔ 1995ء ج۔ 1998ء د۔ 2001ء

9۔ بے نظیر بھٹو کی حکومت نے 1993ء میں پانچ سالہ منصوبے کا آغاز کیا:
الف۔ پانچواں ب۔ چھٹا ج۔ ساتواں د۔ آٹھواں

10۔ میاں نواز شریف نے موٹر وے کی تکمیل پر اس کا باقاعدہ افتتاح کیا:
الف۔ 1998ء ب۔ 1996ء ج۔ 1994ء د۔ 1992ء

جوابات

1	(ب)	2	(د)	3	(د)	4	(الف)
5	(الف)	6	(الف)	7	(ب)	8	(ج)
9	(د)	10	(ب)				

مشقی سوالات

(الف) نیچے دیے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان سفارتی تعلقات کی ابتدا ہوئی"

الف۔1947ء میں | ب۔1948ء میں | ج۔1949ء میں | د۔1950ء میں

2۔ 1979ء میں کس ملک نے افغانستان میں افواج داخل کیں؟

الف۔امریکا نے | ب۔برطانیہ نے | ج۔روس نے | د۔فرانس نے

3۔ اقوام متحدہ کا سب سے بڑا ادارہ ہے:

الف۔جنرل اسمبلی | ب۔بین الاقوامی عدالت انصاف | ج۔سلامتی کونسل | د۔معاشی و معاشرتی کونسل

4۔ عوامی جمہوریہ چین کا قیام عمل میں آیا:

الف۔1947ء | ب۔1951ء | ج۔1949ء | د۔1953ء

5۔ اقوام متحدہ کی "معاشی و معاشرتی کونسل" کے ارکان کی تعداد ہے:

الف۔34 | ب۔44 | ج۔54 | د۔64

6۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا پہلا اجلاس 1969ء میں شہر میں منعقد ہوا:

الف۔رباط | ب۔جدہ | ج۔کراچی | د۔تہران

7۔ 24 اکتوبر 1945ء کو ادارے کا قیام عمل میں آیا:

الف۔اقتصادی تعاون کی تنظیم | ب۔اسلامی کانفرنس کی تنظیم | ج۔اقوام متحدہ | د۔علاقائی تعاون برائے ترقی

8۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان "شملہ معاہدہ" ہوا:

الف۔1971ء | ب۔1972ء | ج۔1967ء | د۔1965ء

9۔ پاکستان اور یورپی یونین کے تعلقات قائم ہوئے:

الف۔1966ء | ب۔1976ء | ج۔1986ء | د۔1996ء

10۔ 1974ء میں دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی:

الف۔پاکستان | ب۔مراکش | ج۔سعودی عرب | د۔ایران

جوابات

(ج)	4	(الف)	3	(ج)	2	(ب)	1
(الف)	8	(ج)	7	(الف)	6	(ج)	5
				(الف)	10	(ب)	9

I. نیچے دیے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں درست پر ٹک کا نشان لگائیں۔

1۔ معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟
الف۔ قومی آمدنی میں اضافہ　ب۔ زرعی آمدنی میں اضافہ
ج۔ روزگار میں اضافہ　د۔ حقیقی قومی آمدنی میں اضافہ

2۔ حکومت پاکستان نے ایک مالیاتی ادارہ "پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن" قائم کیا۔
الف۔ 1942ء میں　ب۔ 1948ء میں　ج۔ 1952ء میں　د۔ 1956ء میں

3۔ پاکستانی معیشت ہے۔
الف۔ ترقی یافتہ　ب۔ ترقی پذیر　ج۔ انتہائی ترقی یافتہ　د۔ انتہائی غریب

4۔ پاکستان میں پانچ سالہ منصوبہ بندی کا آغاز ہوا
الف۔ 1950ء میں　ب۔ 1955ء میں　ج۔ 1958ء میں　د۔ 1960ء میں

5۔ پہلی خشک گودی 1973ء میں تعمیر کی گئی:
الف۔ کراچی　ب۔ لاہور　ج۔ سیالکوٹ　د۔ پشاور

6۔ پاکستان کھانے کا تیل امریکا اور سری لنکا کے علاوہ درآمد کرتا ہے؟
الف۔ ایران　ب۔ سعودی عرب　ج۔ ہانگ کانگ　د۔ ملائیشیا

7۔ پاکستان میں پن بجلی کی پیداوار کا سب سے بڑا منصوبہ ہے
الف۔ غازی بروتھا پروجیکٹ　ب۔ منگلا ڈیم　ج۔ تربیلا ڈیم　د۔ وارسک ڈیم

8۔ عالمی بینک کے تعاون سے پاکستان اور بھارت کے مابین سندھ طاس معاہدہ طے پایا
الف۔ 1950ء میں　ب۔ 1958ء میں　ج۔ 1962ء میں　د۔ 1960ء میں

9۔ پاکستان کی معیشت کا سب سے بڑا شعبہ ہے
الف۔ تجارت　ب۔ زراعت　ج۔ صنعت　د۔ خدمات

10۔ 1958ء میں کس نے پاکستان کا اقتدار سنبھالا؟
الف۔ جنرل سکندر مرزا　ب۔ جنرل محمد ایوب خان　ج۔ جنرل یحییٰ خان　د۔ جنرل ضیاء الحق

جوابات

1	(الف)	2	(ج)	3	(ب)	4	(ب)
5	(ب)	6	(د)	7	(ج)	8	(د)
9	(ب)	10	(ب)				

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　　　　　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈمن "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈمن کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی وغیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسیج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کرکے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈمن سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی وذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈمن سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسیج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117	0343-7008883	0333-8033313
محمد سلمان سلیم	پاکستان زندہ باد	راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد　　　　　　　　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو

(الف) ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر ٹک کا نشان لگائیں۔

1۔ 1947ء میں پاکستان کی آبادی تھی۔
الف۔ 1.25 کروڑ ب۔ 2.25 کروڑ ج۔ 3.25 کروڑ د۔ 4.25 کروڑ

2۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم کا کورس ہوتا ہے۔
الف۔ 5 سال ب۔ 4 سال ج۔ 3 سال د۔ 2 سال

3۔ پاکستان میں طبی کمیشن قائم ہوا۔
الف۔ 1951ء ب۔ 1955ء ج۔ 1959ء د۔ 1963ء

4۔ پاکستان میں شرح خواندگی ہے۔
الف۔ 43 فیصد ب۔ 45 فیصد ج۔ 55 فیصد د۔ 58 فیصد

5۔ پاکستان میں دیہی علاقوں میں لوگ ہیں۔
الف۔ 50 فیصد ب۔ 55 فیصد ج۔ 60 فیصد د۔ 65 فیصد

6۔ اُردو غزل کا پہلا دیوان مرتب کیا۔
الف۔ مرزا محمد رفیع سودا ب۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ ج۔ میر تقی میر د۔ خواجہ میر درد

7۔ پاکستان میں اوسط عمر ہے۔
الف۔ 57 سال ب۔ 60 سال ج۔ 65 سال د۔ 66 سال

8۔ بلوچستان کے علاقے قلات اور اس کے اردگرد مقامی زبان بولی جاتی ہے۔
الف۔ بلوچی ب۔ براہوی ج۔ سرائیکی د۔ ہندکو

جوابات

1	(ج)	2	(د)	3	(الف)	4	(د)
5	(د)	6	(ب)	7	(ب)	8	(ب)

مشقی سوالات (حصہ اوّل)

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

1- خواتین کے تحفظ کے لیے GPS سے منسلک کون سی چیز بنائی گئی ہے؟
(الف) ہار (ب) انگوٹھی (ج) کڑا (د) گھڑی

2- عدالت متاثرہ خاتون کی شکایت کو کتنے یوم میں نمٹاتی ہے؟
(الف) 70 (ب) 80 (ج) 90 (د) 100

3- متاثرہ خواتین کی مدد کے لیے یونیورسل ٹال فری نمبر کون سا ہے؟
(الف) 1040 (ب) 1041 (ج) 1043 (د) 1042

4- پنجاب میں تحفظ نسواں ایکٹ کب منظور کیا گیا:
(الف) 5 مارچ 2016ء (ب) 24 فروری 2016ء (ج) 10 اپریل 2016ء (د) 16 جون 2016ء

5- سائبر کرائم سے کیا مراد ہے؟
(الف) ٹیلی ویژن کے ذریعے کیے جانے والے جرائم (ب) ٹیلی فون کے ذریعے کیے جانے والے جرائم
(ج) موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعے کیے جانے والے جرائم (د) ریڈیو کے ذریعے کیے جانے والے جرائم

-1	(ج)	-2	(ج)	-3	(ج)	-4	(ب)	-5	(ج)

ADDITIONAL OBJECTIVES

باب 5

تاریخ پاکستان-II

(History of Paksitan-II)

○ کثیر الانتخابی سوالات

ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ ذوالفقار علی بھٹو نے صدر پاکستان اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھالا۔
الف۔ 20 دسمبر 1972ء کو ب۔ 20 دسمبر 1971ء کو ج۔ 20 دسمبر 1973ء کو د۔ 20 دسمبر 1975ء کو

2۔ بھٹو ملک میں پہلے سویلین چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر تھے۔
الف۔ پہلے ب۔ دوسرے ج۔ تیسرے د۔ چوتھے

3۔ 19 کمپنیوں کو جاری کیے گئے صنعتی لائسنس غیر قانونی دے دیے گئے۔
الف۔ چالیس کروڑ سے زائد ب۔ تیس کروڑ سے زائد ج۔ بیس کروڑ سے زائد د۔ دس کروڑ سے زائد

4۔ 1971ء تک ملک کے 60 فیصد صنعتی اثاثے اور 80 فیصد انشورنس کا کاروبار کتنے خاندانوں کی ملکیت تھا۔
الف۔ 22 ب۔ 23 ج۔ 25 د۔ 27

5۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت دس بڑی صنعتوں کو کنٹرول میں لینے کا اعلان کیا
الف۔ 5 جنوری 1971ء کو ب۔ 6 جنوری 1973ء کو ج۔ 2 جنوری 1972ء کو د۔ 2 جنوری 1974ء کو

6۔ 16 جنوری 1972ء کو کتنے صنعتی ادارے قومی تحویل میں لے لیے گئے؟
الف۔ دس ب۔ گیارہ ج۔ بارہ د۔ پندرہ

7۔ 1972ء سے قبل صنعتی اثاثوں پر خاندانوں کا قبضہ تھا۔
الف۔ 10 ب۔ 15 ج۔ 20 د۔ 22

8۔ لائف انشورنس کمپنیاں قومی ملکیت میں لے لی گئیں۔
الف۔ 19 مارچ 1973ء کو ب۔ 19 مارچ 1974ء کو ج۔ 14 مارچ 1972ء کو د۔ 19 مارچ 1972ء کو

9۔ بھٹو دور حکومت میں پاکستان کے تمام شیڈولڈ بینک قومی تحویل میں لے لیے گئے۔
الف۔ یکم جنوری 1974ء کو ب۔ یکم فروری 1974ء کو ج۔ یکم مارچ 1974ء کو د۔ یکم اپریل 1974ء کو

10۔ بھٹو دور حکومت میں لیبر اصلاحات ہوئیں۔
الف۔ 1970ء میں ب۔ 1971ء میں ج۔ 1972ء میں د۔ 1973ء میں

11۔ بھٹو دور حکومت میں مارچ 1976ء تک زمین کسانوں میں تقسیم کی گئی۔
الف۔ 5 لاکھ ایکڑ ب۔ 10 لاکھ ایکڑ ج۔ 15 لاکھ ایکڑ د۔ 20 لاکھ ایکڑ

12۔ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے ملک کے بیشتر نجی تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لے لیے۔

الف۔ 1970ء میں　　ب۔ 1971ء میں　　ج۔ 1972ء میں　　د۔ 1973ء میں

13۔ 1973ء کا آئین دفعات پر مشتمل تھا۔

الف۔ 250　　ب۔ 260　　ج۔ 270　　د۔ 280

14۔ 1973ء کا آئین گوشواروں پر مشتمل تھا۔

الف۔ دو　　ب۔ تین　　ج۔ چھ　　د۔ دس

15۔ 1973ء کے آئین کے تحت قومی اسمبلی کی میعاد مقرر کی گئی ہے۔

الف۔ دو سال　　ب۔ تین سال　　ج۔ چار سال　　د۔ پانچ سال

16۔ جنرل ضیاء الحق کا دور

الف۔ 1977ء-1980ء　　ب۔ 1977ء-1985ء　　ج۔ 1977ء-1987ء　　د۔ 1977ء-1988ء

17۔ دوسرے عام انتخابات ہوئے۔

الف۔ 1976ء میں　　ب۔ 1977ء میں　　ج۔ 1978ء میں　　د۔ 1988ء

18۔ قومی اسمبلی کے انتخابات ہوئے

الف۔ 5 مارچ 1977ء کو　　ب۔ 7 مارچ 1977ء کو　　ج۔ 7 مارچ 1976ء کو　　د۔ 7 مارچ 1978ء کو

19۔ جنرل ضیاء الحق نے بھٹو حکومت کا تختہ الٹ کر مارشل لاء لگا دیا۔

الف۔ 5 جولائی 1975ء کو　　ب۔ 5 جولائی 1976ء کو　　ج۔ 5 جولائی 1977ء کو　　د۔ جولائی 1978ء کو

20۔ جنرل ضیاء الحق نے تقریباً کتنے سال ملک پر حکومت کی؟

الف۔ پانچ سال　　ب۔ آٹھ سال　　ج۔ گیارہ سال　　د۔ بارہ سال

جوابات

1	ب	2	الف	3	د	4	الف	5	ج	6	ب
7	د	8	د	9	الف	10	الف	11	ج	12	ج
13	د	14	ج	15	د	16	د	17	ب	18	ب
19	ج	20	ج								

باب نمبر 6

پاکستان کے خارجہ تعلقات

(akistan In World Affairs)

○ کثیر الانتخابی سوالات

ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ کسی بھی ریاست کے دفاع کے لیے خارجہ پالیسی پر کس چیز کا اثر نمایاں ہوتا ہے۔

الف۔ دینی پہلو　　ب۔ سماجی پہلو　　ج۔ سیاسی پہلو　　د۔ اقتصادی پہلو

2۔ پاکستانی ثقافت کن اقدار کی آئینہ دار ہے؟
الف۔عیسائی ب۔ہندومت ج۔اسلامی د۔بدھ مت

3۔ عوامی جمہوریہ چین نے پاکستان کو تسلیم کر لیا۔
الف۔1947ء ب۔1948ء ج۔1949ء د۔1950ء

4۔ پاک چین تعلقات کا آغاز ہوا
الف۔1953-54ء ب۔1954-55ء ج۔1955-56ء د۔1956-57ء

5۔ چین اور بھارت کے درمیان نیفا اور لداخ میں جنگ ہوئی
الف۔1960ء ب۔1961ء ج۔1962ء د۔1963ء

6۔ پاک بھارت جنگوں میں چین نے پاکستان کو اخلاقی، سیاسی، سفارتی، مالی اور دفاعی شعبوں میں کافی امداد مہیا کی۔ پاک بھارت جنگیں ہوئیں۔
الف۔ 1947ء اور 1971ء میں ب۔ 1965ء اور 1970ء میں
ج۔ 1965ء اور 1971ء میں د۔ 1971ء اور 1985ء میں

7۔ بھارت نے پہلی بار ایٹمی دھماکے کیے۔
الف۔1970ء ب۔1972ء ج۔1973ء د۔1974ء

8۔ پاکستان اور چین دونوں نے کسے ایٹم سے پاک علاقہ قرار دیے جانے پر زور دیا؟
الف۔بحر اسود ب۔بحر الکاہل ج۔بحر ہند د۔بحیرہ احمر

9۔ پاکستان اور چین نے ایٹمی سمجھوتے پر دستخط کیے۔
الف۔1985ء میں ب۔1986ء میں ج۔1987ء میں د۔1988ء میں

10۔ پاکستان نے کس ملک کی مدد سے شاہراہ ریشم تعمیر کی؟
الف۔سعودی عرب ب۔ایران ج۔عراق د۔چین

11۔ شاہراہ ریشم کی کل لمبائی ہے۔
الف۔800 کلومیٹر ب۔900 کلومیٹر ج۔1000 کلومیٹر د۔1200 کلومیٹر

12۔ کامرہ کمپلیکس اور پاکستان واہ آرڈیننس فیکٹری کی تعمیر میں پاکستان کی مدد کی۔
الف۔سعودی عرب نے ب۔ایران نے ج۔عراق نے د۔چین نے

13۔ خیبر پختونخواہ میں ہیوی انڈسٹری الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لیے 273 ملین روپے مہیا کیے۔
الف۔سعودی عرب نے ب۔ایران نے ج۔عراق نے د۔چین نے

14۔ خیبر پختونخواہ میں ہیوی انڈسٹری الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کرنے میں مدد دی۔
الف۔سعودی عرب نے ب۔ایران نے ج۔عراق نے د۔چین نے

15۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان سب سے بڑا تنازعہ ہے
الف۔پانی کا مسئلہ ب۔مسئلہ طرابلس ج۔مسئلہ کشمیر د۔تجارت کا مسئلہ

16۔ سندھ طاس معاہدہ ہوا۔
الف۔1958ء میں ب۔1960ء میں ج۔1962ء میں د۔1965ء میں

17۔ سندھ طاس معاہدہ ہوا۔
الف۔ پاکستان اور ایران کے درمیان ب۔ پاکستان اور چین کے درمیان
ج۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان د۔ پاکستان اور روس کے درمیان

18۔ پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری آئی۔
الف۔1990ء میں ب۔1991ء میں ج۔1992ء میں د۔1993ء میں

19۔ پہلی آگرہ کانفرنس ہوئی۔
الف۔14 تا 17 جولائی 1999ء ب۔ 14 تا 17 جولائی 2000ء
ج۔14 تا 17 جولائی 2001ء د۔ 14 تا 17 جولائی 2002ء

20۔ اسلام آباد میں "سارک کانفرنس" منعقد ہوئی۔
الف۔جنوری 2001ء میں ب۔جنوری 2002ء میں ج۔جنوری 2003ء میں د۔جنوری 2004ء میں

جوابات

1		2		3		4		5		6	
1	د	2	ج	3	ج	4	ب	5	ج	6	ج
7	د	8	ج	9	ب	10	د	11	ب	12	د
13	د	14	د	15	ج	16	ب	17	ج	18	الف
19	ج	20	د								

باب نمبر 7

معاشی ترقی

(Economic Develo ment)

کثیر الانتخابی سوالات

ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ پاکستان میں معاشی ترقی کا پہلا مرحلہ۔
الف۔ 1946-50ء ب۔ 1947-50ء ج۔ 1948-50ء د۔ 1949-50ء

2۔ حکومت صنعتی کانفرنس منعقد کی۔
الف۔ 1947ء ب۔ 1948ء ج۔ 1949ء د۔1948ء

3۔ پاکستان میں معاشی ترقی کا دوسرا مرحلہ۔
الف۔ 1950-61ء ب۔ 1950-62ء ج۔1950-60ء د۔1950-65ء

4۔ حکومت پاکستان نے ایک مالیاتی ادارہ "پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن" قائم کیا۔

الف۔ 1950ء میں ب۔ 1951ء میں ج۔ 1953ء میں د۔ 1952ء میں

5۔ 1959-60ء میں پاکستان کی خام قومی پیداوار کا صنعتی شعبوں میں حصہ رہا۔

الف۔ 11.9 فیصد ب۔ 11.8 فیصد ج۔ 11.7 فیصد د۔ 11.6 فیصد

6۔ پاکستان کے پہلے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا حجم تھا۔

الف۔ 1070 کروڑ روپے ب۔ 1080 کروڑ روپے ج۔ 1090 کروڑ روپے د۔ 1000 کروڑ روپے

7۔ آبادی میں اضافے کی شرح تقریباً 1.6 فیصد سالانہ رہی۔

الف۔ 1.4 فیصد ب۔ 1.5 فیصد ج۔ 1.6 فیصد د۔ 1.7 فیصد

8۔ پاکستان میں معاشی ترقی کا تیسرا مرحلہ:

الف۔ 1945-40ء ب۔ 1950-45ء ج۔ 1960-70ء د۔ 1965-70ء

9۔ جنرل محمد ایوب خان نے اقتدار سنبھالا:

الف۔ 1955ء میں ب۔ 1956ء میں ج۔ 1957ء میں د۔ 1958ء میں

10۔ تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا حجم مقرر کیا گیا۔

الف۔ 1700 کروڑ روپے ب۔ 1800 کروڑ روپے ج۔ 1900 کروڑ روپے د۔ 2000 کروڑ روپے

11۔ 1961ء میں تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا حجم کتنے کروڑ روپے کر دیا گیا؟

الف۔ 2000 کروڑ روپے ب۔ 2100 کروڑ روپے ج۔ 2200 کروڑ روپے د۔ 2300 کروڑ روپے

12۔ تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے میں قومی آمدنی میں اضافہ ہوا۔

الف۔ 10 فیصد سے زائد ب۔ 20 فیصد سے زائد ج۔ 30 فیصد سے زائد د۔ 40 فیصد سے زائد

13۔ تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے میں صنعتی شعبہ میں سالانہ ترقی ہوئی۔

الف۔ 40 فیصد سالانہ ب۔ 30 فیصد سالانہ ج۔ 20 فیصد سالانہ د۔ 10 فیصد سالانہ

14۔ تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے میں برآمدات سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوا۔

الف۔ 6 فیصد ب۔ 7 فیصد ج۔ 8 فیصد د۔ 9 فیصد

15۔ تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے میں زرعی شعبے نے ترقی کی۔

الف۔ 5 فیصد ب۔ 10 فیصد ج۔ 15 فیصد د۔ 25 فیصد

16۔ تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا دورانیہ۔

الف۔ 1960-70ء ب۔ 1965-70ء ج۔ 1965-75ء د۔ 1970-80ء

17۔ تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا حجم تھا۔

الف۔ 5000 کروڑ روپے ب۔ 5100 کروڑ روپے ج۔ 5200 کروڑ روپے د۔ 5300 کروڑ روپے

18۔ تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے دوران صنعتی میدان میں ترقی کتنے فیصد ہوئی۔؟

الف۔ 6 فیصد ب۔ 7 فیصد ج۔ 8 فیصد د۔ 9 فیصد

19۔ تیسرے پانچ سالہ منصوبے میں سرمایہ کاری کی شرح میں قریباً کتنے فیصد کمی ہوئی۔
الف۔ قریباً 4 فیصد　ب۔ قریباً 5 فیصد　ج۔ قریباً 6 فیصد　د۔ قریباً 7 فیصد

20۔ تیسرے پانچ سالہ منصوبے میں زرعی شعبے میں ترقی ہوئی۔
الف۔ 4.4 فیصد　ب۔ 4.5 فیصد　ج۔ 4.6 فیصد　د۔ 4.7 فیصد

21۔ پاکستان میں معاشی ترقی کا چوتھا مرحلہ
الف۔ 1975-80ء　ب۔ 1976-80ء　ج۔ 1977-80ء　د۔ 1978-80ء

22۔ سقوط مشرقی پاکستان ہوا۔
الف۔ 1971ء　ب۔ 1972ء　ج۔ 1973ء　د۔ 1974ء

23۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا:
الف۔ 1971ء　ب۔ 1972ء　ج۔ 1973ء　د۔ 1974ء

جوابات

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
1	ب	2	الف	3	ج	4	د	5	الف	6	ب
7	ج	8	ج	9	د	10	ج	11	د	12	ج
13	الف	14	ب	15	ج	16	الف	17	ج	18	د
19	الف	20	ب	21	ج	22	الف	23	الف		

باب نمبر 8

آبادی، معاشرہ اور پاکستان کی ثقافت

(Population, Society and Culture of Pakistan)

○ کثیر الانتخابی سوالات

ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی کل آبادی ہے
الف۔ 18 کروڑ 6 لاکھ　ب۔ 18 کروڑ 7 لاکھ　ج۔ 18 کروڑ 8 لاکھ　د۔ 18 کروڑ 9 لاکھ

2۔ اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء مطابق پاکستان کی کل آبادی میں سالانہ اضافہ ہو رہا ہے۔
الف۔ 2.01 فیصد　ب۔ 2.02 فیصد　ج۔ 2.03 فیصد　د۔ 2.04 فیصد

3۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی تھی۔
الف۔ 12 کروڑ 23 لاکھ 52 ہزار　ب۔ 13 کروڑ 23 لاکھ 52 ہزار　ج۔ 14 کروڑ 23 لاکھ 52 ہزار　د۔ 15 کروڑ 23 لاکھ 52 ہزار

4۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی گنجانیت (Density) افراد فی مربع کلومیٹر تھی۔
الف۔ 162　ب۔ 163　ج۔ 164　د۔ 164

5۔ جدید اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی کی موجودہ گنجانیت فی مربع کلومیٹر ہے۔
الف۔ 216　ب۔ 226　ج۔ 230　د۔ 240

6۔ 1950ء میں پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا بڑا ملک تھا۔

الف۔ گیارھواں　ب۔ بارھواں　ج۔ تیرھواں　د۔ چودھواں

7۔ آبادی کے لحاظ سے پاکستان دنیا کا اس وقت بڑا ملک ہے۔

الف۔ چھٹا　ب۔ ساتواں　ج۔ آٹھواں　د۔ نواں

8۔ اگر پاکستان کی آبادی میں شرح اضافہ یہی رہی تو 2050ء تک پاکستان دنیا کا بڑا ملک بن جائے گا۔

الف۔ تیسرا　ب۔ چوتھا　ج۔ پانچواں　د۔ چھٹا

9۔ اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے مطابق پاکستان کی شہری آبادی ہے۔

الف۔ 113.16 ملین　ب۔ 67.55 ملین　ج۔ 66.1 ملین　د۔ 64.4 ملین

10۔ اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے مطابق پاکستان کی دیہی آبادی۔

الف۔ 67.55 ملین　ب۔ 113.16 ملین　ج۔ 45.9 ملین　د۔ 66.1 ملین

11۔ اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے مطابق پاکستان میں خواتین کی اوسط عمر ہے۔

الف۔ 113.16 ملین　ب۔ 64.4 ملین　ج۔ 67.55 ملین　د۔ 66.1 ملین

12۔ اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے مطابق پاکستان میں مردوں کی اوسط عمر ہے۔

الف۔ 67.55 ملین　ب۔ 64.4 ملین　ج۔ 113.16 ملین　د۔ 66.1 ملین

13۔ صوبہ پنجاب آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا صوبہ ہے۔

الف۔ چھوٹا　ب۔ گنجان　ج۔ بڑا　د۔ آباد

14۔ پاکستان کی آبادی کا حصہ صوبہ پنجاب میں رہتا ہے۔

الف۔ 52 فیصد　ب۔ 53 فیصد　ج۔ 55 فیصد　د۔ 54 فیصد

15۔ پنجاب میں ایک مربع کلومیٹر کے علاقے میں اوسطاً افراد رہتے ہیں۔

الف۔ 304　ب۔ 340　ج۔ 354　د۔ 350

16۔ بلوچستان میں فی مربع کلومیٹر افراد رہتے ہیں۔

الف۔ 18　ب۔ 19　ج۔ 20　د۔ 25

17۔ سندھ میں اوسطاً افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔

الف۔ 213　ب۔ 214　ج۔ 215　د۔ 216

18۔ خیبر پختونخوا میں افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔

الف۔ 233　ب۔ 234　ج۔ 235　د۔ 236

19۔ آبادی کے کوائف کو جاننے کا عمل کہلاتا ہے۔

الف۔ کوائف شماری　ب۔ آدم شماری　ج۔ مردم شماری　د۔ مطالعہ آبادی

20۔ پاکستان میں مردم شماری کتنے سال بعد ہوتی ہے؟

الف۔ دس سال　ب۔ بیس سال　ج۔ تیس سال　د۔ چالیس سال

جوابات

1	ب	2	ج	3	ب	4	ج	5	ب	6	ج
7	الف	8	ج	9	ب	10	ب	11	د	12	ب
13	ج	14	د	15	ج	16	ب	17	الف	18	د
19	ج	20	الف								

مختصر جواب دیں۔

1۔ یونین کونسل کے دو فرائض تحریر کریں۔

ج۔ یونین کونسل کے فرائض میں صحت و صفائی، روشنی کا انتظام، مسافر خانوں کا انتظام، پیدائش و اموات کا ریکارڈ رکھنا وغیرہ شامل ہے۔

2۔ اعلان واشنگٹن کیوں ہوا؟

1999ء میں جنرل پرویز مشرف نے کارگل پر لشکر کشی کر دی۔ جس کی وجہ سے پاکستان اور انڈیا کے حالات خراب ہو گئے۔ چین کی مدد سے پاک انڈیا ڈائیلاگ کا راستا تلاش کیا گیا۔ اسی مسئلے کے حل کے لیے 4 جولائی 1999ء میں وزیر اعظم نواز شریف اور امریکی صدر کلنٹن کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جسے اعلان واشنگٹن کہا جاتا ہے۔ جس کی رو سے پاکستان کو اپنی فوج کارگل محاذ سے واپس بلانا اور بہت سی معاشی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

3۔ صدر غلام اسحاق خاں نے کن الزامات کے تحت بے نظیر بھٹو کی حکومت برطرف کی؟

ج۔ صدر غلام اسحاق نے بے نظیر کی حکومت پر کرپشن، سمگلنگ، چور بازاری، اقربا پروری اور ناجائز مراعات کا حصول کا الزام لگایا۔ نیز عوام کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ متوسط طبقہ کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ پورے ملک میں نظام درہم برہم ہو گیا ہے۔

4۔ مشرف دورِ حکومت میں خواتین کے لیے کیے گئے دو اقدامات لکھیں۔

ج۔ا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی مخصوص نشستوں کے علاوہ اُن کو جنرل نشستوں پر بھی انتخاب لڑنے کی اجازت دی گئی۔

۲۔ خواتین کو بینکوں سے آسان شرائط پر بغیر کسی ضمانت کے چھوٹے قرضے دیے گئے۔

۳۔ فوج میں خواتین کے لیے براہ راست کمیشن رکھا گیا۔

5۔ امریکہ نے کس قانون کے تحت پاکستان کو دفاعی سامان کی فراہمی بند کر دی؟

ج۔ امریکہ نے جنوری 1992ء میں پریسلر ترمیم (Pressler Amendment) کے تحت پاکستان کو دفاعی سامان کی فراہمی بند کر دی۔

6 ''اعلان لاہور'' سے کیا مراد ہے؟

ج۔ 1999ء میں بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی بس کے ذریعے خیر سگالی کا پیغام لے کر لاہور آئے۔ میاں نواز شریف نے واہگہ بارڈر پر ان کا استقبال کیا۔ دونوں لیڈروں نے آپس کے تعلقات معمول پر لانے کے لیے کئی اقدامات کا اعلان کیا۔ ایک مشترکہ اعلامیہ پر بھی دستخط ہوئے۔ جسے "اعلانِ لاہور" کا نام دیا گیا۔

7۔ 1973ء کے آئین کو وفاقی آئین کیوں کہا جاتا ہے؟

ج۔ 1973ء کے آئین کو وفاقی آئین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آئین کے تحت وفاق پاکستان چار صوبوں، وفاقی دارالحکومت اور اس کے ملحقہ علاقے، وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقہ جات اور صوبوں سے ملحقہ قبائلی علاقوں پر مشتمل ہے۔

8۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے زرعی زمین کی انفرادی ملکیت کتنی مقرر کی؟

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے زرعی زمین کی انفرادی حد ملکیت 150 ایکڑ نہری 300 ایکڑ بارانی مقرر کی۔

9۔ حبیب بینک اور یو بی ایل کی نجکاری کتنے روپوں میں کی گئی؟

دسمبر 2004ء میں حبیب بینک کو صرف 22 بلین روپے میں اور یو بی ایل کو صرف 13 بلین روپے میں بیچ گیا۔

10۔ امیدواروں کے لیے بی۔اے کی شرائط کس الیکشن میں لازمی قرار دی گئی؟

ج۔ اکتوبر 2002ء کے الیکشن میں اُمیدواروں کے لیے بی۔اے کی شرط لازمی قرار دی گئی۔

مختصر جوابی سوالات

سوال۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

i۔ "ڈیورنڈ لائن" سے کیا مراد ہے؟

جواب: برطانوی ہند اور افغانستان کے درمیان بارڈر کے تعین کے مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کے لیے 1893ء میں سیکرٹری وزارت خارجہ حکومت ہند سر ڈیورنڈ نے افغان بادشاہ امیر عبدالرحمٰن سے مذاکرات کیے اور ایک معاہدہ لکھا گیا جس کی رو سے سرحد کا حتمی تعین کر دیا گیا۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان اس سرحدی لائن کو سر ڈیورنڈ کے نام سے "ڈیورنڈ لائن" کا نام دیا گیا۔ افغانستان نے ڈیورنڈ لائن کو بین الاقوامی سرحد مان لیا۔

ii۔ معاشی و معاشرتی کونسل کون سے فرائض سرانجام دیتی ہے؟

جواب: انسانوں کے معیار زندگی کو بلند کرنا اور معاشی و معاشرتی ترقی کی کوشش کرنا، تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی شعبوں میں تعاون، بے روزگاری، غربت اور بیماری کو دور کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنا وغیرہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔

iii۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی تین ذمہ داریاں تحریر کریں۔

جواب: اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی چند ذمہ داریاں درج ذیل ہیں۔

1۔ سلامتی کونسل کے غیر مستقل ارکان کا انتخاب کرنا
2۔ معاشی اور معاشرتی کونسل کے ارکان کا انتخاب کرنا
3۔ اقوام متحدہ کے بجٹ کی منظوری دینا
4۔ دنیا بھر میں امن کے قیام کے لیے اقدامات کرنا وغیرہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔

iv۔ پاکستان اور ایران کے درمیان سرحدی سمجھوتہ کب ہوا؟

جواب: 1893ء میں برطانوی کمیشن نے ایران کے بادشاہ سے مذاکرات کیے اور سرحدی سمجھوتہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد 1957ء میں پاکستان کے شہر راولپنڈی میں دونوں ممالک کے درمیان اُسی سرحد کو تسلیم کرتے ہوئے سرحدی سمجھوتہ طے پا گیا۔

v۔ "سندھ طاس معاہدہ" کن ممالک کے درمیان ہوا؟

جواب: سندھ طاس معاہدہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ہوا۔ یہ معاہدہ ورلڈ بینک کے تعاون سے 1960ء میں طے پایا۔

vi۔ پاکستان اور اسلامی جمہوریہ چین کے درمیان تعلقات کا آغاز کب ہوا؟

جواب: 1949ء میں عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے چند ماہ بعد ہی پاکستان نے اسے تسلیم کر لیا۔ 55-1954ء میں پاک چین تعلقات کا آغاز ہوا اور دونوں ممالک دوستی کے رشتے میں بندھ گئے۔

vii- اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے دس رکن ممالک کے نام تحریر کریں۔

جواب: اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے دس رکن ممالک کے نام یہ ہیں۔

پاکستان، سعودی عرب، ایران، بنگلادیش، انڈونیشیا، ترکی، شام، لبنان، لیبیا اور متحدہ عرب امارات

viii- مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ میں کب پیش ہوا؟

جواب: مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ میں 1948ء میں پیش ہوا۔

ix- ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ کب اور کہاں رونما ہوا؟

جواب: ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ 11 ستمبر 2001ء میں امریکا کے شہر نیو یارک میں پیش آیا۔

x- بھوٹان کا تعارف تین لائینوں میں بیان کریں۔

جواب: بھوٹان ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ اس کے دارالحکومت کا نام تھمپو ہے جو کہ دریائے تھمپو کے کنارے آباد ہے۔ یہاں کی عوام کا تعلق منگول قبائل سے ہے۔ بھوٹان میں جنگلات زیادہ ہیں۔ لوگ لکڑی کاٹ کر روزی کماتے ہیں۔ زیادہ تر آبادی وادیوں میں رہتی ہے۔ بھیڑ بکریاں پالنا بھی ایک اہم پیشہ ہے۔ بھوٹان کی سرکاری زبان "ژونگا" ہے۔ زیادہ تر عوام کا مذہب بدھ مت ہے۔

مختصر جوابی سوالات

ب- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

i- پروفیسر آرتھر لیوس کی معاشی ترقی کی تعریف کریں۔

ج- پروفیسر آرتھر لیوس (Professor Aurther Lewis) کے مطابق:

"اشیا و خدمات کی پیداوار میں اضافے کا نام معاشی ترقی ہے"۔

ii- پاکستان میں معدنی وسائل کی ترقی کے لیے 1975ء میں کس کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔

ج- پاکستان میں معدنی وسائل کی ترقی کے لیے 1975ء میں "معدنی ترقیاتی" کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔

iii- چھوٹی صنعت سے کیا مراد ہے؟

ج- چھوٹی صنعت وہ ہوتی ہے جو 2 سے 9 مزدوروں کو ملازم رکھ کر بازار کے لیے مختلف اشیا بناتی ہے۔ چھوٹے پیمانے میں ہر وہ

صنعت آجائے گی جو بے شک گھر میں چیزیں بناتی ہو یا کرائے پر جگہ لے کر کچھ مشینیں لگا کر چند لوگوں کو مزدور رکھ کر مختلف اشیا پیدا کرے۔

iv۔ برآمدات اور درآمدات سے کیا مراد ہے؟

کوئی بھی ملک اپنی مصنوعات یا اشیا دیگر ممالک کو بھیجے تو اسے برآمدات کہتے ہیں۔
کوئی بھی ملک دیگر ممالک سے مصنوعات اور اشیا اپنے ملک میں منگوائے تو اسے درآمدات کہتے ہیں۔

v۔ جپسم کا استعمال بیان کریں۔

ج۔ جپسم سیمنٹ کی صنعت، کاغذ سازی، پلاسٹر آف پیرس، سلفیورک ایسڈ، رنگ و روغن کی صنعت اور ربڑ کی صنعت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

vi۔ پاکستان میں زرعی مسائل کو حل کرنے کے لیے تین تجاویز پیش کریں۔

ج۔ (i) پاکستان میں جدید طریقہ کاشت کاری کو رواج دیا جائے۔
(ii) پاکستانی کسان کو کاشت کاری کے جدید طریقے سکھائے جائیں۔
(ii) زرعی ادویات کی قیمتوں میں کمی کی جائے۔
(iv) صحت مند اور اچھی نسل کے بیج سستے داموں فروخت کیے جائیں۔

vii۔ پاکستان کے پانچ ایسے شہروں کے نام لکھیں، جہاں خشک گودیاں قائم ہیں۔

ج۔ لاہور، ملتان، راولپنڈی، فیصل آباد اور سیالکوٹ میں خشک گودیاں قائم ہیں۔

viii۔ پاکستان کھیلوں کا سامان کن ممالک کو برآمد کرتا ہے۔

ج۔ پاکستان کھیلوں کا سامان زیادہ تر ہالینڈ، بیلجیم، فرانس، اٹلی، برطانیہ، جرمنی اور امریکا وغیرہ کو برآمد کرتا ہے۔

ix۔ پاکستان کے زرعی شعبہ کو درپیش چار اہم مسائل بیان کریں۔

ج۔ 1- پاکستان میں جدید طریقہ کاشت کاری کا رواج نہ ہونا۔
2- پاکستانی کسان کا پرانے اور فرسودہ آلات سے کاشت کاری کرنا۔
3- زرعی ادویات اور کھادوں کی قیمتوں میں اضافہ۔
4- صحت مند اور اچھی نسل کے بیجوں کا نہ ملنا۔

مختصر جوابی سوالات

پنجابی زبان کے تین اہم قصوں کے نام لکھیں۔

جواب: وارث شاہ نے ہیر رانجھا، فضل شاہ نے سوہنی مہینوال اور حافظ برخوردار نے مرزا صاحباں کا قصہ لکھا۔

ii۔ یونیورسٹی کی تعلیم سے کیا مراد ہے؟

جواب: اعلیٰ ثانوی تعلیم کے بعد بی۔اے، بی۔ایس۔سی اور بی کام کی تعلیم یونیورسٹی کے تحت حاصل کی جاتی ہے۔اس میں کامیاب ہونے پر ایم۔اے، ایم کام، ایم ایس سی اور ایم۔فل۔ اے کی ڈگری کے لیے یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔اسے یونیورسٹی کی تعلیم کہا جاتا ہے۔

iii۔ دیہی اور شہری آبادی کی تقسیم سے کیا مراد ہے؟

جواب: ۵۰۰۰ سے کم آبادی والے علاقے کو دیہات کہتے ہیں۔وہ علاقہ جس میں ۵۰۰۰ یا اس سے زیادہ لوگ رہتے ہوں اسے شہر کہتے ہیں۔دیہی اور شہری آبادی کی تقسیم وہاں پر موجود سہولیات کو پیمانہ تسلیم کرتے ہوئے کی جاتی ہے۔

iv۔ افراط آبادی سے کون سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں؟

جواب: افراط آبادی کے مسائل

افراط آبادی سے درج ذیل مسائل پیدا ہو رہے ہیں:

1- افراط آبادی سے رہائشی مکانوں کی قلت ہو جاتی ہے۔
2- افراط آبادی سے خوراک کی قلت پیدا ہو جاتی ہے۔
3- افراط آبادی سے صفائی اور صحت کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔
4- افراط آبادی سے ٹرانسپورٹ اور ٹریفک کا مسئلہ شدید ہو جاتا ہے۔
5- افراط آبادی سے پانی کی قلت ہو جاتی ہے۔
6- افراط آبادی سے تعلیم اور تفریح کی سہولتیں ناکافی ثابت ہوتی ہیں۔

v۔ پشتو زبان کی ترقی میں رحمان بابا کا کیا کردار ہے؟

جواب: پشتو زبان کے دوسرے بڑے شاعر رحمان بابا ہیں یہ فقیر صفت شاعر ہمیشہ عشق و تصوف میں ڈوبے رہتے تھے۔اور یہی ان کی شاعری کے موضوع بھی تھے۔ان کے کلام میں محبت الٰہی کا کیف و سرور ملتا ہے۔رحمان بابا کی شاعری آج بھی ہر گاؤں میں رات کے وقت گائی جاتی ہے اور رحمان بابا کو پشتو کا شیکسپیئر کہا جاتا ہے۔

vi۔ پاکستان کے اہم کھیل کون سے ہیں؟

جواب: پاکستان کے اہم کھیلوں میں ہاکی، کرکٹ، سکواش، کبڈی اور کشتیاں یکساں طور پر مقبول ہیں۔

vii۔ حبہ خاتون کون تھیں؟

جواب: حبہ خاتون کشمیری زبان کی مشہور شاعرہ تھیں۔آپ رومانوی دور کی شاعرہ تھیں۔انھوں نے عربی اور فارسی کے رومانی قصوں کو کشمیری زبان میں منتقل کیا۔

viii۔ تعلیمی مسائل کے حل کے لیے حکومتی سطح پر کیے جانے والے پانچ اقدامات بیان کریں۔

جواب: حکومت درج ذیل اقدامات کر رہی ہے۔

- پرپمپ سے ثانوی (میٹرک)جماعتوں تک مفت تعلیم اور مفت درسی کتب کی فراہمی۔
- طلبہ وطالبات کو ابتدائی تعلیم کے لیے وظائف فراہم کرنا۔
- مستقبل کی ضروریات اور سائنسی بنیادوں کے پیش نظر نصاب کی تشکیل نو کرنا۔
- ٹیکنیکل، ووکیشنل اور سائنسی تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری اور نجی شعبے سے تعاون اور ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کرنا۔
- قومی اور صوبائی سطحوں پر تعلیمی مسائل کے حل کے لیے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام

-2 مختصر جوابات دیں۔

-1 صنف کی تعریف بیان کریں۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر2

-2 تشدد سے کیا مراد ہے؟

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر6

-3 معاشرے میں خواتین پر تشدد کی چند مثالیں دیں۔

جواب: تعلیم و تربیت میں امتیاز، اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرنے، خانہ داری میں مبینہ غفلت، شادی کے موقع پر جہیز نہ لانے یا کم لانے کا بہانہ بنا کر انھیں ذہنی اور جسمانی طور پر تکلیف پہنچانا خواتین پر تشدد کی چند مثالیں ہیں۔

-4 پنجاب حکومت کا خواتین کے تحفظ کے سلسلے میں نمایاں کارنامہ کیا ہے؟

جواب: خواتین کے تحفظ کے لیے تحفظ نسواں ایکٹ 2016ء کی منظوری پنجاب حکومت کا نمایاں کارنامہ ہے۔ کال فری نمبر، انسداد تشدد مراکز کا قیام، وومن پروٹیکشن آفیسر کا تقرر اور خواتین کے تحفظ کے لیے آگاہی مہم تحفظ نسواں ایکٹ 2016ء کے اہم نکات ہیں۔

ADDITIONAL SHORT QUESTIONS

○ مختصر جوابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

س1۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کب صدر پاکستان اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھالا؟

ج۔ ذوالفقار علی بھٹو نے 20 دسمبر 1971ء کو صدر پاکستان اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھالا۔

س2۔ پاکستان میں پہلے سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کون تھے؟

ج۔ ذوالفقار علی بھٹو پاکستان میں پہلے سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے۔

س3۔ 1971ء تک کتنے خاندانوں کے پاس زیادہ تر اثاثے تھے۔

ج۔ 1971ء تک ملک کے 60 فیصد صنعتی اثاثے اور 80 فیصد انشورنس کا کاروبار صرف 22 خاندان کی ملکیت تھا۔

س4۔ 1971ء میں بھٹو نے کیا معاشی اصلاحات کیں؟

ج۔ 22 دسمبر 1971ء کو بھٹو حکومت نے 22 سرمایہ خاندان کے پاسپورٹ ضبط کر لیے۔ 19 کمپنیوں کو جاری کیے گئے دس کروڑ سے زائد صنعتی لائسنس غیر قانونی قرار دے دیئے گئے۔

س5۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کن صنعتوں کو قومی تحویل لے لیا؟

ج۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں درج ذیل صنعتوں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔

پرزے جوڑ کر موٹر گاڑیاں بنانے کی صنعت	بھاری اور بنیادی کیمیکل کی صنعت
فولاد سازی اور لوہے کی صنعت	بھاری مشینری کی صنعت
پیٹرو کیمیکلز کی صنعت	سیمنٹ کی صنعت
مفاد عامہ کی سروسز کے تحت والی صنعت	ٹریکٹر پلانٹ تیار کرنے والی صنعت
بھاری سامان برائے بجلی کی صنعت	بنیادی ضرورت کا سامان بنانے کی صنعت

س6۔ بھٹو دور میں کی گئی لیبر اصلاحات میں سے کوئی سی تین تحریر کیجیے۔

ج۔ ہر کارخانے میں انتظامی معاملات کو چلانے والی کمیٹی میں مزدوروں کے نمائندے بھی شامل کیے گئے۔
مزدوروں کو ہر سال ایک تنخواہ کے ساتھ بونس دینے کا اعلان کیا گیا۔
کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے اوقات کار کو قانونی شکل دی گئی۔

س7۔ بھٹو دور میں کیا زرعی اصلاحات کی گئیں؟

ج۔ زمین کی انفرادی حد ملکیت 150 ایکڑ نہری 300 ایکڑ بارانی مقرر کی گئی۔
تمام مالیہ اور آبیانہ زمیندار ادا کریں گے۔ مزارعین اس ادائیگی سے مستثنیٰ ہوں گے۔
کسی بھی شخص کو اصطبل، مویشی فارم اور باغات کے نام پر مقررہ حد سے زائد زمین رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔
تمام شکارگاہیں حکومت نے اپنی ملکیت میں لے لیں البتہ تاریخی شکارگاہیں مستثنیٰ قرار دے دی گئیں۔

س8۔ نیشنلائزیشن کے صنعت پر کیا مثبت اثرات مرتب ہوئے؟

ج۔ 1972ء کی لیبر اصلاحات سے صنعتی مزدوروں کا استحصال ختم ہوا۔
صنعتی ادارے حکومت کو پورے ٹیکس اور ڈیوٹی ادا کرنے لگے۔
مزدوروں سے مل مالکان کا رویہ بہتر ہوا۔ ہڑتالوں کی تعداد بتدریج کم ہوئی۔
صنعتی اثاثوں پر صرف 22 خاندانوں کا قبضہ تھا، جو ختم ہوا اور سرمایہ دار طبقے کی حوصلہ شکنی ہوئی۔
صنعتی ادارے حکومت کی تحویل میں آنے سے حکومت کے لیے صنعتی اشیاء کی قیمتوں کو کنٹرول میں رکھنا آسان ہو گیا۔

س9۔ نیشنلائزیشن کے صنعت پر کیا منفی اثرات مرتب ہوئے؟

ج۔ صنعتی ترقی کا عمل سست ہو گیا۔
مزدور آئے دن مراعات میں اضافے کے لیے ہڑتالیں اور مظاہرے کرنے لگے۔

۲۔ صنعتی اداروں میں ضرورت سے زیادہ سیاسی عملہ بھرتی ہوا

۳۔ کم پیداوار دینے والے یونٹ بھی چلتے رہے، جس سے قومی خزانے پر بوجھ بڑھتا رہا۔

س10۔ نیشنلائزیشن کے تعلیم پر کیا مثبت اثرات مرتب ہوئے؟

ج۔۱۔ قومیانے سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں اور دیگر سہولتیں سرکاری تعلیمی اداروں کے برابر ہو گئیں۔

۲۔ ملک کے طلبہ کو بسوں اور ریل گاڑیوں کے کرایے میں خصوصی رعایت دی گئی۔

۳۔ ملک بھر میں پرائمری سکول اساتذہ کی تربیت کے لیے تربیتی ادارے کھول کر بے شمار غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو روزگار مہیا کیا گیا۔

۴۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے قیام کی منظوری دی گئی، جس سے طلبہ کو ریڈیو، ٹی وی اور بذریعہ خط و کتابت تعلیم کے مواقع ملے۔

س11۔ نیشنلائزیشن کے تعلیم پر کیا منفی اثرات مرتب ہوئے؟

ج۔۱۔ اساتذہ و دیگر ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی کے لیے حکومت کو قومی خزانے سے رقم خرچ کرنا پڑی۔

۲۔ طلبہ کو کرایوں میں رعایت دینے سے ٹرانسپورٹ مالکان کے درمیان کشمکش کی ایک نئی صورت حال پیدا ہو گئی۔

۳۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ تنظیموں نے سیاسی جماعتوں کے ذریعے منظم شکل اختیار کر لی اور امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔

س12۔ نیشنلائزیشن کے کیا مثبت اثرات مرتب ہوئے؟

ج۔i۔ صنعتوں کے حکومتی تحویل میں آنے سے صنعتی پیداوار میں اضافہ ہوا۔

ii۔ بھٹو حکومت نے صنعتوں کو فروغ دینے کے لیے مشینری اور صنعتی خام مال کی درآمدات کی حوصلہ افزائی کی۔ اس سے ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔ پاکستان کا توازن تجارت بہتر ہوا۔

iii۔ برآمدات میں اضافہ ہوا حتیٰ کہ سبزیاں اور پیاز بھی برآمد ہونے لگے۔

iv۔ زرعی اصلاحات سے زرعی پیداوار بہتر ہوئی جس سے ملکی اور غیر ملکی تجارتی سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوا۔

س13۔ نیشنلائزیشن کے کیا منفی اثرات مرتب ہوئے؟

ج۔ افراطِ زر ہونے سے تنخواہ دار طبقہ متاثر ہوا۔ روپے کی قدر کم ہونے سے مہنگائی میں بھی اضافہ ہوا۔

ii۔ سامانِ تعیش کی درآمد بڑھی، مشینری کے درآمدی اخراجات میں اضافہ ہوا، جس سے توازن ادائیگی متاثر ہوا۔

iii۔ ملکی خزانے پر بوجھ پڑنے سے زرِ مبادلہ کے محفوظ ذخائر کم ہونے لگے۔

iv۔ 1973ء میں تیل کی قیمتیں زیادہ ہونے سے پاکستان کا توازن تجارت خسارے کی طرف چلا گیا۔

مختصر جوابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

س1۔ پاکستان کا مختصر تعارف تحریر کیجیے۔

ج۔ پاکستان براعظم ایشیا کے جنوب میں واقع ہے، جو زرخیز زمین، پہاڑوں، دریاؤں اور خوب صورت وادیوں کا ملک ہے اس کی مشرقی سرحد بھارت، شمالی سرحد چین اور مغربی سرحد افغانستان اور ایران سے ملتی ہے جبکہ جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے۔

س2۔ خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟

ج۔ ایک ریاست دوسری ریاستوں سے تعلقات کے قیام میں کچھ بنیادی اصولوں اور مقاصد کو پیش نظر رکھتی ہے اور راستے متعین کرتی ہے۔ اس حوالے سے جو پالیسی وہ بناتی ہے، خارجہ پالیسی کہلاتی ہے۔

س3۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد لکھیے۔

ج۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد درج ذیل ہیں:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے اہم مقصد قومی سلامتی و تحفظ ہے۔
معاشی ترقی کے حصول کے لیے آزاد تجارت، آزاد اقتصادیات اور نجکاری کو اپنانا ہے۔
پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد ہے۔

س4۔ دفاعی میدان میں پاکستان اور چین کے درمیان کون کون سے معاہدے ہوئے ہیں؟

ج۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران چین نے پاکستان کی دفاعی ضروریات پوری کرنے کے لیے پاکستان کو اسلحہ دیا۔ 1995ء میں پاکستان اور چین کے درمیان کئی دفاعی معاہدے ہوئے۔ ان معاہدوں کے تحت چین نے "کامرہ کمپلیکس" اور "واہ آرڈیننس فیکٹری" کی تعمیر میں پاکستان کی بھرپور مدد کی۔ اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں "ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس" کی تکمیل کے لیے 273 ملین روپے کی امداد دی۔ چین کی مدد سے ٹیکسلا میں قائم ہونے والے ہیوی مشین کمپلیکس میں ٹینک اور میزائل تیار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی مزید منصوبے چین کی مالی اور فنی امداد کے تحت کام کر رہے ہیں۔

س5۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان سب سے بڑا تنازع کیا ہے؟

ج۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر سب سے بڑا تنازعہ ہے۔

س6۔ سندھ طاس معاہدے پر کب دستخط ہوئے؟

ج۔ 1960ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کے مسئلے کے حل کے لیے "سندھ طاس معاہدے" پر دستخط ہوئے۔

س8۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کو سب سے پہلے کس ملک نے تسلیم کیا؟

ج۔ 1947ء میں ایران نے پاکستان کو سب سے پہلے تسلیم کیا۔

س9۔ معاہدہ بغداد کیا تھا؟

ج۔ دفاعی شعبے کو مضبوط بنانے کے لیے پاکستان، ایران، ترکی، عراق اور برطانیہ نے ایک دفاعی معاہدے پر دستخط کیے۔ جو معاہدہ بغداد کہلایا۔ امریکا اس معاہدے کی پشت پناہی کر رہا تھا۔

س10۔ سینٹو (CENTO) سے کیا مراد ہے؟

ج۔ دفاعی شعبے کو مضبوط بنانے کے لیے پاکستان، ایران، ترکی، عراق اور برطانیہ نے ایک دفاعی معاہدے پر دستخط کیے۔ جب 1958ء میں عراقی انقلاب کے بعد عراق معاہدے سے باہر ہو گیا تو اسے سینٹو (CENTO) کا نام دیا گیا۔

س11۔ ڈیورنڈ لائن کس طرح وجود میں آئی؟

ج۔ برطانوی ہند اور افغانستان کے درمیان بارڈر کے تعین کے مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کے لیے 1893ء میں سیکرٹری وزارت خارجہ حکومت ہند سر ڈیورنڈ نے افغان بادشاہ امیر عبدالرحمٰن سے مذاکرات کیے اور ایک معاہدہ لکھا گیا جس کی رو سے سرحد کا حتمی تعین کر دیا گیا۔ افغانستان نے ڈیورنڈ لائن کو بین الاقوامی سرحد مان لیا۔

س12۔ بھارت نے کشمیر پر کس طرح قبضہ کیا؟

ج۔ قیام پاکستان کے وقت کشمیر کی تقریباً 80 فیصد آبادی مسلمان تھی۔ وہاں کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ کشمیر کو پاکستان میں شامل کیا جائے لیکن وہاں کا ڈوگرا راجا ہری سنگھ پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف تھا اس نے انتہائی عیاری سے کام لیتے ہوئے کشمیر کا الحاق بھارت سے کر دیا اور بھارتی فوجوں کو کشمیر میں داخل کر کے یہاں بھارت کا تسلط قائم کر دیا۔

س13۔ OIC کے قیام کے بارے میں مختصر تحریر کیجیے۔

ج۔ 1969ء میں مسجد اقصیٰ میں آگ لگانے کے واقعہ کے بعد دنیا بھر کے مسلم ممالک کے نمائندے مراکش کے شہر رباط میں اکٹھے ہوئے۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کے نام سے ایک مستقل ادارے کی تشکیل کی تجویز پیش کی جس کی تمام اسلامی ممالک نے حمایت کی اور اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اس کا صدر دفتر جدہ میں ہے۔

س14۔ پاکستان کی امداد کے حوالے سے سعودی عرب کی خدمات مختصر بیان کریں۔

ج۔ دفاعی میدان میں پاکستان نے سعودی عرب کیساتھ فنی تعاون کیا اور سعودی عرب کی فوج کو جدید خطوط پر منظم کرنے کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ شاہ فیصل نے اسلام آباد میں فیصل مسجد اور انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کی تعمیر کے لیے خطیر رقم فراہم کی۔

س15۔ پاکستان سعودی اکنامک کمیشن کے مقاصد کیا ہیں؟

پاکستان سعودی اکنامک کمیشن کے مقاصد

ج۔ سعودی دارالحکومت ریاض میں قائم ہونے والے پاک سعودی اکنامک کمیشن کے مقاصد میں اسلامی اخوت کے باہمی رشتوں کو مضبوط کرنا اور معاشی ترقی کے لیے مشترکہ منصوبہ بندی شامل تھی۔ چنانچہ اس کمیشن کے تحت ۱۵۵ منصوبوں پر عمل درآمد شروع ہوا۔ جن کے لیے معاشی امداد مہیا کی گئی۔

س16۔ تنظیم علاقائی تعاون برائے ترقی (R.C.D) کی بنیاد کب رکھی گئی؟

ج۔ جولائی 1964ء میں ایران، پاکستان اور ترکی نے باہمی رضامندی سے تنظیم علاقائی تعاون برائے ترقی (R.C.D) کی بنیاد رکھی۔

س17۔ اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) کی کب بنیاد رکھی گئی؟

ج۔ 1985ء میں علاقائی تعاون برائے ترقی (R.C.D) تنظیم کو دوبارہ فعال کیا گیا اور اس کا نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) رکھا گیا۔ اب یہ دس رکنی تنظیم ہے۔

مختصر جوابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

س1۔ معاشی ترقی کی تعریف کیجیے۔

ج۔ پروفیسر آرتھر لیوس (rofessor Aurther Lewis) کے مطابق:

"اشیاء و خدمات کی پیداوار میں اضافے کا نام معاشی ترقی ہے"۔

س2۔ معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟

ج۔ کسی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا معاشی ترقی کہلاتا ہے۔

س3۔ پاکستان کا پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ کب سے لے کر کب تک تھا؟

ج۔ پاکستان کا پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ یکم اپریل 1955ء سے 31 جولائی 1960ء تک کے لیے تھا۔ اس کا حجم 1080 کروڑ روپے تھا۔

س4۔ حکومت پاکستان نے صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کا ادارہ کب قائم کیا؟
ج۔ حکومت پاکستان نے 1952ء میں ایک مالیاتی ادارہ "پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن" قائم کیا۔

س5۔ جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں معاشی ترقی کا جائزہ لیں۔
ج۔ جنرل پرویز مشرف کے 9 سالہ دور حکومت میں معاشی ترقی کی رفتار 7 فیصد رہی۔ وزیر اعظم شوکت عزیز نے معاشی ترقی کے لیے متعدد اقدامات اُٹھائے مگر عام آدمی کی زندگی کے مسائل میں بہت اضافہ ہوا۔ مہنگائی میں اضافہ ہوا۔

س6۔ پاکستان میں معدنی وسائل کی ترقی کے لیے کارپوریشن کا قیام کب عمل میں آیا؟
ج۔ پاکستان میں معدنی وسائل کی ترقی کے لیے 1975ء میں معدنی ترقیاتی کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔

س7۔ معدنیات کو کتنے گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟
ج۔ معدنیات کو دھاتی اور غیر دھاتی گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

س8۔ پاکستان میں پائی جانے والی دھاتی معدنیات کے نام تحریر کریں۔
ج۔ پاکستان میں دھاتی معدنیات میں لوہا، تانبا اور کرومائیٹ وغیرہ شامل ہیں۔

س9۔ پاکستان میں پائی جانے والی غیر دھاتی معدنیات کے نام تحریر کریں۔
ج۔ غیر دھاتی معدنیات میں معدنی تیل، قدرتی گیس، خوردنی نمک، چونے کا پتھر، سنگ مرمر اور جپسم وغیرہ شامل ہیں۔

س10۔ معدنی تیل کی اہم مصنوعات کے نام تحریر کریں۔
ج۔ معدنی تیل کی اہم مصنوعات میں گیسولین، مٹی کا تیل، ڈیزل، سوبل آئل، موم اور کول تار وغیرہ شامل ہے۔

س11۔ پاکستان میں قدرتی گیس کب اور کہاں سے دریافت ہوئی؟
ج۔ پاکستان کی قدرتی گیس 1952ء میں صوبہ بلوچستان میں سوئی کے مقام سے دریافت ہوئی۔

س12۔ پاکستان میں پنجاب کے کن مقامات سے تیل نکالا جارہا ہے؟
ج۔ پنجاب میں معدنی تیل کے کنویں بالکسر، کھوڑ، ڈھلیاں، جویا میر، منوال، تُمت، کوٹ سارنگ، میال، آدھی اور قاضیاں میں واقع ہیں۔

س13۔ پاکستان میں سندھ کے کن مقامات سے معدنی تیل نکالا جارہا ہے؟
ج۔ سندھ کے معدنی تیل کے اہم پیداواری علاقے کھکلی، کیمار، نذ واللہ یار اور زم زمہ ہیں۔

س14۔ پنجاب میں قدرتی گیس کے ذخائر کہاں کہاں واقع ہیں؟
ج۔ پنجاب میں ڈھوڈک، پیر کوہ، ڈھلیاں اور میال میں قدرتی گیس کے ذخائر ہیں۔

س15۔ سندھ میں قدرتی گیس کے ذخائر کہاں کہاں واقع ہیں؟
ج۔ صوبہ سندھ میں خیر پور، مزرانی، ساری، ہنڈی، کندھ کوٹ اور سارنگ میں اس کے ذخائر واقع ہیں۔

س16۔ تانبے کا استعمال تحریر کیجیے۔
ج۔ قدیم زمانے میں تانبے سے صرف سکے اور برتن وغیرہ بنائے جاتے تھے۔ اب پاکستان میں بجلی کی اشیا خصوصاً تاریں وغیرہ بنانے کے لیے اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔

س17۔ بلوچستان میں تانبے کے ذخائر کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟
ج۔ بلوچستان میں ضلع چاغی، سینڈک، قلات، ژوب اور بعض دیگر مقامات پر دریافت ہونے والے تانبے کے ذخائر نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

س18۔ خیبر پختون خوا میں تانبے کے ذخائر کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟
ج۔ خیبر پختون خوا میں تانبے کے ذخائر دیر، چترال اور ہزارہ میں پائے جاتے ہیں۔

س19۔

ج۔ پاکستان میں دریافت شدہ لوہے کے ذخائر کا اندازہ 43 ملین ٹن سے زائد ہے۔

س20۔ پاکستان میں خام لوہے کی پیداوار کب سے شروع ہوئی؟
ج۔ پاکستان میں خام لوہے کی پیداوار 1957ء میں شروع ہوئی۔

س21۔ پاکستان میں کن مقامات سے لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں؟
ج۔ پاکستان میں کالا باغ (ضلع میانوالی)، دوش نسار (ضلع چترال)، لنگریال اور چلغازی (ضلع چاغی) کے علاقے خام لوہے کی پیداوار کے لیے اہم ہیں۔

س22۔ پاکستان میں کوئلہ کا استعمال کیا ہے؟
ج۔ پاکستان میں کوئلہ تھرمل بجلی پیدا کرنے، اینٹیں پکانے اور گھریلو ضروریات پوری کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

س23۔ پنجاب میں کوئلے کے ذخائر کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟
ج۔ صوبہ پنجاب میں کوہستان نمک کے علاقے میں زیادہ تر کوئلہ ڈنڈوت، پڈھ اور مکڑوال کے مقامات سے نکالا جاتا ہے۔

س24۔ سندھ میں کوئلے کے ذخائر کہاں پائے جاتے ہیں؟
ج۔ صوبہ سندھ میں کوئلے کی کانیں تھر، جھمپیر، سارنگ اور لاکھڑا میں واقع ہیں۔

س25۔ خیبر پختونخوا میں کوئلے کے ذخائر کہاں پائے جاتے ہیں؟
ج۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں صرف ہنگو میں کوئلے کے ذخائر ہیں۔

○ مختصر جوابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

س1۔ آبادی کی گنجانیت سے کیا مراد ہے؟
ج۔ آبادی کی گنجانیت سے مراد یہ ہے کہ ایک مربع کلومیٹر کے رقبے میں بسنے والے افراد کتنے ہیں۔

س2۔ آبادی کے لحاظ سے دنیا میں پاکستان کا کونسا نمبر آتا ہے؟
ج۔ پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے۔ پہلے پانچ ممالک میں بالترتیب چین، بھارت، امریکا، انڈونیشیا اور برازیل شامل ہیں۔

س3۔ اکنامک سروے آف پاکستان 12-2011ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی کل آبادی کتنی ہے؟
ج۔ اکنامک سروے آف پاکستان 12-2011ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی کل آبادی 18 کروڑ 7 لاکھ ہے۔

س4۔ پاکستانی آبادی کی شرح افزائش کتنی ہے؟

ج۔ پاکستانی آبادی میں 2.03 فیصد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔

س5۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی کتنی تھی؟

ج۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 13 کروڑ 23 لاکھ 52 ہزار تھی۔

س6۔ جدید اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی کی موجودہ گنجانیت کتنی ہے؟

ج۔ جدید اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی کی موجودہ گنجانیت 226 افراد فی مربع کلومیٹر سے زائد ہے۔

س7۔ آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ کون سا ہے؟

ج۔ صوبہ پنجاب، آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ پاکستان کی آبادی کا 54% فیصد حصہ صوبہ پنجاب میں رہتا ہے۔

س8۔ پاکستان کے مختلف صوبوں کی اوسط گنجانیت کتنی ہے؟

ج۔ پنجاب میں ایک مربع کلومیٹر کے علاقے میں اوسطاً 354 افراد بستے ہیں۔ بلوچستان میں فی مربع کلومیٹر صرف 19 افراد بستے ہیں۔ سندھ میں اوسطاً 213 افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔ خیبر پختونخوا میں 236 افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔

س9۔ مردم شماری سے کیا مراد ہے؟

ج۔ کل آبادی اور اس کی علاقائی تقسیم، شہری و دیہاتی آبادی کا تناسب، شرح افزائش، فی کلومیٹر آبادی، تعلیم و تعلیمی قابلیت اور لوگوں کے اہم پیشوں وغیرہ کے متعلق معلومات آبادی کے کوائف کہلاتے ہیں۔ ان کوائف کو جاننے کا عمل مردم شماری کہلاتا ہے۔

باب نمبر (5)

تاریخ پاکستان-II

(History of Paksitan-II)

تدریسی مقاصد

سبق کے اہم نکات

- ذوالفقار علی بھٹو کا دور حکومت اور سیاسی حالات
- بھٹو دور حکومت میں صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے سے معیشت پر اثرات
- ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت کی لیبر اصلاحات
- ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت کی زرعی اصلاحات
- بھٹو دور حکومت میں کی جانے والی نیشنلائزیشن کے صنعت پر اثرات
- بھٹو دور حکومت میں کی جانے والی نیشنلائزیشن کے تعلیم پر اثرات
- 1973ء کے آئین کے اہم پہلو
- 1977ء کے مارشل لاء کے اسباب
- 1977ء سے 1988ء کے درمیان "نفاذ اسلام" کی کوششوں کا جائزہ
- محمد خان کے دور حکومت
- جہاد افغانستان اور مہاجرین کا مسئلہ
- بے نظیر بھٹو کے پہلے دور حکومت
- بے نظیر بھٹو کے دوسرے دور حکومت
- میاں محمد نواز شریف کا پہلا دور حکومت (نومبر 1990ء تا جولائی 1993ء)
- میاں محمد نواز شریف کا دوسرا دور حکومت
- پاکستان کا ایٹمی پروگرام
- 12 اکتوبر 1999ء کے فوجی قبضے کی وجوہات
- پرویز مشرف کے دور میں مقامی حکومتوں کا قیام
- انتخابات 2002ء اور بحالی جمہوریت
- لیگل فریم ورک آرڈر، وجہ تنازعہ اور انتخاب 2008ء
- جنرل پرویز مشرف اور روشن خیالی
- مشرف کے دور حکومت میں نجکاری اور صنعتوں کا قیام

تاریخ پاکستان-II

ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت

سوال 1 ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت اور سیاسی حالات مختصر بیان کریں۔

جواب ابتدائی حالات

ذوالفقار علی بھٹو 5 جنوری 1928ء کو لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شاہنواز بھٹو ریاست جونا گڑھ کے دیوان تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو 1958ء تا 1960ء صدر ایوب خان کی کابینہ میں وزیر تجارت 1960ء تا 1962ء، وزیر اقلیتی امور، قومی تعمیر نو اور 1962ء تا 1965ء، وزیر صنعت، قدرتی وسائل، امور کشمیر اور 1963ء تا 1966ء پاکستان کے وزیر خارجہ رہے۔

مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی کی فتح

ذوالفقار علی بھٹو نے دسمبر 1967ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھی۔ پاکستان کے عام انتخابات 1970ء میں پیپلز پارٹی نے مغربی پاکستان میں کامیابی حاصل کی۔ پاکستان کے صدر جنرل یحییٰ خان نے دسمبر 1971ء میں پاکستان کی حکومت ذوالفقار علی بھٹو کو سونپ دی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے 20 دسمبر 1971ء کو صدر پاکستان اور سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھالا۔ وہ 13 اگست 1973ء تک صدر مملکت کے عہدے پر فائز رہے۔

ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت

ذوالفقار علی بھٹو نے 14 اگست 1973ء کو وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے جب ملک کی باگ ڈور سنبھالی تو ملک دولخت ہو چکا تھا۔ قوم میں مایوسی اور بددلی کی لہر چھا چکی تھی۔ ایسے کڑے وقت میں قوم میں ایک نئی روح پیدا کرنے، مشکل حالات کا مقابلہ کرنے اور عوام کو اپنی پالیسیوں سے روشناس کرانے کے لیے اقتدار میں آنے کے بعد اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ ملک کی حالت بدلنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

میں شاہین تھا اک فکرِ اقبال کا
شرق سے غرب تک میری پرواز تھی
ایک بازو ہی پر اب تو اُڑتا ہوں میں
دوسرا دشمنوں کو گوارا نہیں

ذوالفقار علی بھٹو کی پہلی تقریر

ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار میں آنے کے بعد اپنی پہلی تقریر کرتے ہوئے پاکستانی عوام کے حوصلوں کو ایک نیا عزم اور ولولہ دیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ "ہمارے ملک کو سنگین خطرات کا سامنا ہے۔ میں ایسے وقت میں اقتدار میں آیا ہوں جب پاکستان کی تاریخ ایک فیصلہ کن موڑ پر پہنچ چکی ہے۔ مجھے نیا اور ترقی پسند پاکستان بنانا ہے۔ وہ پاکستان جس کا خواب قائداعظمؒ نے دیکھا تھا۔ میرا یقین ہے کہ وہ پاکستان ضرور بنے گا۔"

پاکستان کے آئین کی منظوری

ذوالفقار علی بھٹو 1977ء تک پاکستان کے وزیراعظم رہے۔ جب ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت سنبھالی تو ملک کا کوئی آئین نہ تھا۔ 21 اپریل 1972ء کو عبوری آئین تیار کیا گیا اور 10 اپریل 1973ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ 14 اگست 1973ء کو اسے نافذ کر دیا گیا۔ 1973ء کے آئین کی منظوری ذوالفقار علی بھٹو کا اہم کارنامہ تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں کئی اصلاحات نافذ کی گئیں۔ جن میں نئی صنعتی پالیسی، لیبر پالیسی، زرعی پالیسی اور تعلیمی پالیسی وغیرہ شامل ہیں۔ بھٹو دورِ حکومت میں معاشی ترقی کے کئی منصوبے بنائے گئے جو ملک کی معاشی ترقی کے لیے بہت معاون ثابت ہوئے۔

سوال 2: بھٹو دورِ حکومت میں صنعتوں، بینکوں اور بیمہ کمپنیوں کو قومی تحویل میں لیے جانے کے فیصلے سے پاکستانی معیشت پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

جواب: صنعتوں کو قومی تحویل میں لینا (Nationalization of Industries)

پیپلز پارٹی نے 1970ء کے عام انتخابات کے دوران میں ہی صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کا وعدہ کیا اور بعد میں برسرِ اقتدار آکر بڑی بڑی صنعتوں کو قومی تحویل میں لے لیا۔ ذوالفقار علی بھٹو پاکستان میں صنعتی ترقی اور عوام کو بہتر زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ وہ پاکستانی عوام کی بھلائی کے جذبے سے سرشار تھے۔ پاکستانی صنعت پر 22 خاندان قابض تھے۔ صنعتی ترقی کا فائدہ نہ تو عام شہری کو ہوا اور نہ ہی محنت کشوں کے حالات بہتر ہوئے۔ ذوالفقار علی بھٹو سرمایہ داروں، دولت مندوں اور کارخانہ داروں کی پالیسیوں کو پسند نہیں کرتے تھے اور وہ عوام کو بنیادی حقوق کی فراہمی ضروری سمجھتے تھے۔ انھوں نے عوام کو سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کی ناانصافی سے چھٹکارا دلانے کی بھرپور جدوجہد کی۔ بھٹو دورِ حکومت میں صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے سے ان کی کارکردگی میں اضافہ ہوا۔
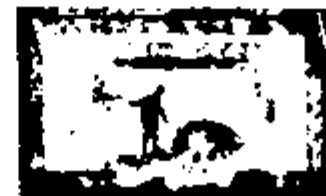
بھٹو دورِ حکومت سے قبل ملکی معاشی حالت

قیامِ پاکستان کے بعد ملک میں جمہوریت پروان نہ چڑھ سکی۔ ملک میں کئی مرتبہ مارشل لاء کا نفاذ ہو چکا تھا۔ جس کی وجہ سے ملک کی معاشی حالت بہت خراب ہو چکی تھی۔ نظام کی خرابی کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہوتی چلی گئی۔ پاکستان کی دولت 22 خاندانوں میں سمٹ کر رہ گئی تھی۔ بڑے بڑے کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کا ملکی معیشت پر قبضہ تھا۔ پاکستان میں 1971 ءتک 60 فیصد صنعتی اثاثے اور 80 فیصد انشورنس کے کاروبار پر چند خاندانوں کی اجارہ داری تھی۔ سرمایہ داروں اور کارخانے داروں کی پالیسیاں ملکی تعمیر و ترقی میں رکاوٹ تھیں ان کا مقصد صرف دولت اکٹھی کرنا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار میں آنے کے بعد ملکی معیشت کی تعمیر و ترقی کے لیے کئی اقدامات کیے۔

ذوالفقار علی بھٹو کے اقدامات

ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد ملکی معیشت کی ترقی کے لیے صنعتی اصلاحات کا اعلان کیا۔ ذیل میں ان کے اقدامات بیان کیے جاتے ہیں۔

i۔ بھٹو حکومت نے 22 دسمبر 1971ء کو 22 سرمایہ دار خاندانوں کے پاسپورٹ ضبط کر لیے تاکہ وہ ملکی دولت سمیٹ کر ملک سے فرار نہ ہو جائیں۔

ii۔ عوام کو سرمایہ داروں کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے ان کی 19 کمپنیوں کے صنعتی لائسنس منسوخ کر دیے گئے۔

iii۔ ذوالفقار علی بھٹو نے 2 جنوری 1972ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعے سے دس بڑی صنعتوں کو اقتصادی اصلاحات کے ہنگامی قانون کے تحت سرکاری کنٹرول میں لینے کا اعلان کیا۔

1۔ صنعتوں کی قومی تحویل

جب ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت سنبھالی تو اس وقت ملکی معیشت پر 22 خاندان قابض تھے اور ملکی معاشی حالت بہت ابتر تھی۔ ملکی معاشی حالت کے لیے اور عوام کو بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لیے بڑی بڑی صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کا فیصلہ کیا گیا۔ قومی تحویل میں لی گئی اہم صنعتیں درج ذیل ہیں۔

i۔ موٹر گاڑیاں بنانے کی صنعت
ii۔ مفادِ عامہ کی سروسز کے تحت آنے والی صنعت
iii۔ پیٹرو کیمیکلز کی صنعت
iv۔ بنیادی ضرورت کا سامان بنانے کی صنعت
v۔ بھاری سامان برائے بجلی کی صنعت
vi۔ سیمنٹ کی صنعت
vii۔ بھاری اور بنیادی کیمیکل کی صنعت
viii۔ بھاری مشینری کی صنعت
ix۔ فولاد سازی اور لوہے کی صنعت
x۔ ٹریکٹر پلانٹ تیار کرنے والی صنعت

مزید صنعتوں کی قومی تحویل

بھٹو حکومت نے صنعتی اصلاحات کے تحت مزدوروں کی خوشحالی اور ترقی کے لیے 16 جنوری 1972ء کو مزید گیارہ صنعتی ادارے قومی تحویل میں لینے کا اعلان کیا۔

مینیجنگ ڈائریکٹر کا تقرر

ملک میں صنعتی اصلاحات کے ذریعے 20 پرائیویٹ صنعتی اداروں کے ڈائریکٹروں کو برطرف کر دیا گیا اور ان کی مینیجنگ ایجنسیاں ختم کر دی گئیں اور ان صنعتی اداروں کے انتظامی امور کو کنٹرول کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ مینیجنگ

ڈائریکٹرز کا تقرر کیا گیا۔ اس سے ان اداروں کی کارکردگی میں اضافہ ہوا اور ملکی معیشت پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

پاکستانی معیشت پر مثبت اثرات

بھٹو حکومت کے صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کے اقدامات سے پاکستانی معیشت پر درج ذیل مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

i۔ پاکستان میں لیبر اصلاحات کے باعث صنعتی ترقی اور اقتصادی استحکام پیدا ہوا۔
ii۔ پاکستان میں صنعتوں کی قومی تحویل سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوا اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا۔
iii۔ پاکستان میں سرمایہ دار طبقے کی حوصلہ شکنی ہوئی اور صنعت پر ان کی اجارہ داری ختم ہوئی۔
iv۔ پاکستان کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور حکومت کو صنعتی اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول بھی حاصل ہوا۔

2۔ بینکوں اور بیمہ کمپنیوں کی نیشنلائزیشن

(Natinalization of Bank and Insurance Companies)

پاکستان میں سرمایہ دارانہ نظام

قیام پاکستان کے بعد ملک میں حکومتی سطح پر مالیاتی نظام میں کسی قسم کی کوئی قانون سازی نہیں کی گئی تھی۔ 1973ء سے قبل ملک کے بڑے سرمایہ داروں نے بیمہ کمپنیاں اور نجی بینک کھول رکھے تھے۔ جس سے سرمایہ دارانہ نظام پروان چڑھ رہا تھا اور ملکی دولت چند خاندانوں تک محدود ہو گئی تھی۔ حکومت کو ان بیمہ کمپنیوں اور نجی بینکوں سے کوئی مالی مفاد اور آمدنی نہ تھی۔ حکومت نے صنعتی اصلاحات کے تحت سرمایہ دارانہ نظام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمہ کے لیے اقدامات

i۔ 19 مارچ 1972ء کو پاکستان میں تمام لائف انشورنس کمپنیاں قومی تحویل میں لے لی گئیں اور انھیں پاکستان اسٹیٹ لائف انشورنس کمپنی کے کنٹرول میں دے دیا گیا۔
ii۔ یکم جنوری 1974ء کو پاکستان کے تمام نجی شیڈولڈ بینک قومی ملکیت میں لے لیے گئے۔ جس سے ملازمین اور عوام کو خاطر خواہ فائدے حاصل ہوئے۔

پاکستانی معیشت پر مثبت اثرات

i۔ حکومت کو بینکوں اور بیمہ کمپنیوں کو قومی تحویل میں لینے سے اقتصادی لحاظ سے فوائد حاصل ہوئے اور اس کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔
ii۔ حکومت کو بینکوں سے حاصل ہونے والا منافع عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونے لگا۔
iii۔ پاکستان کے تمام نجی بینک اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے زیرِ کنٹرول آ گئے جس سے دھوکا دہی اور فراڈ کا خاتمہ ہو گیا۔
iv۔ بینکوں کے سرکاری کنٹرول میں آنے سے بینک ملازمین کے معاشی حالات بہتر ہو گئے اور ان کا معیار زندگی بلند ہوا۔

سوال3: ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں کی جانے والی لیبر اصلاحات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: بھٹو دورِ حکومت کی لیبر اصلاحات(Labour Reforms)

پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست ہے اس کے قیام کا اولین مقصد عوام کی فلاح و بہبود ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مزدور طبقے کی بہتری کے لیے کوئی ٹھوس عملی اقدامات نہ اٹھائے گئے جس کی وجہ سے یہ طبقہ غربت اور معاشی استحصال کا شکار ہو گیا۔ 10 فروری 1972ء کو بھٹو حکومت نے مزدوروں کی فلاح بہبود اور خوشحالی کے لیے نئی لیبر پالیسی کا اعلان کیا۔ اس لیبر پالیسی کے اہم نکات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

i۔ مزدور کمیٹی کی تشکیل

پاکستان کے بڑے بڑے کارخانوں کے انتظامی امور چلانے کے لیے مزدور کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی ہر کمیٹی میں 20 فیصد مزدوروں کو نمائندگی دی گئی۔ اس طرح مزدوروں کو کارخانوں کے انتظامی اختیارات حاصل ہو گئے۔ مزدور کارخانوں کے حسابات اور سٹوروں کی جانچ پڑتال اپنے نمائندوں کے ذریعے کر سکتے تھے۔

ii۔ مزدوروں کو بونس کا اجراء

نئی لیبر پالیسی کے تحت مزدوروں کے لیے بونس سکیم لازمی قرار دے دی گئی۔ ہر مزدور کو سال میں ایک تنخواہ کے برابر بونس دینے کا اعلان کیا گیا اور اُن کو زیادہ پیداوار کی صورت میں 10 فیصد خصوصی بونس دینے کا اعلان بھی کیا گیا۔

iii۔ مزدوروں کے اوقات کار کا تعین

اس لیبر پالیسی سے قبل مزدوروں کے لیے کوئی اوقات کار مقرر نہ تھے جس سے مزدوروں کا استحصال ہو رہا تھا۔ نئی لیبر پالیسی کے
تحت کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے اوقات کار مقرر کر دیے گئے۔ مزدوروں کے اوقات کار ایک ہفتہ میں 54 گھنٹے تھے جو کم کر کے 48 گھنٹے کر دیے گئے۔ اگر کارخانوں کے مزدور اپنی مرضی سے اوور ٹائم کام کریں تو اس کا ان کو معاوضہ دیا جائے گا۔

iv۔ مزدوروں کو پنشن، بیمہ اور گریجویٹی کا اجراء

اس نئی لیبر اصلاحات کے تحت ہر مزدور کو بڑھاپے کی پنشن، اجتماعی بیمہ اور گریجویٹی کے حقوق دیے گئے۔

v۔ مزدوروں کو سماجی تحفظ

نئی لیبر اصلاحات میں سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت ہر مزدور کو صحت کی سہولتیں حاصل ہوں گی۔ طبی سہولتوں کی فراہمی کارخانے کے مالکان کی ذمہ داری ہوگی۔ اس مقصد کے لیے کارخانے کے مزدوروں کی تنخواہ سے رقم نہیں کاٹی جائے گی۔

vi۔ مزدوروں کو بنیادی سہولتوں کی فراہمی

اس لیبر پالیسی کے تحت ہر مزدور کو رہائش کے لیے مکان اور اُن کے بچوں کو تعلیم کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ ہر کارکن کا طبی معائنہ لازمی قرار دیا گیا۔ مزدور کے کم از کم ایک بچے کی میٹرک تک تعلیم کارخانے دار کی ذمہ داری ہوگی۔

vii۔ مزدوروں کے لیے صنعتی رابطہ کمیشن کا قیام

نئی لیبر پالیسی کے تحت ٹریڈ یونین سے وابستہ مزدوروں کے مالکان کے ساتھ جھگڑے نمٹانے کے لیے صنعتی رابطہ کمیشن قائم کیا گیا۔ اس مقصد کے لیے 19 جونیئر عدالتیں قائم کی گئیں۔ اس طرح مزدوروں کو مقدمہ عدالت میں دائر کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

viii۔ شپ اسٹیوارڈ کا اجراء

لیبر اصلاحات کے تحت شپ اسٹیوارڈ کا ایک عہدہ بنایا گیا۔ جس کے باعث کارخانے میں مزدوروں سے پیدا ہونے والے جھگڑوں کو نمٹانے میں آسانی ہوئی۔

ix۔ مزدوروں کو ملازمت کا تحفظ

مزدوروں کے احتجاج کا ایک منظر

نئی لیبر پالیسی کے تحت مزدوروں کو ملازمت سے برطرف نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس طرح کارخانے کے مزدوروں کو ملازمت کا تحفظ حاصل ہو گیا۔ مزدوروں کی ناجائز برطرفیوں کی روک تھام کے لیے کارخانے کے مالکان کو پابند کیا گیا کہ وہ ان کی برطرفی کی واضح وجوہات بیان کریں۔
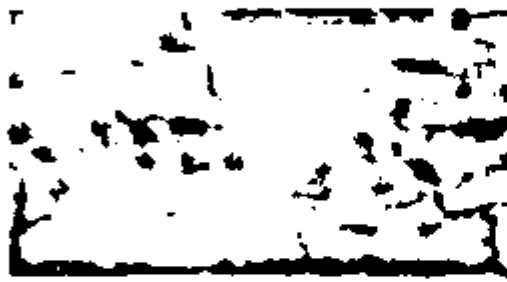
سوال4: ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں کی جانے والی زرعی اصلاحات پر تفصیل سے نوٹ لکھیے۔

جواب: **بھٹو دور حکومت کی زرعی اصلاحات (Agricultural Reforms)**

زرعی اصلاحات سے مراد زرعی شعبہ کی ان تمام خامیوں کو دور کرنا ہے جو کاشت کار طبقہ کے استحصال کا باعث ہیں۔ زرعی اصلاحات کا مقصد زمیندار اور کاشت کار کے تعلق کو اس طرح استوار کرنا ہوتا ہے کہ دونوں کے حقوق اور مفادات محفوظ رہیں اور پیداوار میں اضافہ ہو۔ زراعت کی ترقی میں زرعی اصلاحات بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ زرعی اصلاحات ایوب خان کے دور میں 1959ء میں نافذ ہوئیں لیکن ان اصلاحات کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے۔ بھٹو حکومت نے مارچ 1972ء میں کسانوں کی فلاح بہبود کے لیے زرعی اصلاحات کا اعلان کیا۔ ان اصلاحات کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

i۔ زمین کی حد ملکیت

زرعی اصلاحات کے تحت ایک فرد کی حد ملکیت پانچ سو ایکڑ نہری اراضی سے کم کر کے 150 ایکڑ نہری اراضی کر دی گئی اور غیر نہری اراضی کی حد ملکیت ایک ہزار ایکڑ سے کم کر کے 300 ایکڑ بارانی مقرر کر دی گئی۔

ii۔ سرکاری ملازمین کے لیے زمین کی حد ملکیت

ان زرعی اصلاحات کے تحت ایسے سرکاری ملازمین جنھوں نے ملازمت کے عرصہ میں یا اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد دو سال

کے اندر زمین خریدی تھی۔ اُن ملازمین کے لیے زمین کی حد ملکیت 100 ایکڑ رکھی گئی۔

iii۔ سرکاری ملازمین کی زمین پر خصوصی قبضہ پالیسی

نئی زرعی اصلاحات کے تحت سرکاری ملازمین کی 100 ایکڑ سے زائد زمینوں پر حکومت نے قبضہ کر لیا۔ فوجی افسران پر اس زرعی اصلاحات کے قانون کا اطلاق نہیں ہوا۔

iv۔ مزارعین کو بلا معاوضہ زمین کی تقسیم

نئی زرعی اصلاحات کے تحت زمینداروں سے زائد زمینیں لے کر مزارعین اور غریب کاشت کاروں میں بلا معاوضہ تقسیم کر کے انقلابی قدم اٹھایا گیا ہے۔ جس سے غریب کسانوں کو حقوق ملکیت حاصل ہوئے اور زرعی پیداوار میں بھی اضافہ ہوا۔

v۔ تعلیمی اداروں کے لیے زمین کی حد ملکیت

ان اصلاحات کے تحت تعلیمی اداروں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا یعنی کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیے زمین کی کوئی حد ملکیت مقرر نہیں کی گئی۔ تعلیمی اداروں کے علاوہ کوئی شخص مقررہ حد سے زائد زمین نہیں رکھ سکے گا۔

vi۔ مالیہ اور آبیانہ کی ادائیگی

ان اصلاحات کے تحت حد ملکیت سے زائد زمین رکھنے والے زمیندار مالیہ اور آبیانہ بدستور خود ادا کرتے رہیں گے۔ جبکہ مزارعین اس ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیے گئے۔

vii۔ مراعات کا خاتمہ

اس پالیسی کے تحت زمینداروں کو کسی قسم کی مراعات حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ واضح رہے کہ 1959ء کی زرعی اصلاحات میں اس قسم کی گنجائش موجود تھی۔ زرعی اصلاحات کے تحت کسی شخص کو گھوڑوں کے اصطبل، مویشی فارم اور باغات کے لیے مقررہ حد ملکیت سے زائد زمین رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

viii۔ شکارگاہوں کو قومی ملکیت میں لینا

ان نئی اصلاحات کے تحت حکومت شکارگاہوں کو سرکاری تحویل میں لے گی اور زمینوں کو کاشتکاروں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ البتہ تاریخی اہمیت کی حامل شکارگاہیں اس سے مستثنیٰ ہوں گی۔

ix۔ مزارعین کے مفادات کا تحفظ

اس پالیسی کے تحت زمین کے مالکان کو یک طرفہ طور پر مزارعین کی ناجائز بے دخلی سے روک دیا گیا صرف بٹائی نہ دینے یا کرایہ ادا نہ کرنے کی صورت میں انھیں بے دخل کیا جا سکے گا۔ مزارعین کے مفادات کے تحفظ کے لیے یہ اقدام کیا گیا ہے۔

x۔ اشتمال اراضی سکیم

زرعی اصلاحات کے تحت اشتمال اراضی کی حوصلہ افزائی کی جائے گی چنانچہ ایک ہی خاندان کے افراد کو اشتمال اراضی کی اجازت ہوگی تاکہ زمین کو غیر نفع بخش ٹکڑوں میں تقسیم ہونے سے روکا جا سکے۔ حکومت نے زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو یکجا کرنے کے لیے اشتمال اراضی کے نام سے نئی سکیم بنائی۔

xi۔ مشینی کاشت کی حوصلہ افزائی

حکومت نے مشینی کاشت کے فروغ اور ترقی کے لیے تحریک امداد باہمی کی حوصلہ افزائی کی اور زرعی مشینی کاشت پر سے ٹیکس ختم کر دیے گئے۔ امداد باہمی کی انجمنوں کی مدد کے لیے رقوم مختص کی گئی اور انھیں ہر قسم کی مناسب سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

xii۔ زرعی مشینری کی فراہمی

زرعی اصلاحات کے تحت کسانوں اور زمینداروں کو ٹریکٹر اور دوسری زرعی مشینری خریدنے کے لیے آسان اقساط پر قرضے فراہم کیے گئے

xiii۔ زمیندار کا شرح منافع

ان زرعی اصلاحات کے تحت اجارہ (زمیندار کا حصہ) کی شرح میں اضافہ نہیں ہوگا۔ کھیتی باڑی کے بیشتر اخراجات مالک اور مزارعہ دونوں کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہوں گے۔

xiv۔ کل تقسیم شدہ زمین

حکومت نے ان زرعی اصلاحات کے تحت مارچ 1976ء تک 15 لاکھ ایکڑ زمین کسانوں اور مزارعین میں تقسیم کی۔

بھٹو دور حکومت کی زرعی اصلاحات کے مثبت اثرات

بھٹو دور حکومت میں کی جانے والی زرعی اصلاحات کے درج ذیل مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

(i) بڑے بڑے زمینداروں کی اجارہ داری کا خاتمہ ہو گیا۔
(ii) غریب ہاریوں اور مزارعین کو مالکانہ حقوق پر زمین حاصل ہو گئی۔
(iii) زرعی شعبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔
(iv) غیر کاشت اور بنجر زمینیں زیر کاشت آ گئیں۔
(v) جدید طریق کاشت کاری کی ابتداء ہوئی۔

نیشنلائزیشن کے صنعت، تعلیم، کامرس اور تجارت پر اثرات

(Impact of Nationalization on Industry, Education, Commerce and Trade)

سوال 5: بھٹو دور حکومت میں کی جانے والی نیشنلائزیشن کے صنعت پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیجیے۔

جواب: صنعتوں کی نیشنلائزیشن

ذوالفقار علی بھٹو نے 2 جنوری 1972ء کو ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت ملک کی بڑی بڑی صنعتوں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ حکومت کے اس فیصلے نے ملکی معیشت پر دوررس اثرات مرتب کیے۔ ذیل میں نیشنلائزیشن کی صنعت پر مثبت اور منفی اثرات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

نیشنلائزیشن کے صنعت پر مثبت اثرات
(Positive Impacts of Nationalization on Industry)

1۔ صنعتی اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول

کسی ملک کی معاشی ترقی میں صنعتی ترقی کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ عام طور پر صنعتی ترقی یافتہ ممالک میں لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔ پاکستان میں نیشنلائزیشن کی پالیسی کے تحت صنعتی ادارے قومی تحویل میں آنے سے حکومت نے لیے صنعتی اشیاء کی قیمتوں میں کنٹرول کرنا آسان ہو گیا۔

2۔ ملکی معیشت کا استحکام

نیشنلائزیشن کی پالیسی سے صنعتی ادارے قومی ملکیت میں آنے سے صنعتکاروں اور کارخانے داروں کی اجارہ داری ختم ہو گئی جس سے ملک کی صنعتی ترقی میں اضافہ ہوا۔

3۔ مزدوروں کے استحصال کا خاتمہ

1972ء کی لیبر اصلاحات کے باعث مزدوروں کو کافی مراعات حاصل ہوئیں کارخانے کے صنعتی مزدوروں کے استحصال کا خاتمہ ہوا۔ان کی اُجرتوں میں اضافہ ہوا اور انہیں دیگر سہولتیں حاصل ہوئیں۔ ان کا طرزِ زندگی بہتر ہوا۔

4۔ ٹیکس اور ڈیوٹی کی ادائیگی

نیشنلائزیشن سے قبل صنعت کے شعبے پر سرمایہ داروں کی اجارہ داری قائم تھی اور وہ حکومت کو ٹیکس اور ڈیوٹی ادا نہیں کرتے تھے ان اصلاحات کی وجہ سے صنعتی ادارے حکومت کو پورا ٹیکس اور ڈیوٹی کی ادائیگی کرنے لگے جس سے قومی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا جس سے ملک کی ترقی میں نمایاں اضافہ ہوا۔

5۔ مل مالکان کا بہتر رویہ

ان اصلاحات سے مزدوروں کو مراعات اور اختیارات حاصل ہوئے جس سے کارخانے کے مالکان کا مزدوروں سے رویہ بہتر ہوا مالکان اور مزدوروں کے درمیان اچھے تعلقات سے کارخانوں میں ہڑتالوں کی فضا ختم ہوئی۔

6۔ سرمایہ دار طبقہ کی حوصلہ شکنی

ان اصلاحات سے قبل صنعتی اداروں پر صرف 22 خاندانوں کی اجارہ داری قائم تھی جو نیشنلائزیشن سے ختم ہو گئی اس سے سرمایہ دار طبقہ کی حوصلہ شکنی ہوئی اور سرمایہ کاری کی فضا کم ہوئی۔

نیشنلائزیشن کے صنعت پر منفی اثرات
(Negitive Impacts of Nationalization on Industry)

نیشنلائزیشن کے صنعت پر منفی اثرات

صنعتی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ سرمایہ کاری کا رجحان بڑھے لیکن اس پالیسی کے باعث یہ رجحان ختم ہو گیا اور لوگوں نے اپنی سرمایہ کاری غیر پیداواری شعبوں میں لگانی شروع کر دی۔ ان صنعتی اصلاحات کے تحت ملک میں بڑی بڑی صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے سے جہاں مثبت نتائج برآمد ہوئے وہیں منفی اثرات بھی مرتب ہوئے۔ ذیل میں ان کا جائزہ لیا

گیا۔

1۔ صنعتی ترقی کے عمل میں سستی

پاکستان میں صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے سے سرمایہ داروں نے صنعتوں کے شعبے میں سرمایہ کاری کم کر دی۔ ملک میں سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوئی جس سے صنعتی ترقی میں کمی ہوئی۔

2۔ حکومتی اخراجات میں اضافہ

صنعتی اداروں کو قومی تحویل میں لینے سے ملازمین کی تنخواہوں اور مراعات کی وجہ سے حکومت کے اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔

3۔ صنعتی شعبہ کی پیداواری صلاحیت میں کمی

ملک میں نیشنلائزیشن سے صنعتی شعبے میں سرمایہ کاری میں کمی ہوئی صنعت کاروں کا منافع کم ہوا اور اشیاء کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی۔

4۔ مزدور یونینز کی بے جا سیاسی آزادی

صنعتی اداروں میں ٹریڈ یونین کے قیام سے صنعتی امن تباہ ہو گیا۔ ان اصلاحات سے مزدور یونینز نے سیاسی آزادی کا ناجائز فائدہ اُٹھایا اور آئے روز مراعات اور سہولیات کے لیے ہڑتالیں اور مظاہرے کرنے لگے۔ جس سے صنعتی شعبہ میں مزدوروں کی کارکردگی بہت متاثر ہوئی۔

5۔ صنعتی اداروں میں کام کرنے کی صلاحیت میں کمی

صنعتی اداروں کے قومی تحویل میں آنے سے سیاسی مداخلت بڑھ گئی اور ان اداروں میں سیاسی لوگ ملازم ہو گئے جن کو کام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی جس سے صنعتی اداروں میں کام کرنے کی صلاحیت بری طرح متاثر ہوئی۔

6۔ بدعنوانی کو فروغ

نیشنلائز صنعتوں کے تنخواہ دار افسران اور ملازمین نے اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا نہیں کیے جس سے صنعتوں میں بدعنوانی کو عروج حاصل ہوا۔

7۔ نیشنلائزیشن سے قومی خزانے پر بوجھ

نیشنلائزیشن کی وجہ سے بہت سے کم پیداواری صنعتی یونٹ بھی کام کرتے رہے بیشتر کارخانے بینکوں سے بڑے بڑے قرضوں سے اپنا کام چلاتے رہے اور وہ ملکی خزانے پر بوجھ ثابت ہوئے۔

8۔ صنعتوں کی تالہ بندی

صنعتی اصلاحات کے تحت قومی تحویل میں لیے گئے کچھ صنعتی ادارے حکومتی ارکان کی ملکیت تھے۔ وہ حکومت کے اس فیصلے سے خوش نہیں تھے۔ انھوں نے صنعتی شعبہ کا امن خراب کر دیا اور آئے روز کارخانوں میں تالہ بندی ہونے لگی۔

سوال 6 بھٹو دورِ حکومت میں کی جانے والی نیشنلائزیشن کے تعلیم پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیجیے۔

شعبۂ تعلیم کی نیشنلائزیشن

ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے 15 مارچ 1972ء میں ملک کے بیشتر نجی تعلیمی ادارے قومی ملکیت میں لینے کا اعلان کیا۔ چنانچہ یکم ستمبر 1972ء سے نجی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ اس فیصلے کا مقصد تعلیم کو فروغ دینا اور تعلیمی معیار میں یکسانیت لانا مقصود تھا۔ تاہم اس فیصلے کے بھی تعلیم پر مثبت اور منفی اثرات مرتب ہوئے۔ ذیل میں ان کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

نیشنلائزیشن کے تعلیم پر مثبت اثرات
(Positive Impacts on Education)

1۔ ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ

پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں پڑھانے والے اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تنخواہیں بہت کم تھیں قومی تحویل میں آنے سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اساتذہ اور ملازمین کی تنخواہیں اور دیگر مراعات سرکاری تعلیمی اداروں کے ملازمین کے برابر ہو گئیں۔

2۔ نصاب میں ہم آہنگی

پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں یکساں تعلیمی نصاب رائج نہیں تھا۔ جس سے قومی یکجہتی اور قومی اتحاد کے فروغ میں کمی ہو رہی تھی۔ تعلیمی اداروں میں یکساں نصاب رائج ہونے سے پوری قوم میں اتحاد اور یگانگت کی فضا پیدا ہوئی۔

3۔ طلبہ کو کرایہ میں سہولت

ملک بھر کے طلبہ کو بسوں اور ریل گاڑیوں کے کرایہ میں خصوصی رعایت دی گئی، جس سے غریب والدین کی مالی مشکلات کم ہوئیں اور وہ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں حصول علم کے لیے بھیجنے لگے۔

4۔ طلبہ کے لیے وظائف کا اجراء

نئی تعلیمی پالیسی کے تحت ذہین طلبہ کی حوصلہ افزائی کی گئی اور اُن کے وظائف میں چار گنا اضافہ کر دیا گیا۔

5۔ پیشہ ورانہ اداروں کا قیام

میڈیکل، انجینئرنگ، کامرس اور دیگر پیشہ ورانہ یونیورسٹیاں قائم کی گئیں جس سے ہر شعبہ زندگی میں ترقی ہوئی۔ کئی کالجوں کو اپ گریڈ کر کے یونیورسٹیوں میں تبدیل کر دیا گیا اور اس طرح طلبہ کے لیے اعلیٰ تعلیم کے مواقع پیدا ہوئے۔ پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کر دیا گیا۔

6۔ اساتذہ کو روزگار کی فراہمی

ملک بھر میں پرائمری سکولوں کے اساتذہ کی تربیت کے لیے تربیتی ادارے قائم کیے گئے۔ ان اداروں میں غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو تربیت دے کر روزگار کے مواقع پیدا کیے گئے۔ جس سے تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی کمی پوری ہوئی اور اساتذہ کو ملازمتیں بھی میسر آئیں۔

7۔ فاصلاتی نظام تعلیم کا آغاز

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔اس نظام تعلیم سے طلبہ کو ریڈیو، ٹی وی اور بذریعہ خط و کتابت تعلیم حاصل کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ اس کے علاوہ نئی روشنی سکول اور تعلیم بالغاں کے ادارے بھی قائم کیے گئے۔ ان اداروں کے قیام سے ملازم پیشہ افراد کو تعلیمی سہولتیں میسر آئیں۔

8۔ اساتذہ کو پنشن، بیمہ اور گریجویٹی کا اجراء

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو ریٹائرمنٹ کے بعد گریجویٹی اور پنشن کے حقوق حاصل نہ تھے۔ تعلیمی اداروں کے حکومتی تحویل میں آنے سے اساتذہ کو بڑھاپے کی پنشن، اجتماعی بیمہ اور گریجویٹی کے فوائد حاصل ہوئے۔

نیشنلائزیشن کے تعلیم پر منفی اثرات

(Negitive Impacts on Education)

1۔ قومی خزانے پر بوجھ

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے سے حکومت کی مالی مشکلات میں اضافہ ہوا۔ اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی سے حکومت کے اخراجات پر بہت بوجھ پڑا۔

2۔ پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں کمی

حکومت کے نیشنلائزیشن کے اقدام سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے سابقہ مالکان ناراض تھے اور وہ اپنے تعلیمی ادارے واپس لینے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ جس سے معیار تعلیم متاثر ہوا اور یہ تعلیمی ادارے اپنی افادیت کھو بیٹھے۔

3۔ ٹرانسپورٹ مالکان اور طلبہ میں کشمکش

ٹرانسپورٹ مالکان طلبہ کو کرایوں میں رعایت دینے کے لیے آمادہ نہ تھے جس سے طلبہ اور ٹرانسپورٹ مالکان کے درمیان آئے دن لڑائی جھگڑے ہونے لگے۔ جس سے ملک میں ناخوشگوار فضا پیدا ہوگی۔

4۔ طلبہ کی تعلیمی سرگرمیوں سے کنارہ کشی

تعلیمی اداروں کی نیشنلائزیشن سے طلبہ کو بہت زیادہ آزادی حاصل ہوئی جس کی وجہ سے طلبہ کی تعلیمی سرگرمیاں متاثر ہوئیں جس کی وجہ سے والدین کی مشکلات اور پریشانیوں میں اضافہ ہوا۔

5۔ طلبہ تنظیموں کا قیام

کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ تنظیمیں قائم ہوئیں۔ سیاسی جماعتوں کی تعلیمی اداروں میں مداخلت اور طلبہ تنظیموں کی سرپرستی سے امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔

6۔ تعلیمی شعبہ میں بدعنوانی کو فروغ

نیشنلائزیشن کے اقدام سے تعلیمی شعبہ کے افسران بالا صرف اپنی تنخواہ کے حصول کی حد تک رہ گئے۔ افسران نے اپنی ذمہ داری کا احساس نہ کیا، جس سے ملک میں بدعنوانی کو عروج حاصل ہوا۔ تعلیمی اداروں میں غیر تربیت یافتہ اساتذہ کا تقرر عام ہوگیا۔

سوال 7 بھٹو دور حکومت میں کی جانے والی نیشنلائزیشن کے کامرس اور تجارت پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیجیے۔

جواب نیشنلائزیشن کے کامرس اور تجارت پر اثرات

بھٹو دور حکومت میں کی جانے والی نیشنلائزیشن کے کامرس اور تجارت پر مثبت اور منفی اثرات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

کامرس اور تجارت پر مثبت اثرات

(Positive Impacts on Commerce and Trade)

1۔ صنعتی پیداوار میں اضافہ

قومی تحویل کی پالیسی کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ مزدور پوری لگن سے کام کرتا ہے جب اسے اس کا جائز حق ملے۔ صنعتوں کے قومی تحویل میں آنے سے صنعتی اداروں کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔

2۔ توازن تجارت میں بہتری

بھٹو حکومت نے صنعتوں کی ترقی اور فروغ کے لیے مشینری اور صنعتی خام مال کی درآمدات کی حوصلہ افزائی کی جس سے پاکستان کے توازن تجارت میں بہتری ہوئی۔ اس سے ملک ترقی کی راہ پر رواں دواں ہو گیا۔

3۔ برآمدات میں اضافہ

ان اصلاحات سے ملک میں تجارتی سرگرمیوں اور ملکی برآمدات میں اضافہ ہوا حتیٰ کہ پھل، سبزیاں اور پیاز بھی دوسرے ممالک کو برآمد ہونے لگے۔

4۔ تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ

ملک میں زرعی اصلاحات کے نفاذ سے زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا جس سے ملکی اور غیر ملکی تجارتی سرگرمیوں کو عروج حاصل ہوا۔

5۔ اشیاء صرف کی قیمتوں میں استحکام

ملک میں صنعتی پالیسی نرم ہونے کی وجہ سے صنعتوں کو فروغ حاصل ہوا جس سے صنعتی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ اس طرح اشیاء صرف کی قیمتوں میں استحکام پیدا ہوا۔

کامرس اور تجارت پر منفی اثرات

Negitive Impacts on Commerce and Trade

1۔ افراط زر میں اضافہ

صنعتوں کے سرکاری تحویل میں آنے سے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا۔ حکومت کو تنخواہوں کی ادائیگی کے لیے زیادہ کرنسی نوٹ جاری کرنے پڑے جس سے ملک میں افراط زر پیدا ہوا اور مہنگائی ہوئی جس سے تنخواہ دار طبقہ بری طرح متاثر ہوا۔ پاکستانی روپے کی قدر کم ہونے سے برآمدات میں اضافہ ہوا لیکن اس سے مہنگائی کی شرح میں بھی کافی اضافہ ہوا۔

2۔ سامان تعیش کی درآمد میں اضافہ

ان اصلاحات کی بدولت ملک میں سامان تعیش کی درآمدات میں اضافہ ہوا۔ مشینی اور دیگر آلات کی درآمد سے ملکی اخراجات میں

اضافہ ہوا۔ جس سے ادائیگی توازن بری طرح متاثر ہوا۔

3۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی

پرائیویٹ اداروں کو قومی تحویل میں لینے سے ملک کے خزانے پر بہت زیادہ بوجھ پڑا ملکی زرمبادلہ کے محفوظ ذخائر میں کمی ہوئی۔

4۔ توازن تجارت میں خسارہ

1973ء میں تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ ہوا جس سے پاکستان پر کافی اضافی بوجھ پڑا اور اس کا توازن تجارت خسارے میں چلا گیا۔

5۔ نیشنلائزیشن کی پالیسی سے غیرملکی سرمایہ کاری میں کمی

پاکستان میں نیشنلائزیشن کا عمل غیرملکی سرمایہ کاروں نے پسند نہ کیا جس کی وجہ سے اُنھوں نے پاکستان میں اپنی سرمایہ کاری سے ہاتھ کھینچ لیا۔ جس سے پاکستانی صنعت کو بہت نقصان ہوا اور ملک میں بے روزگاری میں بھی اضافہ ہوا۔

1973ء کے آئین کے اہم پہلو

Key aspects of Constitution of 1973

سوال8: 1973ء کے آئین کے اہم پہلوؤں کی وضاحت کیجیے۔

جواب: آئینی کمیٹی کا قیام

ملک کا مستقل آئین تیار کرنے کے لیے قومی اسمبلی کی 25 رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں قومی اسمبلی میں موجود حزب اقتدار اور حزبِ مخالف کے ارکان کو نمائندگی دی گئی۔ 1973ء کے آئین کی رو سے پہلی مرتبہ قانون ساز ادارے کے دو ایوان بنائے گئے۔ ایوان بالا کا نام سینٹ اور ایوان زیریں کا نام قومی اسمبلی رکھا گیا۔

کمیٹی کی سفارشات

کمیٹی نے بڑی محنت کے بعد دستور کا مسودہ تیار کر کے 31 دسمبر 1972 کو قومی اسمبلی کے سامنے پیش کر دیا۔ اس مسودے کو کافی بحث مباحثے کے بعد کچھ ترامیم کے ساتھ 10 اپریل 1973ء میں منظور کر لیا گیا۔ اس آئین میں سابقہ آئینوں کی طرح پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ اسلام کو ریاست کے مذہب کا درجہ دیا گیا اور ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام حکومت قائم کیا گیا۔ صدر مملکت کے اختیارات کو بہت محدود کر دیا گیا

پاکستان کا پہلا متفقہ آئین

14 اگست 1973ء کو یہ آئین ملک میں نافذ کر دیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ عوام کی براہ راست منتخب کردہ اسمبلی نے متفقہ طور پر ملک کا دستور تیار کیا جو کہ اب تک مختلف ترامیم اور تبدیلیوں کے ساتھ ملک میں نافذ ہے۔

1973ء کے آئین کی اہم خصوصیات

1973ء کا آئین پاکستان کا پہلا آئین ہے جسے عوام کے منتخب نمائندوں نے متفقہ طور پر منظور کیا اس آئین پر قومی اسمبلی کے تمام اراکین نے دستخط کیے اس کی اہم خصوصیات اور اسلامی دفعات درج ذیل ہیں۔

افتتاحیہ (Preamble)

1973ء کے آئین میں قرارداد مقاصد کو آئین کا افتتاحیہ بنا کر شامل کر لیا گیا بعد ازاں 1985ء میں ایک ترمیم کے ذریعے اسے آئین کا باقاعدہ حصہ بنا دیا گیا۔ جس کی رو سے تمام اختیارات کا مالک اور سرچشمہ اللہ تعالیٰ کو تسلیم کیا گیا اور اس بات کا عزم کیا گیا کہ مسلمانان پاکستان اللہ تعالیٰ کے تفویض کردہ اختیارات کو ایک مقدس امانت سمجھ کر قرآن و سنت کی ہدایات کی روشنی میں استعمال کریں گے۔

حاکم اعلی ت ا ت حصہ
اوّل ، آخر سہارا سے حصہ

1- اسلامی جمہوریہ پاکستان

1973ء کے آئین کی رو سے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔

2- تحریری آئین (Written Constitution)

1973ء کا آئین تحریری شکل میں ہے جو 280 دفعات، 12 حصوں اور 6 گوشواروں پر مشتمل ہے۔

3- وفاقی آئین (Federal Constitution)

1973ء کے آئین کی رو سے ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام حکومت رائج کیا گیا۔ اس آئین کی رو سے وفاق پاکستان چار صوبوں، وفاقی دارالحکومت اور اس کے ملحقہ علاقے، وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات اور صوبوں سے ملحقہ قبائلی علاقوں پر مشتمل ہے۔

4- نیم استوار آئین (Semi Rigid Constitution)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا موجودہ آئین نہ تو برطانوی آئین کی طرح لچکدار ہے اور نہ ہی امریکی آئین کی طرح اتنا غیر لچکدار ہے کہ اس میں ترمیم بہت مشکل ہو۔ قومی اسمبلی اور سینٹ کی دو تہائی اکثریت آئین میں ترامیم پاس کر سکتی ہے۔

5- قومی زبان (National Language)

1973ء کے آئین میں اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا اور پندرہ سال کے اندر اسے ملک کی دفتری زبان بنانے کا کام حکومت کو سونپ دیا گیا۔ آئین میں علاقائی زبانوں کے فروغ اور تحفظ کی بھی ضمانت دی گئی ہے۔ علاقائی زبانوں میں حلف اٹھانے کی گنجائش آئین میں موجود ہے۔ آج تک اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت سے رائج نہیں کیا جا سکا۔

6۔ اسلامی آئین (Islamic Constitution)

1973ء کے آئین کے مطابق اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے۔ اس آئین کے تحت صدر اور وزیر اعظم دونوں کے لیے مسلمان ہونے کی شرط رکھی گئی۔ ملک میں قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور پہلے سے موجود تمام قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں گے۔ اس آئین کا مقصد شہریوں میں اسلامی طرز زندگی کو ترویج اور ترقی دینا ہے۔ اس آئین کے مطابق مملکت زکوٰۃ اور اوقاف کے اداروں کو منظم کرے گی۔

7۔ آزاد و خود مختار عدلیہ (Independent Judiciary)

1973ء کے آئین کے تحت عدل و انصاف کے حصول کے لیے آزاد اور بااختیار عدلیہ قائم کی گئی ہے۔ عوام اپنے حقوق کی پامالی کی صورت میں عدالتوں سے رجوع کر سکتے ہیں۔ عدالتوں کو آئین کی تعبیر و تشریح کا حق بھی حاصل ہے۔ اس آئین میں آزاد عدلیہ کے ججوں کو معقول تنخواہ اور ملازمت کا تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کر دیا گیا تاکہ عدلیہ کے جج اپنے فرائض منصبی کسی خوف کے بغیر سرانجام دے سکیں۔

8۔ پارلیمانی آئین (Parliamenetry Constitution)

1973ء کا آئین پارلیمانی طرز حکومت کا حامل ہے۔ اس آئین کی رو سے ملک کا سربراہ صدر اور حکومت کا سربراہ وزیر اعظم ہوتا ہے جس میں اصل اختیارات وزیر اعظم کو حاصل ہوتے ہیں آئین کے تحت صدر کے اختیارات محدود ہیں اس کی حیثیت ایک علامتی سربراہ کی سی ہے۔ آئین کے مطابق پارلیمنٹ کی میعاد پانچ سال مقرر ہے۔ صدر کا انتخاب قومی اسمبلی، سینٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیاں کرتی ہیں جبکہ وزیر اعظم کا انتخاب قومی اسمبلی کے ارکان کثرت رائے سے کرتے ہیں۔

9۔ آئین کی بالادستی (Supermacy of Constitution)

1973ء کے آئین میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئی فرد اسے غیر قانونی طریقے سے توڑ نہیں سکتا اگر کوئی ایسا کرے یا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے غداری کے سنگین الزام میں سزا دی جائے گی۔

10۔ آئینی ادارے (Constitutional Institutions)

1973ء کے آئین کے تحت ملک میں مرکزی اور صوبائی مفادات کے تحفظ کے لیے کئی ادارے بنائے گئے۔ ان اداروں میں وفاقی محتسب، مشترکہ مفادات کی کونسل، قومی اقتصادی کونسل، قومی مالیاتی کمیشن اور الیکشن کمیشن وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تمام ادارے آئینی اختیارات کے مطابق اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں۔ وفاقی محتسب کا ادارہ اپنی بہترین خدمات کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

11۔ دو ایوانی مقننہ (Bicameral Legislature)

1973ء کے آئین کی رو سے پاکستان میں پہلی مرتبہ دو ایوانی مقننہ قائم کی گئی موجودہ پارلیمنٹ دو ایوانوں ایوان بالا یعنی سینٹ اور ایوان زیریں یعنی قومی اسمبلی پر مشتمل ہے۔ سینٹ میں تمام صوبوں کو یکساں نمائندگی حاصل ہے اور یہ ایک

مستقل ایوان ہے جس کی معیاد 6 سال ہے۔ تمام صوبوں سے سینٹ کے 104 ارکان منتخب کیے جاتے ہیں۔ قومی اسمبلی کے ارکان کی تعداد 342 ہے۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں کل ممبران کی تعداد 446 مقرر ہے۔

12۔ بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

پہلے دونوں آئینوں کی طرح 1973 کے آئین میں بھی شہریوں کو تمام بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ ان حقوق میں عدل وانصاف، مساوات نقل وحرکت آزادی مذہب' آزادی تحریر وتقریر وغیرہ شامل ہیں البتہ حکومت ہنگامی حالت میں ان حقوق پر پابندی عائد کرسکتی ہے۔ پارلیمنٹ بنیادی حقوق کے منافی کوئی قانون نہیں بنا سکتی۔

جنرل ضیاء الحق کا دور

1977ء - 1988ء

سوال 9: 1977ء کے مارشل لاء کے اسباب کیا تھے؟ مختصر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: 1977ء کے مارشل لاء کا پس منظر

7 مارچ 1977ء میں پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں عام انتخابات ہوئے۔ برسر اقتدار پیپلز پارٹی اور حزب مخالف کی نو سیاسی جماعتوں پر مشتمل قومی اتحاد کے درمیان مقابلہ ہوا جس کے سربراہ مولانا مفتی محمود تھے۔ پیپلز پارٹی نے 200 میں سے 155 سیٹوں پر کامیابی حاصل کی۔ قومی اتحاد نے حکمران پارٹی پر دھاندلی کے سنگین الزام عائد کیے اور صوبائی انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا یہ انتخابات 10 مارچ کو ہونا تھے۔ قومی اتحاد کے سربراہ مفتی محمود نے حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔

تحریک نظام مصطفٰے کا آغاز

9 جماعتوں پر مشتمل قومی اتحاد نے حکومت کے خلاف تحریک نظام مصطفٰی کے نام سے احتجاجی تحریک شروع کر دی۔ جب حکومت اور قومی اتحاد کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہ ہوسکا اور 22 مارچ 1977ء کو قومی اتحاد نے ملک میں ہڑتال کا اعلان کر دیا تو حالات کنٹرول سے باہر ہو گئے اور ملک خانہ جنگی کے دہانے پر پہنچ گیا۔

مارشل لاء کا نفاذ

جب ملکی حالات بہت خراب ہو گئے تو بھٹو نے قومی اتحاد کو مذاکرات کی دعوت دے دی ابھی مذکرات جاری تھے کہ 5 جولائی 1977ء کو فوج کے جنرل ضیاء الحق نے بھٹو حکومت کا تختہ اُلٹ کر مارشل لاء لگا دیا اور حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔

3۔ زکوٰۃ و عشر کا نظام

20 جون 1980ء کو پاکستان میں پہلی بار سرکاری طور پر زکوٰۃ کا نظام رائج کیا گیا جس کی رو سے ہر سال یکم رمضان کو ہر مسلمان کے سیونگ اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم، سرمایہ کاری اور اثاثوں پر اسلامی شرع کے مطابق اڑھائی فیصد سالانہ کے حساب سے زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے۔ اگر کسی اسلامی فرقے کی فقہ کے مطابق حکومت کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو اسے زکوٰۃ کے مذکورہ طریق کار سے چھوٹ مل سکتی ہے۔ زکوٰۃ کی رقم غرباء و مساکین کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اس غرض کے لیے زکوٰۃ کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔

عشر

زرعی پیداوار پر عشر 1983ء میں نافذ کیا گیا جو کہ پیداوار کی مخصوص حد کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔ چاہی زمین کا عشر بیسواں حصہ ہوتا ہے۔ اس طرح حاصل شدہ آمدنی سے رفاہی اداروں اور مستحق افراد کی مالی امداد کی جاتی ہے۔

4۔ سود کا خاتمہ

حکومت ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت بنکاری کے نظام کو سود کی لعنت سے پاک کرنے کے لیے اقدامات کرے گی۔ یکم جنوری 1981ء سے بینکوں میں نفع و نقصان کی بنیاد پر اکاؤنٹ کھولنے کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ یکم جنوری 1984ء سے تمام سیونگ اکاؤنٹس کو پی۔ ایل۔ ایس کھاتوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ سرکاری مالیاتی اداروں نے بھی نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر قرضے دینے شروع کر دیے۔

5۔ اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کی لازمی تعلیم

تعلیم اور تدریس کے عمل کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنے کے لیے 1979ء میں تعلیمی پالیسی پر نظر ثانی کی گئی۔ اسلامی تعلیمات اور تحریک پاکستان کی نظریاتی اساس کے ساتھ نوجوانوں کا لگاؤ بڑھانے کے لیے تعلیمی نصاب میں تبدیلیاں کی گئیں، جن کے نتیجے میں انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کلاسوں میں اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو لازمی مضامین کے طور پر شامل کیا گیا۔

6۔ تعلیمی اور سرکاری اداروں میں نماز کا اہتمام

نماز قائم کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات نہایت واضح ہیں۔ اس لیے حکومت نے نیک اور صالح لوگوں کو رضاکارانہ حیثیت میں ناظمین صلوٰۃ مقرر کیا تاکہ یہ لوگ اپنے اپنے علاقوں میں نماز پنجگانہ کا اہتمام کریں۔ سرکاری دفاتر میں مساجد تعمیر کی گئیں اور پورے ملک کے تمام تعلیمی اور سرکاری اداروں میں نماز ظہر باجماعت کے لیے تمام سہولتیں مہیا کی گئیں۔ ریڈیو اور ٹی۔ وی سے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی اذانیں نشر ہونے لگیں۔

7۔ احترام رمضان آرڈیننس

حکومت نے 24 جون 1981ء کو رمضان المبارک کے احترام کے لیے ایک خصوصی آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت رمضان کے مہینے میں کھلے عام کھانے پینے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے 3 ماہ قید اور 500 روپیہ جرمانے کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ رمضان کے مہینے میں کھانے پینے کی دکانوں اور ہوٹلوں کو افطاری سے چند گھنٹے قبل کھولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ہسپتال، ہوائی اڈے، بندرگاہیں اور ریلوے سٹیشن وغیرہ اس آرڈی

ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیے گئے ہیں۔

8۔ دینی مدارس کی سرپرستی

جنرل ضیاء الحق نے دینی مدرسوں کی حالت بہتر بنانے کے لیے انھیں ضروری مالی امداد دی۔ ان کی اسناد کو ایم اے کے برابر قرار دیا گیا۔ مکتب سکیم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

9۔ عربی کی لازمی تعلیم

سکولوں میں چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت تک عربی زبان کی تعلیم سب طلبہ و طالبات کے لیے لازمی ہوگی۔ اسی طرح سکولوں میں قرآن مجید کی تدریس کا بہتر انتظام کیا گیا۔

10۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا قیام

مختلف یونیورسٹیوں میں اسلامیات کی تعلیم کے لیے خصوصی انتظامات کیے گئے۔ اسلام آباد میں ایک نئی اسلامی یونیورسٹی 2 جنوری 1981ء سے قائم کی گئی جو کہ اسلامی علوم کی تعلیم و تحقیق پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔

11۔ شریعت فیکلٹی کا قیام

قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں اسلامی علوم کے فروغ کے لیے شریعت فیکلٹی قائم کی گئی جہاں قرآن پاک، فقہ، سنت نبوی ﷺ پر مبنی قانون کی تعلیم و تدریس کا انتظام کیا گیا۔

12۔ اسلامی نظریاتی کونسل

"اسلامی نظریاتی کونسل" کی تشکیل نو کی گئی تاکہ تمام مکاتب فکر کے علماء کو اس میں نمائندگی دی جا سکے۔ اس کونسل نے مروجہ قوانین کا جائزہ لیا تاکہ اگر ان قوانین اور اسلامی اصولوں میں کوئی تضاد ہوا تو اسے فوراً رفع کیا جائے۔ 1977ء میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد 1973ء کا آئین معطل کر دیا گیا لیکن اسلامی نظریاتی کونسل کو بحال رکھا گیا۔

13۔ چادر اور چار دیواری کا تحفظ

چادر اور چار دیواری کے تحفظ کا نعرہ بلند کیا گیا۔ خواتین کی عزت و احترام کے قوانین صادر کیے گئے۔ خواتین کو بطور گواہ عدالتوں میں پیش کرنے سے منع کر دیا گیا۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے اناؤنسروں اور نیوز کاسٹروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اسلامی اقدار کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ خواتین دوپٹہ اوڑھ کر باہر آئیں۔

محمد خان جونیجو کا دورِ حکومت

1985ء - 1988ء

سوال 11: محمد خان کے دورِ حکومت پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

صدر کے اختیارات

مارچ 1985ء کے اوائل میں صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے 1973ء کے آئین میں بہت سی ترامیم کر کے اسے بحال کر دیا۔ اگرچہ پارلیمانی نظام حکومت کو برقرار رکھا گیا لیکن ترامیم کے ذریعے سے صدر کے اختیارات میں اضافہ ہو گیا۔ اب وہ مملکت کے امور میں مؤثر کردار ادا کر سکتا تھا۔

1۔ غیر جماعتی انتخابات

25 فروری 1985ء میں ملک میں قومی اسمبلیوں کے عام انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر منعقد ہوئے اور 28 فروری کو صوبائی اسمبلی کے انتخابات منعقد ہوئے۔ عوام نے ان انتخابات میں بھر پور حصہ لیا۔ بعد میں خواتین اور اقلیتوں کی مخصوص نشستوں پر بھی انتخاب ہوا نیز سینٹ کے انتخاب بھی پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ اس طرح پاکستان جمہوریت کی راہ پر گامزن ہوا۔ پیپلز پارٹی نے ان انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ ایم۔آر۔ڈی کی غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کی پرزور مخالفت کی اور ان میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔

2۔ صدر اور وزیر اعظم کا انتخاب

23 مارچ 1985ء کو نئی منتخب پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس ہوا۔ جنرل ضیاء الحق نے پانچ سال کے لیے آئینی صدر کی حیثیت سے حلف اُٹھایا اور صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے صوبہ سندھ سے منتخب شدہ ممبر قومی اسمبلی محمد خان جونیجو کو وزیر اعظم نامزد کیا۔ قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر نئے وزیر اعظم کے حق میں ووٹ دیا۔ اس کے چند روز بعد صوبوں میں بھی منتخب حکومتیں قائم ہو گئیں۔

3۔ محمد خان جونیجو کے دور کے اہم واقعات

محمد خان جونیجو نے 23 مارچ 1985ء کو وزیر اعظم کے عہدے کا حلف اُٹھایا۔ محمد خان جونیجو کے دور کے اہم واقعات درج ذیل ہیں۔

4۔ مارشل لاء اُٹھانے کی قرارداد

محمد خان جونیجو نے بحیثیت وزیر اعظم صدر مملکت کو مارشل لاء ختم کرنے کا مشورہ دیا۔ آخر کار جنرل ضیاء الحق کی رضامندی سے اسمبلیوں میں ایک قرارداد پیش کی گئی جسے سینٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں نے پاس کیا۔

5۔ دوسرے مارشل لاء کا خاتمہ

30 دسمبر 1985ء سے مارشل لا ختم ہونے کے بعد 1973ء کے ترمیم شدہ آئین کے تحت حکومت نے کام شروع کر دیا۔ اس طرح پاکستان میں جمہوری عمل کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

6۔ محمد خان جونیجو بطور صدر مسلم لیگ

غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں بننے والی پارلیمنٹ کسی نظم وضبط کی پابند نہ تھی۔ ارکان اسمبلی کو نظم وضبط کا پابند بنانے کے لیے ایک سرکاری معنوی سیاسی جماعت پاکستان مسلم لیگ قائم کی گئی۔ محمد خان جونیجو کو اس کا صدر بنایا

گیا۔ غیر جماعتی انتخابات کی بنیاد پر منتخب ہونے والی اسمبلی کی جماعتی حیثیت تسلیم کر لی گئی۔ بعد میں صدر ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعے اس اقدام کی منظوری دے دی۔ محمد خان جونیجو نے پورے ملک میں اس جماعت کی تنظیم نو کی۔ صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو اس سیاسی جماعت کا صدر بنایا گیا۔ تمام صوبوں میں پاکستان مسلم لیگ کے دفاتر کھول دیے گئے اور اسے ایک منظم سیاسی جماعت بنانے کے لیے پورے ملک میں پرائمری مسلم لیگ کے نام سے ممبر سازی کی مہم شروع کی گئی۔

محمد خان جونیجو

7۔ محمد خان جونیجو کے غیر ملکی دورے

ملک میں 30 دسمبر کو مارشل لا ختم کر کے بنیادی حقوق اور عدلیہ کی آزادی بحال کر دی گئی۔ جسے بہت سی جمہوری دنیا کے ملکوں نے خوش آئند قرار دیا۔ وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے 1986ء میں امریکہ، چین، ترکی، جرمنی اور مراکش کے کامیاب دورے کیے۔ امریکہ کے ساتھ حساس ٹیکنالوجی کی فراہمی اور ستمبر میں چین کے ساتھ ایٹمی توانائی کے پرامن استعمال کے معاہدوں پر دستخط کیے اور باہمی دلچسپی کے امور پر بات چیت ہوئی۔

8۔ وزیر اعظم محمد خان جونیجو کا پانچ نکاتی پروگرام

محمد خان جونیجو نے 31 دسمبر کو ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے پانچ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا۔ وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے سات مرلہ ہاؤسنگ سکیم، پانچ نکاتی ترقیاتی پروگرام، تعلیمی شرح میں اضافے کے منصوبے، معاشرتی و اجتماعی ترقی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ وزیر اعظم محمد خان جونیجو کی شرافت، دیانت داری اور عوامی خدمت کے جذبے کو عوام نے بہت پسند کیا۔

9۔ سانحہ اوجڑی کیمپ

وزیر اعظم محمد خان جونیجو سندھ کا دورہ کر رہے تھے جبکہ صدر ضیاء الحق کویت کے سرکاری دورے پر تھے۔ 10 اپریل 1988ء میں راولپنڈی اور اسلام آباد کے درمیان واقع اوجڑی کیمپ کے ایک اسلحہ ڈپو میں اچانک آگ لگ گئی اور میزائل سڑکوں اور عمارتوں پر گرنے لگے۔ اس افسوس ناک سانحے میں ہزاروں جانیں اور کروڑوں کی املاک تباہ ہوئیں۔ صدر اور وزیر اعظم فوراً اسلام آباد پہنچے۔ ہمارے فوجی جوانوں نے ایک ہفتے کی سخت جدوجہد کے بعد اس خوفناک آگ پر قابو پایا۔ وزیر اعظم نے پانچ وفاقی وزراء پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جس نے لیفٹیننٹ عمران اللہ کی تحقیقاتی رپورٹ کا جائزہ لینا تھا یہ

رپورٹ صدر ضیاء الحق کو پیش کی گئی تھی۔

(1)۔ صدر اور وزیراعظم کے اختلافات

فروری 1985ء کے غیر جماعتی انتخاب کے نتائج پر محمد خاں جونیجو کو وزیراعظم نامزد کیا گیا اور آئین میں ترمیم کر کے صدر کے اختیارات میں اضافہ کر دیا گیا۔ اسمبلی کو توڑنے کا اختیار صدر کو دے دیا گیا۔ وزیراعظم محمد خاں جونیجو 22 مئی 1988 کو کوریا کے دورے پر روانہ ہوئے۔ انھوں نے غیر ملکی دورے کے دوران میں بحالی جمہوریت کے سلسلے میں جو بیانات دیے ان بیانات کی وجہ سے جنرل ضیاء الحق اور جونیجو کے درمیان اختلافات ہو گئے۔ 29 مئی 1988ء کو کوریا کے
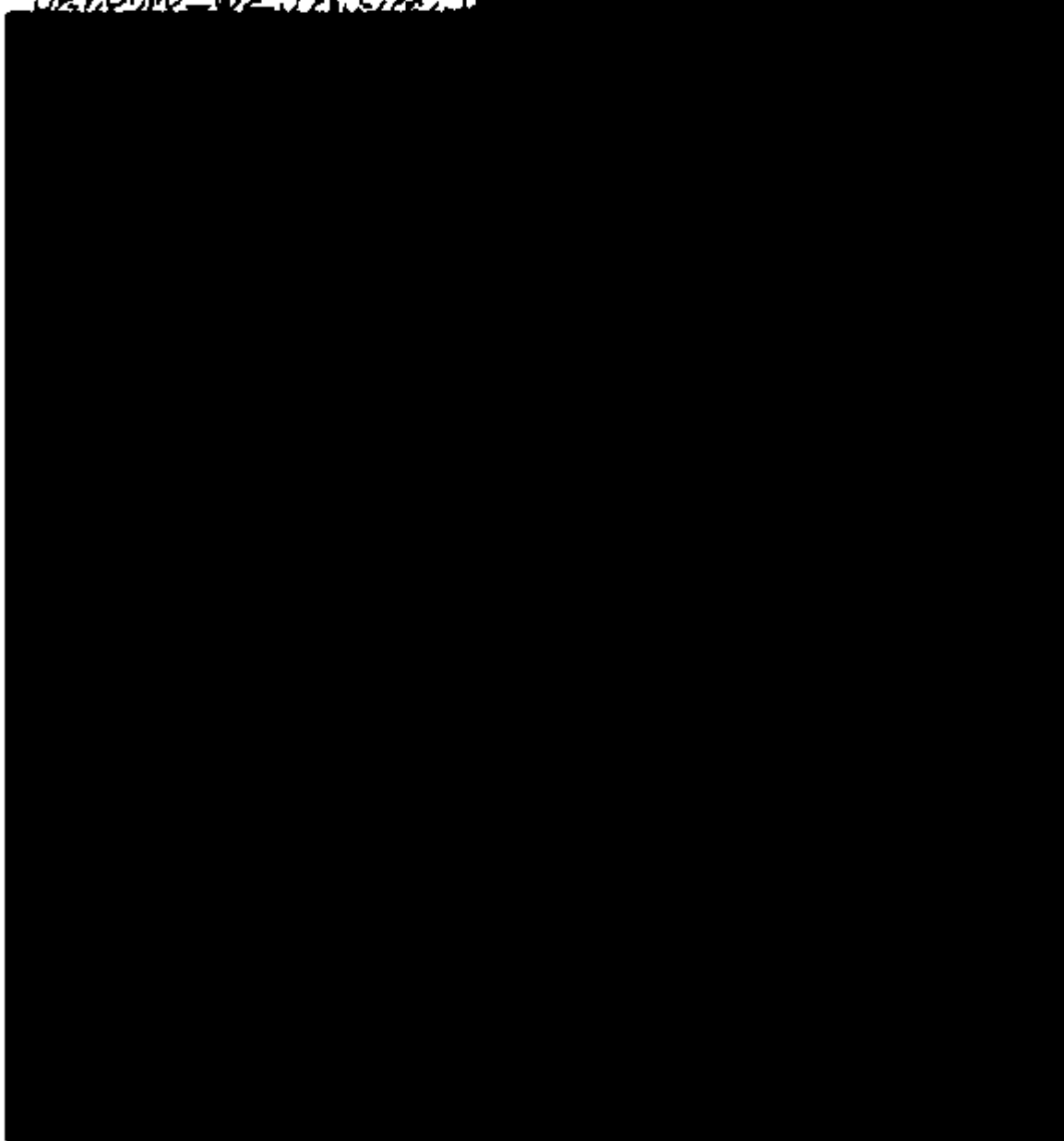
روس کے توسیع پسندانہ عزائم میں پاکستان سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ افغانستان میں روسی فوجوں نے اسی مقصد کے پیش نظر مداخلت کی تھی جس کے نتیجے میں لاکھوں افغان مہاجرین کو پاکستان میں پناہ لینا پڑی۔ افغانستان کی بہادر عوام روسی جارحیت کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی اور جہاد کا علم بلند کیا۔ پاکستان کی حکومت اور عوام کی بھرپور حمایت اور مدد سے افغان عوام کے حوصلے بلند ہو گئے اور روسی افواج کو جابجا شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ 1986ء تک روس جنگ سے اکتا چکا تھا اور وہ میدان جنگ سے راہ فرار تلاش کر رہا تھا۔ بالآخر اسے شکست کھا کر افغانستان سے نکلنا پڑا۔

جنیوا

روسی قیادت 1986ء تک افغانستان پر فوجی حل مسلط کرنے کے سلسلے میں مایوس ہو چکا تھا اس لیے روسی صدر گورباچوف کے رویے میں لچک پیدا ہو گئی۔ جس کا نتیجہ جنیوا معاہدے کی صورت میں نکلا۔ روس اور امریکہ کے درمیان افغان مسئلے پر 16 اپریل 1988ء میں جنیوا میں ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے بھی اس معاہدے پر دستخط کیے۔ روس نے افغان جنگ میں اپنی شکست مان لی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ 15 فروری 1989ء تک اپنی فوجیں افغانستان سے نکال لے گا۔ روس اپنے وعدے کے مطابق افغانستان سے نکل گیا اس طرح جنگ افغانستان کا اختتام ہو گیا۔

حکومت پاکستان کا کردار

افغان جنگ کی وجہ سے پاکستان کو یہ خدشہ تھا کہ افغانستان پر روسی قبضہ مستحکم ہو گیا تو اس کا اگلا نشانہ پاکستان ہو گا۔ اس لیے پاکستان نے افغان عوام کی جدوجہد آزادی کو ہر قسم کی مدد دینے کا فیصلہ کیا۔ افغانستان کے ساتھ ہمارے اسلامی، ثقافتی اور نسلی رشتے موجود تھے۔ پاکستان نے انسانی ہمدردی کے جذبے کے تحت افغان مہاجرین کو اپنے ہاں پناہ دی اور ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کی۔ افغان مسئلے پر جنرل محمد ضیاء الحق کی خدمات قابل تعریف ہیں۔ جہاد افغانستان کی کامیابی کی وجہ سے پاکستان کو عالمی سطح پر اہمیت حاصل ہوئی۔ افغانستان کے معاملات کی وجہ سے مغربی ممالک کی طرف سے پاکستان پر بہت دباؤ تھا لیکن پاکستان نے مصالحانہ رویہ اختیار کیے رکھا۔

پاکستانی معاشرے پر اثرات

افغانستان پر روسی جارحیت کے بعد تقریباً 30 لاکھ سے زائد افغان مہاجرین ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ روس کے افغانستان پر حملے سے افغان مہاجرین کی ہجرت نے پاکستانی معاشرے پر بہت دور رس منفی اثرات مرتب کیے۔ جس سے پاکستانی معیشت پر مندرجہ ذیل اثرات مرتب ہوئے۔

i. سمگلنگ، چوری اور ڈاکہ زنی جیسی معاشی اور سماجی برائیوں کو فروغ ملا۔

ii. منشیات اور غیر قانونی اسلحے کی پاکستان بھر میں بھرمار ہو گئی۔

iii. روس افغان جنگ سے ہمارے امن و امان کو نقصان پہنچا اور دہشت گردی کو فروغ ملا۔

لاکھوں افغانی مہاجرین بے سروسامان پاکستان میں داخل ہونے تو بے روزگاری میں اضافہ ہوا۔
سماجی برائیوں کو فروغ ملا، جن سے آج تک نہیں نمٹا جاسکا۔
روس افغان جنگ کی وجہ سے تقریباً 30 لاکھ سے زائد افغان مہاجرین ہجرت کر کے پاکستان آنے تو خوراک و رہائش کے مسائل نے جنم لیا۔

بے نظیر بھٹو کا دور حکومت

پہلا دور حکومت (دسمبر 1988ء تا اگست 1990ء)

سوال 19: بے نظیر بھٹو کے پہلے دور حکومت پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: بے نظیر کا پہلا دور حکومت دسمبر 1988ء تا اگست 1990ء

جنرل ضیاء الحق 17 اگست 1988ء کو فضائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ سینٹ کے چیئرمین غلام اسحاق خاں کو قائم مقام صدر بنا دیا گیا۔ غلام اسحاق نے 90 دن میں الیکشن کرانے کا اعلان کیا۔ 16 نومبر 1988ء کو الیکشن ہوئے جس کے نتیجے میں پیپلز پارٹی نے سب سے زیادہ نشستیں حاصل کیں۔ یوں 2 دسمبر 1988 کو بے نظیر بھٹو پاکستان اور اسلامی دنیا کی پہلی خاتون وزیراعظم منتخب ہوئیں۔

بے نظیر بھٹو کے دور حکومت کے اہم واقعات

بے نظیر بھٹو کے پہلے دور حکومت میں پیش آنے والے واقعات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1. بلوچستان اسمبلی کی برخاستگی

1988ء میں صوبہ بلوچستان میں اسلامی جمہوری محاذ کے آٹھ ارکان نے جس کے سربراہ میر ظفر اللہ خاں جمالی تھے، بی این پی اور دیگر جماعتوں کے تعاون سے وزارت بنائی۔ جمالی کو پیپلز پارٹی کے تین ارکان کی حمایت بھی حاصل تھی۔ وزیر اعلیٰ میر ظفر اللہ خاں جمالی نے بلوچستان اسمبلی سے ابھی اعتماد کا ووٹ بھی حاصل نہ کیا تھا کہ بے نظیر بھٹو حکومت نے 15 دسمبر 1988ء کو بلوچستان اسمبلی توڑ دی۔ اس فیصلے کو بلوچستان ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا جس نے اس اقدام کو غیر آئینی قرار دیا اور اسمبلی کو بحال کر دیا۔

محترمہ بے نظیر بھٹو

2۔ صدارتی انتخاب

12 دسمبر 1988ء کو منعقد ہونے والے صدارتی انتخاب میں غلام اسحاق خان نے پیپلز پارٹی اور اسلامی جمہوری اتحاد کے تعاون سے انتخاب میں کامیابی حاصل کی۔ ان کے مقابلے میں پاکستان جمہوری پارٹی کے نوابزادہ نصر اللہ خان تھے۔ غلام اسحاق خان نے پاکستان کے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

پاکستان کی دولت مشترکہ میں دوبارہ شمولیت

بنگلہ دیش، برطانیہ اور روس کی حمایت سے تخلیق ہوا تو سب سے پہلے برطانیہ نے اسے تسلیم کیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اس موقع پر 1972ء میں دولت مشترکہ سے علیحدگی کا اعلان کیا۔ نومبر 1988ء میں جب پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی تو بے نظیر بھٹو نے خارجہ تعلقات پر زور دیا اور یکم اکتوبر 1989ء کو پاکستان کی دولت مشترکہ کی رکنیت بحال کروا دی۔

4۔ خارجہ پالیسی

بے نظیر بھٹو نے اپنے دور حکومت میں خارجہ پالیسی میں بہت سی کامیابیاں حاصل کیں اور بہت سے ملکوں کے دورے کر کے ان سے تعلقات کو خوشگوار بنانے کی کوشش کی۔ بے نظیر بھٹو نے قیام امن کے لیے بھارت کے ساتھ کشیدگی ختم کرنے کی کوشش کی۔ جب بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی سارک کی چوتھی سربراہی کانفرنس میں شرکت کے لیے پاکستان آئے تو ان کی خصوصی پذیرائی کی گئی جس کے بعد بھارت نے اپنا طرز عمل بدل دیا۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

5۔ سماجی بہبود۔ پیپلز ورکس پروگرام۔

بے نظیر بھٹو کی حکومت نے ملک میں سماجی بہبود کے ایک پروگرام کا اعلان کیا جسے پیپلز ورکس پروگرام کا نام دیا گیا۔ صوبہ پنجاب اور صوبہ بلوچستان کی حکومتوں نے اس پروگرام کے ساتھ "پیپلز" کا لفظ استعمال کرنے کی مخالفت کی لیکن اس منصوبے کے تحت کام جاری رہا۔ بے نظیر بھٹو نے مستحق لوگوں کو ملازمتیں فراہم کرنے کے لیے پلیسمنٹ بیورو (Placement Bureau) کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس سے ہزاروں افراد کو ملازمتیں حاصل ہوئیں اور اس طرح ملک میں بے روزگاری میں کمی واقع ہوئی۔

6۔ بے نظیر بھٹو حکومت کی برطرفی

بے نظیر بھٹو کے سیاسی حریف میاں نواز شریف نے 12 اگست 1990ء کو عدم اعتماد کی قرارداد پیش کرنے کا اعلان کیا۔ صدر غلام اسحاق خان نے 6 اگست 1990ء کو آٹھویں ترمیم کی رو سے حاصل شدہ اختیارات 58-2-B کو استعمال کرتے ہوئے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں اور بے نظیر حکومت پر کرپشن کے الزامات لگا کر برطرف کر دیا اور ملک میں ہنگامی حالت نافذ کر دی گئی۔ غلام مصطفیٰ جتوئی کو نگران وزیر اعظم مقرر کیا گیا اور نئے انتخابات کے لیے 24 اکتوبر 1990ء کی تاریخ کا اعلان کیا گیا۔ بے نظیر بھٹو کا پہلا دور حکومت قریباً ایک سال اور آٹھ ماہ رہا۔

میاں نواز شریف

1۔ زرعی پالیسی کا اعلان

نواز شریف نے 14 مئی 1991ء کو زرعی پالیسی کا اعلان کیا۔ اس پالیسی کے مقاصد میں زرعی پیداوار میں اضافہ، معیشت کا استحکام اور زراعت پیشہ لوگوں کی ترقی تھا۔ زرعی ترقی کے اس پروگرام کے لیے دس کروڑ روپے مختص کیے گئے۔ زرعی مشینری، آبپاشی اور ادویات پر ڈیوٹی میں چھوٹ دی گئی۔

2۔ نجکاری کمیشن کا قیام

نیشنلائزیشن پالیسی کی وجہ سے بہت سے صنعتی ادارے خسارے میں جا رہے تھے اور قومی خزانے پر بوجھ بنے ہوئے تھے۔ نواز شریف حکومت نے 22 جنوری 1991ء کو نجکاری کمیشن کے قیام کا اعلان کیا جس کے تحت سرکاری بینکوں اور مالیاتی اداروں میں اصلاحات کی گئیں پرائیویٹ شعبہ میں بینک قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ بہت سے سرکاری بینک اور دیگر ادارے فروخت کر دیے گئے۔ نجکاری کے عمل سے قومی خزانے پر مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

3۔ صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کا معاہدہ

پاکستان کے چاروں صوبوں کے درمیان دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم پر تنازعہ تقسیم ملک سے پہلے سے چلا آ رہا تھا۔ نواز شریف حکومت کی کوششوں سے صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم پر افہام و تفہیم سے ایک معاہدہ طے پایا۔ یہ معاہدہ مشترکہ مفادات کی کونسل کے ذریعے طے پایا اور اس پر چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ نے 21 مارچ 1991ء کو دستخط کیے۔

4۔ بیت المال کا قیام

19 جون 1992ء میں نواز شریف حکومت نے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے غرباء، یتیموں، مساکین اور مجبور لوگوں کی مدد کے لیے بیت المال کا ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس ادارے کا قیام 6 فروری 1992ء کو عمل میں آیا۔ اس کی انتظامیہ میں ایک چیئرمین اور چھ دوسرے ارکان شامل تھے۔

5۔ خارجہ پالیسی

نواز شریف حکومت نے اپنی خارجہ پالیسی میں کئی تبدیلیاں کیں۔ جن میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

افغان پالیسی

نواز شریف نے افغانستان سے لیڈروں کے ساتھ مذاکرات کرتے قیام امن کے لیے مختلف عناصر کے درمیان صلح کروانے کی پالیسی جاری رکھی۔ اس پالیسی کو دیگر سیاسی جماعتوں کی تائید حاصل نہیں تھی۔ ان کے خیال میں امریکہ اس مرحلے پر

مجاہدین کی کامیابی واپس سازشوں سے ذریعے متاثر ہو رہا ہے۔

کشمیر پالیسی

1991ء میں پاکستان کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ محمد صدیق کانجو نے یو این کی جنرل اسمبلی میں دنیا کو کشمیر میں ہونے والے مظالم کی طرف متوجہ کیا۔ نواز حکومت نے مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے بھارت کو دو طرفہ مذاکرات کی دعوت دی گئی لیکن مذاکرات بے مقصد رہے۔

بابری مسجد کی شہادت

بھارتی انتہا پسندوں نے 6 دسمبر 1992ء کو بابری مسجد شہید کردی تو پاکستان نے اس پر شدید احتجاج کیا پاکستان کی قومی اسمبلی نے 23 دسمبر 1992ء کو ایک قرارداد مذمت پاس کی۔ جس سے پاک بھارت بامقصد مذاکرات نہ ہو سکے۔

پاک امریکہ تعلقات

نواز حکومت نے امریکہ اور دنیا کے دیگر ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے اور قیام امن کے لیے بھرپور کوششیں کیں۔ جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو حکومت پاکستان نے محتاط پالیسی اختیار کی۔ نواز شریف نے عرب ممالک کے سربراہوں سے ملاقات کرکے ایک مصالحتی فارمولا پیش کیا لیکن ان کی اس پالیسی کو حمایت حاصل نہ ہوئی۔

6۔ عوامی منصوبے

نواز شریف حکومت نے عوامی فلاح و بہبود کے کئی منصوبے شروع کیے جو درج ذیل ہیں۔

تعمیر وطن

نواز شریف حکومت نے 92-1991ء کے بجٹ میں تعمیر وطن پروگرام کے لیے 2575 ملین روپے مختص کیے گئے۔ اس پروگرام میں سڑکوں کی تعمیر اور دیگر رفاہی کام شامل ہیں۔

خود روزگار سکیم

نواز شریف حکومت نے بیروزگاری کے خاتمے کے لیے 2 اپریل 1992ء کو خود روزگار سکیم متعارف کروائی۔ یہ لوگوں کو باعزت روزی کمانے کے لیے مدد دینے کا منصوبہ تھا۔ اس سکیم کے تحت نوجوانوں کو کاروبار کرنے کے لیے پچاس ہزار روپے سے لے کر تین لاکھ روپے تک قرض مہیا کیا جاتا تھا۔

موٹر وے پراجیکٹ

نواز شریف حکومت نے موٹر وے پراجیکٹ کے نام سے ایک بہت بڑا منصوبہ شروع کیا اس منصوبے کے تحت لاہور سے اسلام آباد تک موٹر وے تعمیر کرنا تھا۔ یہ پراجیکٹ نواز شریف کے دوسرے دور حکومت میں مکمل ہوا اور انھوں نے 26 نومبر 1997ء کو اس منصوبے کا افتتاح کیا۔

ییلو کیب سکیم

نواز شریف حکومت نے پبلک ٹرانسپورٹ کی بہتری کے لیے سرکاری شیڈول بینکوں کے سرمائے سے ٹیکسی کاریں، ویگن، بس، ٹرک، پک اپ فراہم کرنے کا اعلان کیا۔ کوئی بھی شخص صرف دس فیصد رقم جمع کروا کر نوے فیصد رقم بینک سے قرض

سے ہوتی تھی۔

ل نواز شریف کی برطرفی

آٹھویں ترمیم کے بعد پاکستان میں وزیراعظم کا عہدہ کمزور سمجھا جاتا تھا۔ صدر غلام اسحاق کا دورِ صدارت ختم ہونے والا تھا۔ نواز شریف نے اصل اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کی تو صدر غلام اسحاق خان اور وزیراعظم میاں نواز شریف کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ اپریل 1993ء میں صدر غلام اسحاق خان نے آئین کی شق 58-2-B استعمال کرتے ہوئے نواز شریف کی حکومت کو برطرف کر دیا۔ نواز شریف کا دورِ حکومت صرف ڈھائی سال رہا۔

ل نگران حکومت کا قیام

نواز شریف کی حکومت کی برطرفی کے بعد 18 جولائی 1991ء کو بلخ شیر خان مزاری کو نگران وزیراعظم بنایا گیا تھا۔ ان کی حکومت 40 دن سے زیادہ قائم نہ رہ سکی۔ مسلم لیگ نے صدر کے اس اقدام کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ سپریم کورٹ نے صدر کے احکامات کو مسترد کرتے ہوئے 26 مئی 1993ء کو میاں نواز شریف کی حکومت کو بحال کر دیا۔

ل نواز شریف کا استعفیٰ

بے نظیر بھٹو نے ملک میں سیاسی انتشار کے خاتمے کے لیے نئے انتخابات کا مطالبہ کیا اور لانگ مارچ کا اعلان کر دیا۔ نواز شریف کی حزبِ مخالف کی جماعتوں کے ساتھ مفاہمت نہ ہو سکی اور فوج کو مداخلت کرنا پڑی چنانچہ 17 جولائی 1993ء کو آرمی چیف جنرل عبدالوحید کاکڑ، میاں نواز شریف اور غلام اسحاق خان کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس کے نتیجے میں نواز شریف اور غلام اسحاق خان کو مستعفی ہونا پڑا۔

ل نگران حکومت

ملک کی صدارت سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد کو سونپ دی گئی اور معین قریشی کو پاکستان کا نگران وزیراعظم بنا دیا گیا۔

میاں محمد نواز شریف کا دوسرا دورِ حکومت

(فروری 1997ء تا اکتوبر 1999ء)

سوال 17۔ میاں محمد نواز شریف کے دوسرے دورِ حکومت پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: میاں محمد نواز شریف کا دوسرا دورِ حکومت

بے نظیر حکومت کے خاتمے کے بعد 3 فروری 1997ء میں پھر الیکشن ہوئے جس میں میاں نواز شریف کی پارٹی مسلم لیگ نے بھاری اکثریت حاصل کی اور میاں نواز شریف دوسری بار وزیراعظم منتخب ہوئے۔ نواز شریف نے منتخب اداروں کے ذریعے صدر کے اختیارات کم کرنے کی کوشش کی۔

نواز شریف کے دورِ حکومت کے اہم واقعات

نواز شریف کے دوسرے دورِ حکومت کے اہم واقعات ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1۔ جسٹس سجاد علی شاہ اور فاروق احمد خان کا استعفیٰ

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے ایک آرڈی نینس کے ذریعے سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد کم کر کے 12 کر دی۔ سپریم کورٹ نے صدر مملکت سے درخواست کی کہ وہ انتظامیہ کو عدلیہ سے باز رکھیں اور پانچ نئے ججوں کا نوٹیفیکیشن جاری کر دیں۔ اس مسئلے پر میاں محمد نواز شریف اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ کئی ماہ یہ چپقلش جاری رہی جس کا انجام یہ ہوا کہ فوج کی مداخلت پر چیف جسٹس سجاد علی شاہ کو اپنے منصب سے مستعفی ہونا پڑا اور صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری کو بھی صدارت سے استعفیٰ دینا پڑا۔

2۔ جسٹس (ریٹائرڈ) رفیق تارڑ کا بطور صدر پاکستان انتخاب

میاں نواز شریف نے نئے صدارتی انتخاب میں جسٹس (ریٹائرڈ) رفیق تارڑ کا نام تجویز کیا۔ 31 دسمبر 1997ء کے انتخاب میں جسٹس (ریٹائرڈ) رفیق تارڑ نے پیپلز پارٹی کے آفتاب شعبان میرانی کے مقابلے میں انتخاب جیتا اور پاکستان کے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

3۔ قرض اتارو ملک سنوارو مہم

1990ء کی دہائی میں پاکستان کی اقتصادی صورت حال خراب ہونے کے باعث حکومت کو بجٹ کے لیے آئی ایم ایف (IMF) سے قرض حاصل کرنا پڑا۔ میاں محمد نواز شریف نے اپنے دوسرے دورِ حکومت میں "قرض اتارو ملک سنوارو" کے نام سے ایک مہم شروع کی اور انھوں نے اپنی نشری تقریر میں غیر ملکی قرض اتارنے کے لیے قوم سے قرض حسنہ کی اپیل کی۔ نواز شریف نے اس مہم کے لیے ایک کروڑ روپے کا عطیہ دیا۔ میاں نواز شریف کی اس سکیم پر عوام نے بھرپور جواب دیا۔ 9 جون 1999ء تک اس سکیم کے تحت تقریباً 17 ارب روپے جمع ہو چکے تھے۔

4۔ غیر ممالک میں مقیم پاکستانیوں کو پاکستان میں ووٹ کا حق

حکومت پاکستان نے غیر ملکوں میں مقیم پاکستانیوں کو پاکستان کے استحکام میں دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے اگست 1997ء میں ووٹ ڈالنے کا حق دے دیا جس سے غیر ممالک میں مقیم پاکستانیوں کی اپنے ملکی معاملات میں شرکت کا احساس پیدا ہو گیا۔

5۔ فلور کراسنگ پر پابندی

چودھویں ترمیم جو فلور کراسنگ سے متعلق تھی۔ یہ ترمیم پارٹی لیڈروں کے مفاد میں تھی کیونکہ اراکین اسمبلی اپنے لیڈر کے خلاف بغاوت نہیں کر سکتے تھے۔ میاں نواز شریف حکومت نے 1973ء کے آئین میں چودھویں ترمیم کر کے اراکین اسمبلی کے پارٹی تبدیل فلور کراسنگ (Floor Crossing) کرنے پر پابندی لگا دی۔ اس ترمیم کے تحت ایسے منتخب رکن اسمبلی کو

پابند کیا گیا کہ وہ صرف اپنے لیڈر ہی کو اپنا ووٹ دے سکے گا۔ اگر کوئی رکن اس کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے پارٹی سے نکال دیا جائے گا۔

6۔ 1998ء کی مردم شماری

پاکستان میں 1981ء کے بعد مردم شماری نہیں کروائی جا سکی تھی کیونکہ لسانی گروپ اپنی آبادی زیادہ دکھانے کے لیے مداخلت کرتے تھے۔ میاں نواز شریف حکومت نے 1998ء کی مردم شماری کا اہتمام کیا۔ اس مردم شماری کے تحت ملک کی آبادی 13 کروڑ افراد سے زائد تھی۔

7۔ نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان

وفاقی وزیر تعلیم سید غوث علی شاہ نے مارچ 1998ء میں نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا جس کے تحت 2010ء تک 21 نئی یونیورسٹیاں، 305 سیکنڈری سکول، 126 پولی ٹیکنیکل کالج، 45 ہزار پرائمری سکول اور 20 ہزار مسجد مکتب قائم کرنے کا عزم کیا گیا تھا۔

8۔ لاہور اسلام آباد موٹر وے

میاں نواز شریف حکومت نے جنوبی ایشیا کی طویل ترین لاہور اسلام آباد موٹر وے بنا کر ایک بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ موٹر وے کا یہ منصوبہ میاں نواز شریف کے پہلے دور حکومت کا تھا مگر اس کی تکمیل دوسرے دور حکومت میں ہوئی۔ میاں نواز شریف نے 26 نومبر 1997ء میں موٹر وے کی تکمیل پر اس کا باقاعدہ افتتاح کیا۔

9۔ 1973ء کے آئین سے 58-2-B شق کا خاتمہ

آئین میں تیرھویں ترمیم

میاں نواز شریف دوسرے دور حکومت میں ان کو ایوان میں دو تہائی اکثریت حاصل تھی۔ اس لیے انھوں نے آئین میں تیرھویں ترمیم پاس کروا کر صدر سے 58-2-B کے اختیارات واپس لے لیے جس کے تحت وہ اسمبلی اور حکومت کو برطرف کر سکتا تھا۔ یہ ترمیم یکم اپریل 1997ء کو پاس کی گئی

10۔ ایٹمی دھماکے

بھارت نے مئی 1998ء کے وسط میں راجستھان میں پانچ ایٹمی دھماکے کیے۔ ان دھماکوں کے فوراً بعد بھارتی حکومت نے پاکستان کو دھمکانا شروع کر دیا۔ بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں نواز شریف نے فوج کے سربراہ جہانگیر کرامت کی بھرپور تائید سے ایٹمی دھماکے کرنے کا فیصلہ کر لیا اور 28 مئی 1998ء کو چاغی میں 50 کلوٹن وزن کے پانچ دھماکے کر کے بھارت کی برتری کے خواب خاک میں ملا دیے۔ اس طرح پاکستان دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت بن گیا۔

-11 اعلان لاہور

پاک بھارت کشیدگی کے باوجود دونوں ملکوں کے مذاکرات جاری رہے یہاں تک کہ بھارتی وزیر اعظم واجپائی نے پاکستان کے دورے کا اظہار کیا چنانچہ نواز شریف نے واجپائی کو پاکستان آنے کی دعوت دی۔ بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی 1999ء میں بس کے ذریعے خیر سگالی کا پیغام لے کر لاہور آئے۔ میاں نواز شریف نے واہگہ بارڈر پر ان کا استقبال کیا۔ پاک بھارت کے دونوں لیڈروں نے آپس کے تعلقات معمول پر لانے کے لیے کئی اقدامات کا اعلان کیا اور ایک مشترکہ اعلامیہ پر بھی دستخط کیے۔ جسے "اعلان لاہور" کا نام دیا گیا۔

-12 واپڈا میں فوج کی آمد

وزیر اعظم میاں نواز شریف نے 1999ء میں کرپشن ختم کرنے اور چوری ہوئی لوڈ شیڈنگ کو کم کرنے کے لیے "واپڈا" کو فوج کے حوالے کر دیا جس کے بہت حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے۔

-13 کارگل پر لشکر کشی

جنرل پرویز مشرف نے 1999ء میں کارگل پر لشکر کشی کر دی۔ اس کی جنگی اہمیت یہ تھی کہ یہاں سے گولہ باری کر کے سری نگر اور سیاچن کے درمیان رابطہ منقطع کیا جا سکتا تھا۔ امریکی خارجہ کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں صدر کلنٹن سے مطالبہ کیا گیا کہ کارگل سے مجاہدین اور پاکستانی فوج کی واپسی تک پاکستان کی امداد روک دی جائے۔ امریکی صدر بل کلنٹن کی مداخلت پر پاکستانی افواج کو مقبوضہ علاقوں سے واپس جانا پڑا۔

-14 نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ

12 اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز مشرف نے میاں نواز شریف کا اقتدار ختم کر کے صوبائی اسمبلیاں، قومی اسمبلی اور آئین کو معطل کر دیا۔ اور عبوری آئین PCO کا اعلان کیا اور وہ چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے ملک کے فوجی سربراہ بن گئے۔ خصوصی عدالت نے طیارہ اغوا کیس میں نواز شریف کو کسی بھی پبلک عہدے کے لیے نااہل، جرمانے اور قید کی سزا سنائی۔ سعودی حکومت کی مداخلت پر انھیں جلاوطن کر کے سعودی عرب روانہ کر دیا گیا۔

پاکستان بطور ایٹمی طاقت

(Pakistan's Emergence as a Nuclear Power)

سوال18: پاکستان کے جوہری پروگرام کی وضاحت کریں۔

جواب: پاکستان میں ایٹمی توانائی کا آغاز

جب ذوالفقار علی بھٹو نے 1971ء میں اقتدار میں آئے تو انھوں نے کہا۔ "ایٹمی سائنس ہماری ترقی اور دفاع کے لیے بہت اہم ہے ہم ایٹمی توانائی پر امن مقصد کے لیے حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں۔ ہم ایٹمی توانائی کو جنگی مقصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتے بلکہ اپنے ملک کی بہتری اور ترقی کے لیے حاصل کرنا چاہتے ہیں"۔ اس طرح پاکستان میں ایٹمی

توانائی کے حصول پر کام 1971ء سے شروع ہو گیا تھا۔

1۔ پاکستان کا پہلا ایٹمی بجلی گھر

پاکستان میں 1971ء میں ایٹمی توانائی متعارف ہوئی جب 1992ء میں کراچی میں پاکستان کا پہلا ایٹمی بجلی گھر 137 میگاواٹ کا پہلا پلانٹ "کینپ" کے نام سے قائم کیا گیا۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی صنعتی ترقی کے لیے ایٹمی توانائی کا حصول بہت ضروری ہے۔ پاکستان میں دوسرا ایٹمی بجلی گھر چشمہ کے مقام پر لگایا گیا جسے چشمہ نیوکلیئر پاور پروجیکٹ کا نام دیا گیا اور اسے نیشنل گرڈ کے ساتھ 13 جون 2000ء میں منسلک کیا گیا۔ اس کی پیداواری صلاحیت 325 میگاواٹ ہے۔

2۔ بھارت کا پہلا ایٹمی دھماکہ

بھارت اپنی ایٹمی ٹیکنالوجی کو مسلسل ترقی دے رہا تھا۔ بھارت نے 1974ء میں راجستھان کے صحرا میں پہلا ایٹمی دھماکہ کر کے پاکستان کو دبانے کی کوشش کی۔ بھارتی وزیر داخلہ ایڈوانی نے بیان دیا کہ اگر پاکستان نے کشمیر میں مداخلت بند نہ کی تو بھارت پاکستان کے ساتھ جنگ بھی کر سکتا ہے۔ بھارت کے ایٹمی دھماکے سے جنوبی ایشیا میں طاقت کا توازن خراب ہو گیا۔ اس طرح بھارت ایٹمی طاقت رکھنے والا چھٹا ملک بن گیا۔

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

3۔ ایٹمی توانائی کے حصول میں پاکستان کی کوشش

پاکستان نے بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے بعد ایٹمی طاقت کے حصول کے لیے کوششیں تیز کر دیں۔ پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے فرانس سے ایٹمی ری پراسسنگ پلانٹ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ 1976ء میں دونوں ممالک کے درمیان پلانٹ کی خریداری کا معاہدہ ہو پایا۔ تکمیل پہنچ گیا۔ ایٹمی ری پراسسنگ پلانٹ کی کل قیمت چالیس کروڑ ڈالر طے کی گئی۔ پاکستان نے فرانس کو پلانٹ کی کل قیمت میں سے دس کروڑ ڈالر کی پہلی قسط کی ادائیگی فوری طور پر کر دی۔

4۔ ایٹمی طاقتوں کا دباؤ

پاکستان اور فرانس کے درمیان ایٹمی ری پراسسنگ پلانٹ کا معاہدہ بھارت، روس، امریکہ اور دوسری ایٹمی طاقتوں کو ناگوار گزرا۔ چنانچہ ان ممالک نے فرانس پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ پاکستان کو یہ پلانٹ فروخت نہ کرے۔ فرانس نے معاہدے کے باوجود مجبوراً پلانٹ کی فراہمی سے انکار کر دیا۔

5۔ یورینیم افزودگی کی تکنیک میں مہارت

جنرل محمد ضیاء الحق کے دور حکومت میں پاکستان کے ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ایٹمی پروگرام پر کام جاری رکھا۔ انھوں نے 1984ء میں یورینیم کو افزودہ کرنے کی تکنیک میں مہارت حاصل کرنے کا اعلان کیا۔

6۔ بھارت کا پروپیگنڈہ

ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کے یہ اعلان کرنے کے بعد بھارت نے پاکستان کے جوہری پروگرام کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور پاکستان پر الزام لگایا گیا کہ وہ امریکی F-16 اور فرانسیسی میراج طیاروں کے ذریعے ایٹمی ہتھیار بھارت کے خلاف استعمال کر سکتا ہے اور اس طرح وہ بھارت کے بڑے شہروں کو ایٹمی نشانہ بنا سکتا ہے۔

7۔ ایٹمی ری ایکٹر بنانے کی صلاحیت

پاکستان نے ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کے زیر نگرانی ایٹمی پروگرام جاری رکھا انھوں نے 1989ء میں "ایٹمی ری ایکٹر" بنانے کی صلاحیت حاصل کرنے کا اعلان کیا۔

8۔ امریکہ کا دوہرا معیار

پاکستان اور بھارت نے اپنے ایٹمی پروگرام جاری رکھے۔ 1974ء میں بھارت نے اپنے صوبہ راجستھان میں دھماکہ کر کے اپنی ایٹمی طاقت ہونے کا ثبوت دیا۔ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک نے اس کے اس رویے کو نظر انداز کر دیا۔ مگر جب پاکستان نے ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کی تو اسے پریسلر ترمیم کی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

9۔ بھارتی ایٹمی دھماکے

جب بھارت میں 1998ء میں "بھارتیہ جنتا پارٹی" (BJP) اقتدار میں آئی تو اس نے بھارت کی ایٹمی صلاحیت میں برتری ثابت کرنے کے لیے 11 مئی 1998ء کو پوکھران (راجستھان) کے صحرا میں پانچ ایٹمی دھماکے کر کے اس خطے میں اپنی ایٹمی برتری ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

10۔ بل کلنٹن کا سیاسی دباؤ

امریکی صدر بل کلنٹن نے پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف پر دباؤ ڈالا کہ وہ بھارتی جارحیت کے جواب میں دھماکے نہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کی اقتصادی امداد بند کر دی جائے گی مگر وزیر اعظم نواز شریف نے امریکی صدر بل کلنٹن کی دھمکی کو نظر انداز کر دیا۔

11۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکے

پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف نے عالمی دباؤ کے باوجود اپنی عوام کے مطالبے پر قومی غیرت اور اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے 28 مئی 1998ء کو بلوچستان کے مقام چاغی کے پہاڑوں میں بھارت کے پانچ دھماکوں کے مقابلے میں سات دھماکے کر کے اپنی برتری قائم کر لی۔ اس طرح پاکستان دنیا کا ساتواں اور مسلم دنیا کا پہلا ایٹمی ملک بن گیا۔

12۔ یوم تکبیر

پاکستان نے چاغی کے پہاڑوں میں جیسے ہی ایٹمی دھماکے کیے تو سرزمین پاکستان پر "اللہ اکبر" کا نعرہ گونجا، پاکستانی قوم کا سر فخر سے بلند ہو گیا اور دشمن کا غرور خاک میں مل گیا۔ پاکستانی قوم ہر سال 28 مئی کو "یوم تکبیر" پورے وقار اور جوش و خروش کے ساتھ مناتی ہے۔

12 اکتوبر 1999ء کے فوجی قبضے کی وجوہات

The Causes of Military take-over of 12th October 1999

س19۔ 12 اکتوبر 1999ء کے فوجی قبضے کی وجوہات تحریر کریں۔

جواب: 12 اکتوبر 1999ء کے فوجی قبضے کی وجوہات

پاکستان مسلم لیگ نے 3 فروری 1997ء کے انتخابات میں کامیابی حاصل کی۔ نواز شریف نے بحیثیت وزیر اعظم حلف اٹھایا۔ میاں نواز شریف کے دوسرے دور حکومت میں کئی ایک اہم واقعات رونما ہوئے جنہوں نے پاکستانی تاریخ پر گہرے نقوش چھوڑے۔ ان میں سب سے اہم واقعہ جنرل پرویز مشرف کی معطلی اور نواز شریف کی اقتدار سے بے دخلی ہے۔ فوج نے 12 اکتوبر 1999ء کو نواز شریف کی حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ 12 اکتوبر 1999ء کے فوجی قبضے کی اہم وجوہات ذیل میں بیان کی گئی ہیں۔

1۔ عدلیہ، نواز شریف تناؤ

نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ اور فوجی قبضے کی اہم وجہ عدلیہ اور نواز شریف حکومت کا ٹکراؤ تھا۔ 1997ء کے آغاز میں نواز شریف حکومت نے انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتیں قائم کرنے کا قانون کثرت رائے سے پاس کیا تو چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ نے اسے عدلیہ کا متوازی نظام قرار دیا۔

2۔ نوٹیفکیشن کی معطلی

نواز شریف حکومت نے ستمبر 1997ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد 17 سے کم کر کے 12 کر دی تو سپریم کورٹ نے حکومت کے اس آرڈیننس کو معطل کر دیا جس سے حکومت اور عدلیہ کے درمیان تنازعہ شروع ہو گیا۔

3۔ 58-2-B کا خاتمہ اور سیاسی تناؤ

میاں نواز شریف جب دوسری مرتبہ اقتدار میں آئے تو انہیں ایوان میں دو تہائی اکثریت حاصل تھی تو انہوں نے 1973ء کے آئین کی دفعہ 58-2-B کو تیرھویں آئینی ترمیم کے ذریعے ختم کر کے صدر کے اسمبلی توڑنے کے اختیار کو ختم کر دیا۔ اس ترمیم سے صدر کے اختیارات بہت کم ہو گئے بعض سیاسی جماعتوں نے اس اقدام کو پسند نہیں کیا، جس سے ملک میں سیاسی کشیدگی میں اضافہ ہوا۔

4۔ اعلان واشنگٹن

مئی 1999ء میں مجاہدین نے کارگل کی چوٹیوں پر قبضہ کر لیا جس پر پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ چھڑ گئی بھارتی

جاتی ہے۔ مقامی سطح پر مقامی نمائندے پالیسیاں بناتے ہیں اور ان کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔

تاریخی پس منظر

لارڈ رپن

قیامِ پاکستان سے بعد لارڈ رپن ہی کے بنیادی حکومتوں کے نظام کو اختیار کیا گیا۔ پاکستان میں مقامی حکومتوں کے نظام کا تاریخی پس منظر ذیل میں بیان کیا جاتا ہے
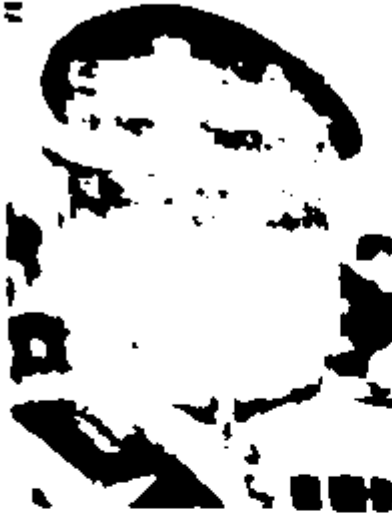
وائسرائے لارڈ رپن کا مقامی حکومتوں کا نظام

انگریزی عہد حکومت میں وائسرائے ہند لارڈ رپن نے جنوبی ایشیا میں 1884ء میں ایک ایکٹ کے ذریعے مقامی حکومتوں کا نظام نافذ کیا۔ اس نے ضلع اور تحصیل کی سطح پر مقامی بورڈ قائم کیے تاکہ عوام کے مسائل مقامی سطح پر حل ہو سکیں لیکن چونکہ ان بورڈوں کے پاس نہ وسائل تھے نہ اختیارات لہٰذا یہ نظام کامیاب نہ ہو سکا۔

صدر ایوب خاں کا بنیادی جمہوریتوں کا نظام

جنرل ایوب خان نے "بنیادی جمہوریتوں کا حکم نامہ" 27 اکتوبر 1959ء کو جاری کیا اور مقامی حکومتوں کو "بنیادی جمہوریتوں" کا نام دیا گیا۔ "بنیادی جمہوریتوں" کا مقصد یہ بتایا گیا کہ اس سے اختیارات نچلی سطح تک منتقل ہوں گے اور عوام کے مسائل مقامی سطح پر حل ہوں گے لیکن کوئی بھی حکومتی پالیسی ہو اسے نیچے تک نافذ کیا جائے تو عوام کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں۔ عوام کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکا چنانچہ "بنیادی جمہوریتوں" کو بھی ایک انتخابی ادارے کے طور پر استعمال کیا جانے لگا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کی تبدیلی کے ساتھ ہی "بنیادی جمہوریتوں" کا نظام بھی ختم کر دیا گیا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں بھی مقامی حکومتوں کا کوئی موثر نظام نہ بن سکا۔

جنرل ضیاء الحق کے دور میں مقامی حکومتوں کا نظام

جنرل ضیاء الحق کے عہد حکومت میں مقامی حکومتوں کے نظام کو پھر سے نافذ کیا گیا۔ اس نظام حکومت کے تحت دو دفعہ انتخابات بھی کرائے گئے۔ اب کے یہ نظام مضبوط بنیادوں پر استوار کیا گیا لہٰذا یہ کئی سال تک مرحلہ وار ترقی کرتا رہا۔ مگر عوام کی اکثریت کو اس نظام کا کوئی خاطر خواہ فائدہ حاصل نہ ہو سکا۔

لوکل گورنمنٹ پلان 2000ء

جنرل پرویز مشرف نے مقامی حکومتوں کے نظام میں واضح تبدیلیاں لانے کا اعلان کیا تاکہ اقتدار عوام کی نچلی سطح تک منتقل ہو سکے۔ مقامی حکومتوں کا یہ نظام تین درجاتی حکومتوں پر مشتمل ہے۔

(i) ضلعی حکومتیں (ii) تحصیل کی حکومتیں (iii) یونین کونسل کی حکومتیں

مقامی حکومتوں کے اس نئے نظام کے تحت دسمبر 2000ء اور اگست 2001ء کے درمیان مرحلہ وار انتخابات کرائے گئے اور 14 اگست 2001ء کو اس نظام نے کام کرنا شروع کر دیا۔

۲۔ ضلع کے سالانہ ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی بھی اسی کی ذمہ داری ہے۔

۳۔ یہ ضلع کونسل میں بجٹ پیش کرتا ہے اور ضلع میں دیگر سرگرمیاں سرانجام دیتا ہے۔

۲۔ نائب ناظم

نائب ناظم ضلع کونسل کا سربراہ ہوتا ہے۔ نائب ناظم کا انتخاب ضلع کونسل کے اراکین چار سال کے لیے کرتے ہیں۔ تعلیمی قابلیت نائب ناظم کی بھی کم از کم میٹرک ہے۔ اور اسی ضلع کا رہنے والا ہو اور کم از کم پچاس فیصد سے زیادہ ووٹ حاصل کرے۔

فرائض

۱۔ نائب ناظم کونسل کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔

۲۔ یہ دوران اجلاس ہر قسم کا نظم وضبط قائم رکھتا ہے۔

۳۔ ضلع کونسل

متعلقہ ضلع کے اندر تمام یونین کونسلوں کے ناظم بلحاظ عہدہ ضلع کونسل کے ممبر ہوتے ہیں۔ ضلع کونسل کے اراکان کی کل تعداد کی تینتیس فیصد نشستیں عورتوں کے لیے پانچ فیصد کسانوں اور مزدوروں کے لیے اور پانچ فیصد اقلیتوں کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔

ضلع کونسل کے فرائض

۱۔ ضلع کونسل کو قانون سازی کا اختیار ہوتا ہے۔

۲۔ ضلع کونسل، ضلع حکومت کے لیے بجٹ کی منظوری دیتی ہے۔

۳۔ اسے ضلع کے اندر ہر قسم کے ٹیکس لگانے اور ان میں کمی بیشی کا اختیار ہوتا ہے۔

۴۔ وہ مخصوص کمیٹیوں کے ذریعے ضلعی انتظامیہ کے معاملات کی نگرانی کرتی ہے۔

۵۔ ضلع کونسل بے شمار کمیٹیوں کا انتخاب کرتی ہے۔

۶۔ وہ ضلع حکومت کی پیش کردہ تجاویز اور منصوبوں کی منظوری دیتی ہے۔

۴۔ ضلعی انتظامیہ

ضلعی انتظامیہ ایک رابطہ آفیسر کے ذریعے چلائی جاتی ہے جو گریڈ 19 یا 20 کا سرکاری ملازم ہوتا ہے۔ جس کی تقرری صوبائی حکومت کرتی ہے اور اسے ضلعی رابطہ آفیسر (D.C O) کہا جاتا ہے۔ ضلعی رابطہ آفیسر کی معاونت کے لیے ہر محکمہ کا ایک سربراہ ہوتا ہے جسے ضلعی انتظامی آفیسر (E.D.O) کہا جاتا ہے۔ ضلعی انتظامیہ میں 12 محکمے ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ انسانی وسائل۔ ۲۔ سول ڈیفنس۔ ۳۔ زراعت و جنگلات۔

۴۔ دیہی ترقی۔ ۵۔ تعمیر۔ ۶۔ امورِ دیہات/منصوبہ بندی۔
۷۔ صحت۔ ۸۔ انفارمیشن۔ ۹۔ قانون۔
۱۰۔ خواندگی۔ ۱۱۔ نظم و ضبط۔ ۱۲۔ مالی و ریونیو خدمات

ضلعی رابطہ آفیسر (D.C.O) کے فرائض

(ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر) "ڈی سی او" کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ ضلع کے تمام محکموں سے رابطہ رکھ کر ان کو قانون کے مطابق چلانا۔
۲۔ ضلع میں مناسب منصوبہ بندی کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ کو موثر بنانا۔
۳۔ ضلع میں تمام منصوبوں کی تیاری کرنا، ضلع کونسل سے منظوری حاصل کرنا اور نگرانی کرے۔
۴۔ ضلع ناظم کی انتظامی و مالی فرائض کی انجام دہی میں مدد کرے۔
۵۔ ضلع کے لیے بجٹ تیار کر کے ضلع کونسل سے منظوری حاصل کرنا۔

ضلع انتظامی آفیسر (E.D.O) کے فرائض

(ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر) "ای ڈی او" کے فرائض حسب ذیل ہیں

۱۔ اپنے محکمہ کی کارکردگی کو بڑھاتا ہے۔
۲۔ اپنے محکمے کی عوامی خدمت کے ضمن میں کارکردگی کو بڑھاتا ہے۔
۳۔ ضلع کی نگران کمیٹیوں کو محکمہ سے متعلق اطلاعات بہم پہنچاتا ہے۔
۴۔ وفاقی و صوبائی حکومتوں کے قوانین بشمول ٹیکس قوانین کو لاگو کرتا ہے۔
۵۔ اپنے محکمہ کی ترقی کے منصوبے تیار کرتا ہے۔

انتخابات 2002ء اور بحالی جمہوریت

Election 2002 and Restoration of Democracy

سوال 24۔ درج ذیل پر نوٹ تحریر کریں۔

(الف) انتخابات 2002ء اور بحالی جمہوریت

(ب) لیگل فریم ورک آرڈر، وجہ تنازعہ اور انتخاب 2008ء

جواب: **ارکان اسمبلی کے لیے بی۔اے کی شرط**

جنرل پرویز مشرف نے اکتوبر 2002ء میں عام انتخابات منعقد کروائے۔ پاکستان کے ان انتخابات میں اسمبلی کے امیدوار کا گریجوایٹ (بی۔اے۔پاس) ہونا کی شرط عائد کی گئی۔ جنرل مشرف نے نومبر 2002ء میں صدر مملکت کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

شوکت عزیز　　　　پرویز مشرف

1۔ جی۔ ڈی۔ پی میں اضافہ
پرویز مشرف اور شوکت عزیز نے جی۔ ڈی۔ پی میں اضافے پر خصوصی توجہ دی۔ اس میں 7 فیصد اضافہ ہوا۔

2۔ نئی صنعتوں کا قیام
شوکت عزیز نے ایسی اقتصادی پالیساں بنائیں کہ غیر ملکی سرمایہ کاری کو ترغیب ملی جس سے ملک میں نئی صنعتیں قائم ہوئیں۔

3۔ سرمایہ کاری کی ترغیب
شوکت عزیز حکومت نے غیر ملکی سرمایہ داروں اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو سرمایہ کاری کی درخواست کی کہ وہ پاکستان کے مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کریں تاکہ پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔ اس طرح ملک کی سرمایہ کاری میں 22 فیصد اضافہ ہوا۔

4۔ ملکی خسارہ میں کمی
پرویز مشرف اور شوکت عزیز کے دور حکومت سے پہلے ملکی خسارہ 7 فیصد تھا، جو کم ہو کر 4.5 فیصد ہو گیا۔

5۔ غربت میں کمی
ملک میں غربت 32 فیصد سے کم ہو کر 20 فیصد تک ہو گئی۔

6۔ توانائی کا حصول
ملک میں بجلی مہیا کرنے اور بجلی کی کمی پوری کرنے کے لیے ہائیڈل پاور پیداوار اور تھرمل پلانٹس کو گیس اور کوئلے کے پلانٹس میں تبدیل کرنے کی منصوبہ سازی کی گئی۔

باب ۵

پاکستان کے خارجہ تعلقات

تدریسی مقاصد

- پاکستان کی خارجہ
- پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہم مقاصد
- پاکستان کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات
- مسئلہ کشمیر کی ابتدا اور حالات
- پاکستان کے اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے رکن ممالک کے ساتھ تعلقات
- مصر، لیبیا، ملائیشیا، متحدہ عرب امارات کے ساتھ پاکستان کے تعلقات
- پاکستان کے وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات
- پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات
- پاکستان کے امریکا، چین، برطانیہ، یورپی یونین، روس اور جاپان کے ساتھ تعلقات
- اقوام متحدہ کی تشکیل، تنظیم اور مقاصد
- اقوام متحدہ کے بنیادی ادارے اور ان کے مقاصد
- دنیا میں قیام امن کے لیے پاکستان کا کردار

پاکستان کے خارجہ تعلقات

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد

Objectives of Pakistan Foreign Policy

سوال1۔ خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد کی وضاحت کیجیے۔

جواب: خارجہ پالیسی کی تعریف

خارجہ پالیسی سے مراد ہے: "دنیا کے دوسرے ممالک سے تعلقات قائم کرنا، انہیں فروغ دینا اور اپنے قومی مفادات کے

اصول سے مراد بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات کرنا" ہے۔ آج کی دنیا میں کوئی بھی ملک اپنے آپ کو تنہا نہیں رکھ سکتا۔ اسے لازماً دوسرے ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات قائم رکھنا ہوتے ہیں۔ انہی تعلقات کی بنیاد پر خارجہ پالیسی کی بنیاد بنتی ہیں۔

اس کی ایک تعریف یوں بھی کی گئی ہے

ہر ملک اپنے نظریاتی، تاریخی، سیاسی، اقتصادی اور جغرافیائی حالات کے پیش نظر دوسرے ممالک سے جو تعلقات قائم کرتا ہے وہ اس ملک کی خارجہ پالیسی کہلاتی ہے۔

لارڈ پامرسٹن کے مطابق

"بین الاقوامی تعلقات میں نہ کوئی مستقل دوست ہوتا ہے اور نہ دشمن بلکہ استقلال صرف قومی مفادات کو حاصل ہوتا ہے۔ ایک ریاست کی خارجہ پالیسی صرف قومی ضرورتوں کے تحت ترتیب دی جاتی ہے۔"

قائداعظم اور پاکستان کی خارجہ پالیسی

فروری 1948ء میں امریکی عوام کے نام (تقریری پیغام) کے ذریعے قائداعظم نے بتایا کہ "پاکستان کی خارجہ پالیسی امن بقائے باہمی اور ہمسایوں سے بہتر تعلقات پر مبنی ہوگی۔"

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد

عہد حاضر میں انسان کی ترقی و بہبود کے لیے تعلقات کی وسعت و اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ کوئی بھی فرد، قوم یا ملک دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار کیے بغیر ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ پاکستان 14 اگست 1947ء کو معرض وجود میں آیا تو اس وقت خارجہ پالیسی کے دو اہم مقاصد تھے۔

اول   پاکستان کی سلامتی۔

دوم   تمام ممالک خصوصاً اسلامی ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات۔

تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان مقاصد میں وسعت آتی گئی۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے چند ایک مقاصد درج ذیل ہیں۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول

1۔ علاقائی خودمختاری اور سالمیت کا تحفظ

قائداعظم نے فرمایا "ہماری خارجہ پالیسی دنیا کی تمام قوموں کے ساتھ دوستی اور خیرسگالی کے جذبات کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہم کسی ملک یا قوم کے خلاف کوئی جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔"

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم اور بنیادی مقصد ملک کی سرحدوں، آزادی اور خودمختاری کی حفاظت کرنا ہے۔ پاکستان نے ملکی دفاع و خارجہ پالیسی کی بنیاد اور دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات میں قومی سلامتی کو ہمیشہ اہمیت دی۔ آج بھی پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی نصب العین قومی سلامتی ہے۔

2۔ اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل

قائداعظمؒ کا فرمان ہے "ہم قومی و بین الاقوامی امور و معاملات میں انصاف اور دیانت کے اصول پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم دنیا کی قوموں کے درمیان امن اور خوشحالی کے لیے اپنا پورا کردار ادا کریں گے۔"

پاکستان اقوام متحدہ کے چارٹر سے مکمل اتفاق کرتا ہے اور اس پر سختی سے پابند ہے۔ پاکستان دوسرے ممالک کی علاقائی سالمیت کا احترام کرتا ہے اور دوسرے ممالک سے بھی یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی پاکستان کی قومی سلامتی کا احترام کریں۔ پاکستان اقوام متحدہ کے چارٹر کا پابند ہے اور طاقت کے استعمال سے تنازعات حل کرنے کا مخالف ہے۔

3۔ نظریاتی مقاصد

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کی بنیاد نظریہ اسلام ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا مقصد پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہے۔ پاکستان کا استحکام بھی نظریہ پاکستان کے استحکام میں مضمر ہے۔ یہ اپنے نظریے کا تحفظ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلق قائم کر کے ہی کر سکتا ہے۔ علامہ اقبالؒ مذہب اسلام کو امت مسلمہ کے اتحاد کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں، فرماتے ہیں ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

4۔ اقتصادی ترقی

پاکستان ایک ترقی پسند ملک ہے اور معاشی طور پر اپنی ترقی چاہتا ہے لہٰذا پاکستان ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے جن کے ساتھ تجارت کر کے یا جن ممالک سے معاشی مدد حاصل کر کے معاشی طور پر ترقی کر سکے۔ نئے اقتصادی رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں اہم تبدیلیاں کی ہیں، خصوصاً آزاد تجارت، آزاد اقتصادیات اور نجکاری کو اپنایا ہے۔

5۔ ثقافتی ترقی

پاکستان ایک اسلامی ملک اور اسلامی تہذیب و ثقافت کا علمبردار ہے۔ اس لیے پاکستان کی خارجہ پالیسی پر مختلف ثقافتی عوامل کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ اقوام عالم کی طرح پاکستانی قوم بھی اپنی ثقافت کی حفاظت اور اسے اُجاگر کرتی ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی اقدار کی آئینہ دار ہے۔ ہماری اسلامی ثقافت میں رواداری، احترام انسانیت، شرم و حیا اور سادگی نمایاں پہلو ہیں۔

6۔ اسلامی ممالک کا اتحاد

پاکستان اسلامی ملک ہے، اس کے تینوں دساتیر میں اسلامی ملکوں کے ساتھ قریبی تعلقات پر زور دیا گیا ہے۔ اسی لیے پاکستان نے ہمیشہ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کیے ہیں۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور اقتصادی

تعاون کی تنظیم کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

[illegible]

7۔ امن و رواداری کا فروغ

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا مقصد دنیا میں امن و رواداری کو فروغ دینا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ سامراجی طاقتوں کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ مظلوم اور مغلوب اقوام کی حمایت کی ہے ان میں فلسطین، قبرص، بوسنیا، کشمیر، ایتھوپیا، افغانستان اور عراق بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

[illegible]

8۔ آزاد خارجہ پالیسی

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی نصب العین یہ ہے کہ پاکستان سب کا دوست ہے اس کی کسی سے دشمنی اور مخالفت نہیں ہے۔ پاکستان اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعہ ایسے ممالک کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات استوار کرنا چاہتا ہے۔

9۔ عدم مداخلت کی پالیسی

پاکستان دنیا میں کسی بھی قسم کی جارحیت کے خلاف ہے۔ پاکستان عدم مداخلت لہٰذا کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات سے گریز کی پالیسی پر گامزن ہے۔

10۔ غیر جانبداری کی پالیسی

غیر جانبداری پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم ستون ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ مختلف بلاکوں کی بجائے غیر جانبداری کو ترجیح دی اور کسی کے اغراض و مقاصد کا آلہ کار نہیں بنا۔ پاکستان غیر جانبدار ملکوں کی تنظیم N.A.M. کا اہم رکن شمار کیا جاتا ہے۔

11۔ نسلی امتیاز کا خاتمہ

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا مقصد دنیا میں امن و آشتی کو فروغ ہے جو نسلی امتیاز کے خاتمہ سے ممکن ہے۔ ماضی میں بھی پاکستان نے جنوبی افریقہ، نمیبیا اور روڈیشیا میں سیاہ فام لوگوں کے ساتھ نسلی امتیاز کے خلاف آواز اٹھائی۔

12۔ تخفیف اسلحہ کی حمایت

پاکستان شروع سے ہی تخفیف اسلحہ کا حامی ہے۔ ہمیشہ پاکستان نے ان تمام بین الاقوامی کوششوں کی حمایت کی ہے جو تخفیف

اسلحہ کے لیے دی گئی ہیں۔ پاکستان جنوبی ایشیا کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک [illegible] کا خواہشمند ہے اور یہ تجویز ہندوستان کو کئی دفعہ پیش کر چکا ہے۔

پاکستان کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات

[illegible] Relations [illegible] Neighbouring [illegible]

سوال 2 پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین سے تعلقات [illegible] پر روشنی ڈالیے۔

جواب پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین سے تعلقات [illegible]

پاکستان اور چین ہمسایہ ممالک ہیں جن کی مشترکہ سرحد تقریباً [illegible] کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ دونوں ممالک کے باہمی تعلقات شاندار روایات اور قریبی دوستی پر مبنی ہیں۔ اکتوبر [illegible] میں عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے چند ماہ بعد پاکستان نے اسے تسلیم کر لیا اور بعد ازاں سفارتی تعلقات قائم کیے۔ علامہ اقبال نے چین کے بارے میں فرمایا

[illegible]

[illegible]

دوطرفہ تعلقات کا جائزہ

1955ء میں بنڈونگ کانفرنس (انڈونیشیا) میں پاکستانی و چینی وزرائے اعظم کی ملاقاتیں ہوئیں اور اس کے بعد ملاقاتوں کا یہ سلسلہ آج تک قائم ہے۔ دونوں ممالک کے دوطرفہ تعلقات کا جائزہ ذیل میں لیا گیا ہے۔

1۔ سرحدوں کا تعین

1961ء میں دونوں ممالک کے درمیان حد بندی کی کوشش کا آغاز ہوا جو 1963ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

2۔ اقوام متحدہ کی رکنیت

چین میں انقلاب آیا تو امریکہ اور دیگر مغربی ممالک نے مخالفانہ طرز عمل اختیار کیا پاکستان نے حقیقت پسندی اور حق پسندی کا ثبوت دیا اور چین کو تسلیم کیا۔ اقوام متحدہ میں اس رکنیت کی ہمیشہ حمایت کی اور اسے سلامتی کونسل کا مستقل رکن تسلیم کروایا۔

3۔ بھارت چین تنازعہ

8 ستمبر 1962ء میں چین اور بھارت کے درمیان نیفا اور لداخ میں تصادم ہوا تو پاکستان نے اپنے دوست ملک چین کی بھرپور سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت کی۔ چین نے بھارت کو دور کی طرف پسپا کر دیا اور اس کے بہت سارے علاقے پر قبضہ کر لیا بعد ازاں 21 نومبر 1962ء کو چین نے جنگ بندی کر دی۔

4۔ پاک بھارت جنگ

پاکستان اور بھارت کے درمیان کشمیر کے مسئلہ پر 1965ء اور 1971ء کی دو جنگیں ہو چکی ہیں۔ ہمارے ہمسایہ ممالک

-8 پاکستانی سربراہان کے دورے

سربراہان پاکستان نے بھارت کے کئی خیر سگالی دورے کیے۔ صدر جنرل پرویز مشرف نے 2005ء میں بھارت کا دورہ کیا۔ اسی طرح پاکستانی وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے دو طرفہ تعلقات کی بحالی کے لیے 2011ء میں بھارت کا دورہ کیا۔ حال ہی میں صدر آصف علی زرداری نے 2012ء میں بھارت کا دورہ کیا۔

-9 دونوں ممالک کے وفود کے تبادلے

دونوں ممالک نے فضا کو سازگار بنانے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں جن میں قیدیوں کی رہائی، ثقافتی اور ادبی وفود کے تبادلے، سیاستدانوں کے دورے، دانشوروں کے دورے، تاجروں کے دورے، عوام کے درمیان روابط کے ساتھ ساتھ کھیلوں کا اجرا جیسے اقدامات پاکستان اور بھارت کے درمیان مستقبل میں اچھے نتائج دے سکتے ہیں۔

پاک ایران تعلقات

سوال4۔ پاکستان اور اسلامی جمہوریہ ایران کے تعلقات کا جائزہ لیجیے۔

جواب: 1- پاک ایران تعلقات کا پس منظر:

پاکستان کے مغرب میں ایران ہمارا ہمسایہ مسلم ملک ہے۔ ایران کے ساتھ پاکستانی سرحد کی لمبائی تقریباً 800 کلومیٹر ہے۔ ایران کے ساتھ ہمارے صدیوں پرانے مذہبی، ثقافتی، تہذیبی اور تجارتی رشتے استوار ہیں۔

تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

-2 پاک ایران تعلقات

پاکستان کو آزادی کے بعد سب سے پہلے ایران نے تسلیم کیا اور سفارتی تعلقات قائم کیے۔ 1949ء میں پاکستان کے وزیراعظم نے ایران کا دورہ کیا۔ جس کے جواب میں شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ 1950ء میں کیا اور تجارتی روابط قائم ہوئے۔

پاک ایران دفاعی معاہدات

ایران اور پاکستان نے تجارتی اور ثقافتی سمجھوتے کرنے کے بعد ضروری سمجھا کہ دفاع کے شعبے میں بھی تعاون ہو۔ امریکا سے دونوں ممالک کے تعلقات بہت اچھے تھے اور دونوں کو سوویت یونین کی جانب سے خطرہ تھا۔ پاکستان، ایران، ترکی، عراق اور برطانیہ نے ایک دفاعی معاہدے پر دستخط کیے۔ جو معاہدہ بغداد کہلایا۔ امریکہ اس معاہدے کی پشت پناہی کر رہا تھا کہ 1958ء میں عراقی انقلاب کے بعد عراق معاہدہ سے باہر ہو گیا تو اسے سینٹو (CENTO) کا نام دیا گیا۔ دفاعی سمجھوتے پاکستان اور ایران کو ایک دوسرے کے بہت قریب لے آیا۔

-3 مسئلہ کشمیر

مسئلہ کشمیر پر ایران نے پاکستان کا ہمیشہ بھرپور ساتھ دیا اور پاکستان کے موقف کو سراہا۔ اقوام متحدہ کے اندر اور باہر کشمیری

پاک افغانستان تعلقات

سوال5۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات پر نوٹ لکھیں۔

جواب: 1۔ پاک افغانستان تعلقات کا پس منظر

افغانستان پاکستان کا پڑوسی اسلامی اور ایشیائی ملک ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان قدیم مذہبی، تاریخی، ثقافتی، سماجی اور جغرافیائی رشتے موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے پچاس سالوں میں پاکستان کی شدید خواہش رہی ہے کہ ایران کی طرح افغانستان کے ساتھ بھی تعلقات خوشگوار ہیں۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان موجود سرحد "ڈیورنڈ لائن" کہا جاتا ہے جس کی لمبائی ۲۲۵۲ کلومیٹر ہے۔

-2 تعلقات کی ابتدا

افغانستان نے پاکستان کو بڑی دیر سے تسلیم کیا اور فروری 1948ء میں تعلقات کی ابتدا ہوئی۔ پاکستان وجود میں آیا تو دونوں ملکوں میں تعلقات کا آغاز خوشگوار نہیں تھا۔

-3 پاک افغان سرحد

1893ء میں سیکرٹری وزارت خارجہ برطانوی ہند سر ڈیورنڈ نے افغان بادشاہ امیر عبدالرحمن سے مذاکرات کیے اور ایک معاہدہ لکھا گیا جس کی رو سے سرحد کا حتمی تعین کر دیا گیا۔ افغانستان نے ڈیورنڈ لائن کو بین الاقوامی سرحد مان لیا تھا جسے ڈیورنڈ لائن کہا جاتا ہے۔

-4 سمندری تجارت

افغانستان تمام اطراف سے خشکی میں گھرا ہوا ملک ہے۔ اسے سمندر تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ دوسرے ممالک سے تجارتی تعلقات کے قیام میں افغانستان کو دشواری پیش آ رہی تھی۔ حالات کو دیکھتے ہوئے پاکستان نے افغانستان کو راہداری کی سہولتیں دینے کا اعلان کیا۔ کراچی کی بندرگاہ سے سامان لانے اور لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔

-5 روس کی فوجی مداخلت

اپریل 1978ء میں افغانستان میں ایک فوجی انقلاب برپا ہوا اور دسمبر ۱۹۷۹ء میں روسی افواج کے افغانستان میں داخلے سے تعلقات میں دوبارہ تلخی پیدا ہوگئی۔ افغانستان حکومت نے مخالفین کو کچلنے کے لیے روسی فوج کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا جس کی وجہ سے لاکھوں افغان باشندے اپنا گھر چھوڑ کر پناہ حاصل کرنے کے لیے پاکستان میں داخل ہوئے۔ پاکستان کی حکومت نے انسانی اور اسلامی جذبے کے تحت انہیں پناہ دی۔

-6 روسی افواج کی واپسی

افغان عوام نے روسی فوجوں کو اپنے ملک سے باہر نکالنے کے لیے جہاد کا آغاز کیا تو پاکستان نے بھی ان کی حمایت کی۔ دوسری طرف اس مسئلہ کا سفارتی حل تلاش کرنے کے لیے بین الاقوامی رابطوں کا آغاز بھی ہوگیا۔ ۱۹۸۸ء میں اقوام متحدہ کی زیر نگرانی روس، پاکستان اور افغانستان کی حکومت کے درمیان معاہدہ جنیوا ہوا جس کی رو سے روس نے ۱۹۸۹ء میں فوجیں افغانستان سے واپس بلا لیں۔

-7 طالبان کی حکومت

اپریل ۱۹۹۲ء میں افغانستان میں مجاہدین کی حکومت قائم ہوگئی۔ جس کو حکومت پاکستان نے فوری طور پر تسلیم کر لیا۔

لیکن روس کے جانے کے بعد مجاہدین کے باہمی اختلافات کی وجہ سے ایک نئی سیاسی صورت حال پیدا ہو گئی۔ مجاہدین کے ایک گروپ "طالبان" نے افغانستان کے بیشتر حصے پر قبضہ کر کے افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم کی۔ پاکستان نے اسے تسلیم کیا۔

4۔ **افغانستان پر امریکی حملہ**

11 ستمبر 2001ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثے کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا۔ افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم کر دی گئی اور وہاں نئی حکومت قائم ہوئی۔ حکومت پاکستان نے نئی حکومت سے تعلقات قائم کر لیے۔ پاکستان نے افغانستان کی تعمیر نو کے لیے مالی امداد بھی دی اور مزید امداد دینے کا وعدہ بھی کیا۔

مسئلہ کشمیر کی ابتدا اور ارتقا

Genesis and development of Kashmir Issue

سوال 6۔ مسئلہ کشمیر کی ابتداء اور ارتقاء پر نوٹ تحریر کریں۔

جواب 1: **حدود اربعہ**

ریاست جموں و کشمیر پاکستان کے شمال میں برصغیر کی سب سے بڑی ریاست تھی۔ اس کی سرحدیں پاکستان کے علاوہ افغانستان، تبت اور چین سے بھی ملتی ہیں۔

2۔ **آبادی**

تقسیم ہند کے وقت کشمیر میں 96% اور جموں میں 80% مسلمان تھے۔

3۔ **ڈوگرا راج کا قیام**

مارچ 1846ء معاہدہ لاہور کی رو سے انگریزوں نے یہ ریاست ایک ڈوگرا راجا گلاب سنگھ کے ہاتھ صرف 75 لاکھ روپے میں فروخت کر دی تھی۔

4۔ **تحریک آزادی**

1930ء میں کشمیر کے مسلمانوں نے اس وقت کے ڈوگرہ راجا کے خلاف تحریک آزادی شروع کر دی۔ انگریزوں کی مدد سے اس تحریک کو زبردستی کچل دیا گیا۔

5۔ **کشمیر اور پاکستان**

ریاست جموں و کشمیر کے پاکستانی علاقوں کے ساتھ قدیم تاریخی اور جغرافیائی رابطے ہیں۔ پاکستان کی سرزمین کو سیراب کرنے والے اکثر دریا کشمیر سے نکلتے ہیں۔ مذہب اسلام کا روحانی تعلق کشمیریوں کے دلوں کو پاکستان کے ساتھ جوڑے ہوئے ہے۔ قائداعظم نے بجا طور پر فرمایا تھا: "کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے"۔

5۔ بھارتی سازش

تقسیم ہند کے وقت کشمیری عوام پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے تھے لیکن راجا نے آزادی کے متوالوں کو کچلنے کے لیے بھارت سے مدد مانگی تو بھارت نے فوراً اپنی فوجیں کشمیر میں اتار دیں اور ساتھ ہی راجا پر زور ڈالا کہ وہ بھارت کے ساتھ الحاق کا اعلان کر کے الحاق کی دستاویز پر دستخط کر دے تاکہ بین الاقوامی برادری کے سامنے اس عمل کے جواز کی سند پیش کی جا سکے لیکن راجا اس پر رضامند نہ ہوا۔ بھارتی حکومت نے اس مقصد کے لیے ایک دستاویز تیار کی اور اعلان کر دیا کہ راجا نے الحاق کی درخواست کی ہے جسے بھارت نے قبول کر لیا ہے۔

6۔ جنگ کا آغاز

بھارت کا یہ من گھڑت اعلان سنتے ہی کشمیری مجاہدین شعلہ جوالہ بن گئے وہ جانیں ہتھیلی پر رکھے بھارتی اور ڈوگرہ افواج کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ ریٹائرڈ فوجی افسروں نے مجاہدین کی قیادت کی۔ بھارت مجاہدین کے بڑھتے ہوئے قدم نہ روک سکا اس نے اقوام متحدہ سے جنگ بندی کی اپیل کی۔

7۔ مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل میں

بھارتی فوج جب کشمیری مجاہدین کے مقابلے میں شکست کھانے لگی۔ مسلمانوں نے جہاد میں شرکت کے لیے جموں کشمیر کا رُخ کرنا شروع کر دیا تو بھارت جنگ میں اپنی ناکامی دیکھ کر یہ مسئلہ سلامتی کونسل میں لے گیا بھارت نے وہاں یہ موقف اپنایا کہ کشمیر بھارت کا حصہ ہے کیونکہ اس کا باقاعدہ الحاق بھارت سے ہو چکا ہے۔ پاکستان نے بھارت پر حملہ کیا ہے کیونکہ کشمیر بھارت کا حصہ ہے۔ پاکستان نے بھارت کے اس موقف کو چیلنج کیا اور سلامتی کونسل پر زور دیا کہ کشمیر کے مستقبل کے فیصلے کا حق وہاں کے عوام کو ملنا چاہیے نہ کہ اس کے ہندو راجا کو۔ سلامتی کونسل نے مداخلت کر کے یکم جنوری 1949ء کو جنگ بند کروا دی۔

8۔ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ

سلامتی کونسل نے اپنی تمام قراردادوں (21 اپریل 1948ء۔ 13 اگست 1948ء اور 5 جنوری 1949ء) میں ریاست کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے استصواب رائے کو واحد حل قرار دیا۔ پاکستان کو یقین تھا کہ استصواب رائے میں کشمیر کے مسلم عوام پاکستان کے حق میں رائے دیں گے۔ کشمیر میں استصواب رائے اقوام متحدہ کی زیر نگرانی کروانے کا فیصلہ کیا گیا جسے پاکستان اور بھارت دونوں نے قبول کر لیا۔ سلامتی کونسل کی درخواست پر جنگ بندی ہوئی اقوام متحدہ نے جنگ بندی کی نگرانی اور خلاف ورزیوں کی روک تھام کے لیے اپنے مبصر تعینات کیے۔

9۔ بھارت کی ٹال مٹول کی پالیسی

بھارت کشمیر میں استصواب رائے کے مسئلے کو مسلسل ٹالتا رہا اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اس مقصد کے لیے اپنے مشن بھیجتی رہی۔ آسٹریلیا کے چیف جسٹس سر اوون ڈکسن 27 مئی 1950ء سے 23 اگست تک پاکستان اور بھارت کے اکابرین سے ملاقاتیں کرتے رہے لیکن بھارت کشمیر میں استصواب رائے کرانے کے لیے مخلص نہ تھا۔ اس نے کشمیر میں آزادانہ استصواب رائے کے لیے مشکلات پیدا کرنی شروع کر دیں۔ بھارت جانتا تھا کہ کشمیر کے عوام پاکستان کے حق میں

ارادیت دیں گے لیکن اس نے ٹال مٹول کی پالیسی جاری رکھی اور کشمیر میں فوج کی بڑی تعداد تعینات کر دی۔ بھارت نے کشمیر اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتے ہوئے استصواب رائے سے صاف انکار کر دیا۔ بالآخر سلامتی کونسل کے بعض ممالک نے اپنی ناکامی کا اعتراف کر لیا اس وجہ سے کشمیر کا مسئلہ ابھی تک حل طلب ہے۔

پاکستان کے اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے رکن ممالک کے ساتھ تعلقات

Pakistan's Relations with O.I.C. Countries

سوال 7۔ پاکستان کے اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے رکن ممالک میں سے سعودی عرب سے تعلقات پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

جواب **پاکستان کے اسلامی ممالک سے تعلقات کا پس منظر**

پاکستان اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا اہم رکن ہے۔ اتحاد عالم اسلامی اور مسلمانوں کے درمیان تعاون کے سلسلے میں پاکستان کا مثبت کردار ہمیشہ نمایاں رہا ہے۔ پاکستان ہمیشہ مسلم ممالک کے درمیان اتحاد کا خواہاں رہا ہے۔ اگست 1969ء میں جب یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو آگ لگائی تو دنیا بھر کے مسلمان بے چین ہو گئے اور اسلامی ممالک کے سربراہوں کا اجلاس بلانے کا فیصلہ کیا تاکہ آتش زدگی کے واقعہ سے پیدا شدہ صورت حال پر غور و خوض کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں سعودی عرب اور مراکش کے وزرائے خارجہ سے رابطہ کیا گیا انھوں نے کانفرنس منعقد کرنے کے لیے سات ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی پاکستان بھی اس میں رکن کی حیثیت سے شامل تھا۔ اس کمیٹی نے کوشش کر کے ستمبر 1969ء کو مراکش کے شہر رباط میں کانفرنس منعقد کروائی۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کے نام سے ایک مستقل ادارے کی تشکیل کی تجویز پیش کی جس کی تمام اسلامی ملکوں نے حمایت کی اور اس طرح اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اس کا صدر دفتر سعودی عرب کے شہر جدہ میں ہے اس کا سربراہ سیکرٹری جنرل کہلاتا ہے۔

-1 پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات

پاکستان اور سعودی عرب کے باہمی تعلقات مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں کیونکہ سعودی عرب میں مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں اور ہر سال ہزاروں پاکستانی فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب جاتے ہیں مزید یہ کہ دونوں ممالک کی خارجہ پالیسی میں اتحاد عالم اسلام کے اصول کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

-i قیام پاکستان اور سعودی عرب

قیام پاکستان سے پہلے سعودی عرب نے نہ صرف تحریک پاکستان کی حمایت کی بلکہ پاکستان کے قیام کے فوری بعد سعودی عرب نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان پہلا معاہدہ ہوا جس سے دونوں ممالک کے درمیان دوطرفہ تعلقات کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔

-ii پاکستانی عوام کی روحانی وابستگی

پاکستان کے عوام سعودی عرب سے روحانی وابستگی رکھتے ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مقدس شہر سعودی عرب میں

واقع ہیں۔ تمام مسلمان اس سرزمین سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ پاکستانی حکمران اور لاکھوں مسلمان عقیدت مند ہر سال سعودی عرب جاتے ہیں اور اس طرح دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں سے ملنے کا موقع ملتا ہے اور عالم اسلام کے مسائل کا حل تلاش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ عالمی مساوات کے لیے حج مسلمانوں کی بہترین تربیت گاہ ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر (علامہ اقبال)

2- انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر اور دفاعی تعاون

سعودی عرب نے پاکستان میں سیمنٹ و دیگر فیکٹریاں لگانے کے لیے ایک ارب روپے کی امداد فراہم کی۔ دفاعی میدان میں سعودی عرب کے ساتھ پاکستان نے تعاون کیا اور سعودی عرب کی فوج کو جدید خطوط پر منظم کرنے کے لیے بیش قدر خدمات سرانجام دیں۔ شاہ فیصل نے اسلام آباد میں فیصل مسجد اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر کے لیے خطیر رقم فراہم کی۔

3- ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں مدد

1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں سعودی عرب نے پاکستان کے مؤقف کی بھرپور حمایت کی اور معاشی امداد بھی فراہم کی۔ مسئلہ کشمیر پر سعودی عرب کی حکومت نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ دوسری اسلامی کانفرنس 1974ء کے انعقاد کے سلسلے میں شاہ فیصل نے پاکستان کی بھرپور معاونت کی۔

4- مسئلہ کشمیر

سعودی عرب کے وفد نے اکتوبر 1965ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں شرکت کی۔ سعودی وفد نے مسئلہ کشمیر پر پاکستانی مؤقف کی پرزور حمایت کی۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ کشمیر کے باشندوں کو زیادہ دیر تک محروم نہیں رکھا جا سکتا۔

5- مسئلہ افغانستان

افغانستان کے مسئلہ پر سعودی حکومت نے پاکستان کے مؤقف کی تائید کی۔ 1990ء کے مشرق وسطیٰ کے انتشار میں پاکستان نے سعودی عرب کے مؤقف کی نہ صرف حمایت کی بلکہ مدد بھی فراہم کی۔ سعودی عرب کی مقدس زمین کے تحفظ کے لیے پاک فوج کے دستے بھیجے گئے۔ اور سعودی حکمرانوں نے افغانستان کے مسئلے کے حل کے لیے افغان عوام اور پاکستان کی خواہشات کا مکمل ساتھ دیا اور افغانستان کے مہاجرین کی آبادکاری میں پاکستان کی مالی مدد کی۔

6- اکنامک کمیشن کا قیام

پاک سعودی اکنامک کمیشن 1976ء کو ریاض میں قائم کیا گیا جس نے پاکستان میں 15 منصوبوں پر کام شروع کر دیا اور ان کی تکمیل کے لیے معاشی امداد مہیا کی۔ پس پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان دو طرفہ قریبی تعلقات موجود ہیں جس کی بنا پر اعتماد کی فضا قائم ہے۔ سعودی عرب اور پاکستان کی مضبوط دوستی کو وقت نے بھی ثابت کیا ہے۔ اس کمیشن کی سرپرستی میں مختلف بینک، صنعتی یونٹ، کیمیائی کھاد اور سیمنٹ کے کارخانے مصروف عمل ہیں۔

===

7۔ پاک سعودی دوطرفہ دوستی

2006ء میں پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے سعودی عرب کا دورہ کیا اور دوطرفہ دوستی کے معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ اسی طرح 2008ء میں پاکستان کے نئے وزیر اعظم نے بھی سعودی عرب کا سرکاری دورہ کیا اور کئی معاہدوں کے ذریعے دوستی کو مزید مضبوط بنایا۔

خلاصۂ کلام

مختصر یہ کہ پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات ہمیشہ مثالی رہے ہیں اور ان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ دونوں ممالک اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔ پاکستان اور سعودی عرب کے باشندے آپس میں بھائی بھائی ہیں اور حرمین شریف ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں قوموں کو مضبوط رشتے میں باندھنے والی اسلام کی بہت مضبوط ہے۔

پاک ترک تعلقات

سوال 8۔ پاکستان کے ترکی کے ساتھ تعلقات پر بحث کریں۔

جواب پاکستان شروع ہی سے اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے اتحاد کا خواہاں رہا ہے اور اس نے ہمیشہ ہم آہنگی اور تعاون کے لیے سازگار ماحول بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان اور ترکی کے باہمی تعلقات مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں۔

1۔ قیام پاکستان اور ترکی

پاکستان کے سب سے زیادہ قریبی تعلقات ترکی سے ہیں۔ جب پاکستان بنا تو ترکی ان ملکوں میں سے تھا جنھوں نے سب سے پہلے پاکستان کو تسلیم کیا اور مسئلہ کشمیر پر ہمیشہ پاکستان کے موقف کی بھرپور حمایت کی۔ پاکستان اور ترکی کے دوستانہ تعلقات کا آغاز 26 جولائی 1951ء کو ایک معاہدہ کی صورت میں ہوا۔

2۔ پاک بھارت جنگ

پاکستان اور بھارت کے درمیان 1965ء کی جنگ میں ترکی اور دوسرے اسلامی ممالک نے اس مشکل اور کٹھن وقت میں اپنے پاکستانی مسلمان بھائیوں کی ہر ممکن مدد کی۔ ترکی نے پاکستان کی معاشی مدد کی۔ پاکستان کو اسلحہ اور جنگی ساز و سامان فراہم کیا۔ 1966ء میں جب ترک صدر پاکستان کے سرکاری دورے پر تشریف لائے تو پاکستان کے وزیر اعظم نے جنگ میں مالی اور اخلاقی مدد فراہم کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

3۔ "علاقائی تعاون برائے ترقی" کی تنظیم

1964ء میں پاکستان نے ترکی کے ساتھ مل کر ایران کے ساتھ "علاقائی تعاون برائے ترقی" (Regional Co-operation for Development R.C.D.) کا معاہدہ کیا۔ جس سے تینوں برادر ممالک کے اقتصادی، صنعتی، تجارتی، ثقافتی اور سیر و سیاحت وغیرہ کے تعلقات میں بہت وسعت پیدا ہوگئی۔ یہ معاہدہ 1979ء تک فعال رہا۔ 1985ء میں اس تنظیم کو دوبارہ منظم کیا گیا اور اس کا نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) رکھا گیا ہے۔ اس تنظیم کے 10 ارکان ہیں۔ اس تنظیم کے دائرہ کار میں پاکستان اور ترکی کے درمیان معاشی تعاون جاری ہے۔ اس معاہدے

===

کے تحت ترکی اور پاکستان کی تعمیراتی کمپنیاں دونوں ملکوں میں ترقیاتی منصوبوں پر کام کر رہی ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان فوجی روابط بھی موجود ہیں۔ دونوں ملکوں کے اعلیٰ حکام بھی ایک دوسرے کے ممالک کے دورے کرتے رہتے ہیں۔

4۔ وزارتی کمیشن

پاکستان اور ترکی کے درمیان برسوں سے دوستانہ تعلقات استوار ہیں۔ پاکستان اور ترکی کے وزارتی کمیشن کا اجلاس 2002ء میں اسلام آباد میں منعقد ہوا اور دونوں ممالک کے درمیان چار معاہدوں پر دستخط ہوئے۔

5۔ تجارتی معاہدات

پاکستان اور ترکی کے درمیان تجارتی تعاون جاری ہے۔ ترکی پاکستان کے ساتھ سالانہ تجارت پانچ ارب ڈالر تک لے جانا چاہتا ہے۔ جبکہ سال 2009ء میں تجارت 782 ملین ڈالر رہی اور سال 2012ء میں ارب ڈالر تک جا پہنچی۔ مئی 2012ء میں ترک وزیراعظم رجب طیب اردوغان پاکستان کے دورے پر آئے۔ دونوں ملکوں کے درمیان کئی ایک اہم معاہدوں پر دستخط ہوئے۔

6۔ میٹرو بس منصوبہ

پنجاب کے وزیراعلیٰ شہباز شریف نے ترکی کا تین روزہ دورہ کیا اس موقع پر ترک صدر نے پاکستان کے ساتھ دوستی اور محبت کے تعلقات بڑھانے کے لیے کئی ایک اقدامات کا اعلان کیا۔ ترک صدر نے پنجاب میں سرمایہ کاری لگانے میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ دونوں ملکوں کے درمیان خوشگوار تعلقات استوار ہوئے اور کئی معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ حال ہی میں ترکی کی مدد سے لاہور میں میٹرو بس کا منصوبہ کامیابی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے۔

مصر، لیبیا، ملائیشیا متحدہ عرب امارات کے ساتھ پاکستان کے تعلقات

سوال 9۔ مصر، لیبیا، ملائیشیا، متحدہ عرب امارات کے ساتھ پاکستان کے تعلقات پر بحث کریں۔

جواب پاکستان کے مصر، لیبیا، ملائیشیا اور متحدہ عرب امارات کے ساتھ بھی اچھے تعلقات ہیں لاکھوں پاکستانی ان ممالک میں ملازمتیں انجام دے رہے ہیں۔ جو پاکستان کی معیشت کے لیے ایک بڑا سہارا ہے۔

پاکستان کے مصر کے ساتھ تعلقات

مصر قدیم انسانی تہذیب کا گہوارہ ہے۔ قاہرہ اس کا دارالحکومت ہے۔ پاکستان کے برادر اسلامی ملک مصر سے انتہائی خوشگوار تعلقات ہیں۔

1۔ اسلامی کانفرنس

1973ء کی مصر و اسرائیل جنگ میں پاکستان نے مصر کو نا صرف فوجی امداد مہیا کی تھی بلکہ سفارتی سطح پر بھی مصر کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔ پاکستان نے مصر کو اسلامی ممالک کی تنظیم کی رکنیت دلانے میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔

2۔ نہر سویز کا مسئلہ

1956ء میں مصر نے نہر سویز کو اپنی ملکیت میں لے لیا۔ ردعمل کے طور پر فرانس برطانیہ اور اسرائیل نے فوجی کارروائی کی۔

پاکستانی عوام نے اس کی حمایت کی مذمت کی۔

3۔ سربراہان کے سرکاری دورے

1959ء میں پاکستان کے صدر محمد ایوب خان نے مصر کا دورہ کیا۔ 1960ء میں صدر جمال عبدالناصر پاکستان کے دورے پر تشریف لائے۔

4۔ اسلامی سربراہی کانفرنس لاہور

1974ء میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ یوں مصر اور پاکستان کے تعلقات کا نیا دور شروع ہوا۔

5۔ اسلامی کانفرنس میں مصر کی واپسی میں پاکستان کا کردار

1984ء میں اسلامی کانفرنس کا اجلاس کاسابلانکا میں منعقد ہوا۔ صدر پاکستان محمد ضیاء الحق کی کوششوں سے مصر کی رکنیت کی بحالی ہوئی۔

پاکستان کے لیبیا کے ساتھ تعلقات

ابتدا میں لیبیا خلافت عثمانیہ میں شامل تھا۔ خلافت کے خاتمے کے بعد لیبیا کئی سال تک اٹلی اور فرانس کے زیر تسلط رہا۔ پاکستان نے دوسرے افریقی ممالک کے ساتھ مل کر لیبیا کی آزادی میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ آخرکار [illegible] کو لیبیا آزاد ہو گیا۔

1۔ کرنل قذافی کا دور

کرنل قذافی برسر اقتدار آئے تو پاکستان اور لیبیا کے مابین تعلقات کا نیا باب شروع ہوا۔ کرنل قذافی [illegible] کو دوسری اسلامی کانفرنس میں تشریف لائے۔

2۔ پاک بھارت جنگ

1971ء کی پاک بھارت جنگ میں لیبیا نے نہ صرف پاکستان کی سفارتی حمایت کی بلکہ فوجی اور معاشی امداد بھی مہیا کی۔

3۔ خیر سگالی کے دورے

جنرل محمد ضیاء الحق نے نومبر 1977ء میں لیبیا کا دورہ کیا۔ 1978ء میں لیبیا کے نائب صدر عبدالسلام جلود نے پاکستان کا دورہ کیا۔

4۔ صنعت و تجارت کا قیام

1979ء میں پاکستان اور لیبیا نے صنعتی اور تجارتی میدان میں تعاون اور اشتراک کو فروغ دینے کے لیے مشترکہ ایوان صنعت و تجارت قائم کیا۔

5۔ پاکستان کا ایٹمی دھماکا

28 مئی 1998ء کو پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے تو لیبیا کے بادشاہ کرنل قذافی نے بھرپور مسرت کا اظہار کیا۔

پاکستان کے ملائیشیا کے ساتھ تعلقات

پاکستان کے اسلامی ملک ملائیشیا کے ساتھ بھی اچھے تعلقات ہیں۔ تجارتی اور اقتصادی لحاظ سے ملائیشیا ایشیا میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ پاکستان اور ملائیشیا کے درمیان سائنس، ٹیکنالوجی اور دوسرے شعبوں میں تعاون جاری ہے۔

پاکستان کے متحدہ عرب امارات کے ساتھ تعلقات

متحدہ عرب امارات کے ساتھ پاکستان کے بڑے خوشگوار تعلقات قائم ہیں۔

1۔ سربراہوں کے دورے

1972ء میں وزیراعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا اور 1974ء میں صدر شیخ زید بن سلطان النہیان پاکستان کے دورے پر تشریف لائے۔ دونوں پاکستان کے رکاری اور نجی دوروں پر تشریف لاتے۔

2۔ اقتصادی امداد

خلیجی ریاستوں کا پاکستان کے ساتھ تجارتی، صنعتی اور دفاعی شعبوں میں قریبی رابطہ ہے۔ کئی ریاستیں پاکستان کے مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔ ملتان میں پاک عرب فرٹیلائزر کے نام سے کارخانہ لگایا گیا ہے جس کے لیے سرمایہ متحدہ امارات نے فراہم کیا۔ لاہور میں شیخ زید ہسپتال تعمیر کیا گیا ہے۔

3۔ پاک بھارت جنگیں

خلیجی ریاستوں نے پاک بھارت جنگوں میں پاکستان کے موقف کی بھرپور حمایت کی اور پاکستان کی اخلاقی اور مالی امداد بھی کی۔ جنگ کے دوران متحدہ عرب امارات نے پاکستان کو کروڑوں روپے بھی فراہم کیے۔

4۔ افرادی قوت

پاکستان کے ڈاکٹر، انجینئر، تاجر اور دوسرے ملازمین بھی ان ریاستوں کی تعمیر و ترقی میں مصروف عمل ہیں۔ جس سے ہمارے ان ملکوں سے دوستانہ تعلقات استوار ہو رہے ہیں۔

دیگر اسلامی ریاستوں سے تعلقات

اس طرح انڈونیشیا، اردن، عراق، سوڈان اور دیگر تمام اسلامی ممالک کے ساتھ بھی پاکستان کے خوشگوار تعلقات قائم ہیں۔

پاکستان کے وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات

(Pakistan' Relations with central asian Countries)

سوال 10 پاکستان کے وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات پر روشنی ڈالیے۔

جواب: پاکستان کے وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات

وسطی ایشیائی ممالک

پاکستان کے شمال مغرب کی سمت وسطی ایشیائی اسلامی ممالک (آذربائیجان، قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور کرغیزستان) واقع ہیں۔ 1991ء میں یہ ریاستیں متحدہ روس سے علیحدہ ہو کر آزاد ریاستیں بنیں۔ پاکستان نے ان

ممالک کے مسائل حل کرنے میں گہری دلچسپی لی۔ یہ ممالک خشکی سے گھرے ہوئے ہیں اور قدرتی وسائل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ پاکستان کے ان اسلامی ریاستوں سے مذہبی، ثقافتی اور تجارتی تعلقات قائم ہیں۔ پاکستان واحد ملک ہے، جو وسطی ایشیائی ریاستوں کو قریب ترین بحری راستہ فراہم کرتا ہے۔

پاکستان نے ان ممالک سے مال کے بدلے مال کے طریقے سے تجارت شروع کی اور ان کی غذائی اجناس کی ضروریات کو پورا کیا۔ پاکستان نے ان سے متعدد معاہدات کیے اور صنعت کے فروغ میں ان کی مدد کی۔ پاکستان کے ان وسطی ایشیائی ممالک سے تعلقات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ آذربائیجان

آذربائیجان کی ریاست 20 اگست 1991 کو روس سے علیحدہ ہوئی پاکستان نے اس ریاست سے 1992 میں سفارتی تعلقات قائم کیے۔ اس ریاست نے مارچ 1992 میں یو این او کی رکنیت حاصل کی۔ 1994 میں پاکستان کے ساتھ اس ریاست کا الیکٹرانکس کے شعبے میں مشترکہ سرمایہ کاری کا ایک معاہدہ طے پایا۔ اس ریاست کے بہت سے طالب علم پاکستان کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ آذربائیجان کے پاس تیل اور گیس کے وافر ذخائر موجود ہیں۔ پاکستان نے 2001 میں اس ریاست کے ساتھ تیل کی تلاش میں مدد دینے کے لیے ایک معاہدہ کیا۔ 2007ء میں پاکستان کے وزیر اعظم نے آذربائیجان کے نائب وزیر اعظم یعقوب یوگوف سے ملاقات کی جس میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں کئی ایک معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔ پاکستان اور آذربائیجان کے احکام ایک دوسرے کے ممالک کے دورے کرتے رہتے ہیں۔

2۔ ازبکستان

اس ریاست نے 29 اگست 1991 کو آزادی کا اعلان کیا۔ دسمبر 1991 میں پاکستان نے اسے تسلیم کرلیا۔ پاکستان کے وزراعظم محمد نواز شریف اور بے نظیر بھٹو دونوں نے ازبکستان کا کامیاب دورہ کیا۔ اس ریاست کا دارالحکومت تاشقند ہے اور بخارا اس کا ایک مشہور شہر ہے۔ امام بخاریؒ کا مزار اسی مشہور شہر بخارا میں واقع ہے۔ میاں محمد نواز شریف نے اپنے دورۂ ازبکستان کے دوران امام بخاریؒ کے مزار کی آرائش و مرمت کے لیے پچاس ہزار ڈالر کا عطیہ دیا۔ دنیا بھر کے مسلمان امام بخاریؒ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ ازبکستان کے صدر بھی 1992 میں پاکستان میں تشریف لا چکے ہیں۔ ازبکستان ایئر ویز کا دفتر کراچی میں ہے۔ اس ریاست میں تیل، گیس اور کوئلہ کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ پاکستان کو پائپ لائن کے ذریعے گیس کی فراہمی کا معاہدہ بھی اس ریاست سے ہو چکا ہے۔ 2009 میں پاکستان اور ازبکستان کے درمیان کئی شعبوں میں اقتصادی تعاون کے معاہدے ہوئے ہیں جن میں بجلی، زراعت، سیاحت، کپڑے کی صنعت، چمڑے کی صنعت اور کیمیائی ادویات وغیرہ شامل ہیں۔

3۔ تاجکستان

یہ ریاست 9 دسمبر 1991 کو روس سے علیحدہ ہوئی۔ پاکستان نے 20 دسمبر 1991ء کو اسے تسلیم کیا۔ یہ پاکستان کا قریب ترین ہمسایہ ہے۔ اس کے دارالحکومت دوشنبے کا فاصلہ اسلام آباد سے صرف 500 کلومیٹر ہے۔ اس شہر کو لاہور کا جڑواں شہر قرار دیا گیا ہے۔ 1994 میں تاجکستان کے صدر پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ اس ملک کے پاس بجلی اپنی ضرورت سے زیادہ ہے پاکستان نے اس ریاست میں پن بجلی کی پیداوار میں سرمایہ کاری کی ہے تاکہ پاکستان کو بجلی مہیا کی جا سکے۔

پاکستان کے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے جون 2010ء میں شنگھائی تعاون تنظیم کے موقع پر تاجکستان کے وزیراعظم کریم کاظم کانوچ میسوف سے ملاقات کر چکے ہیں۔ دونوں رہنماؤں نے تجارتی، اقتصادی اور دیگر مختلف شعبوں میں اقتصادی تعاون اور دوطرفہ تجارت کے فروغ پر اتفاق کا اعلان کیا ہے۔

4۔ ترکمانستان

ترکمانستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان مختلف شعبوں کی ترقی کے لیے کئی معاہدات ہو چکے ہیں۔ پاکستان اشیائے خوردنی مہیا کرتا ہے۔ ترکمانستان کے صدر 1994ء میں پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ 1996ء میں ترکمانستان سے کوئٹہ تک گیس پائپ لائن بچھانے کا ایک معاہدہ بھی ہو چکا ہے۔ حال ہی میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری نے ترکمانستان کا دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران دوطرفہ تعلقات اور مختلف صنعتیں لگانے میں مدد دینے کے لیے متعدد معاہدے کیے گئے۔

5۔ قازقستان

اس ریاست نے 16 دسمبر 1991ء کو روس سے علیحدگی کا اعلان کیا۔ پاکستان نے اسی روز اس کو تسلیم کر لیا۔ یہ روس کی آزاد ہونے والی سب سے بڑی ریاست ہے۔ اس کے صدر نور سلطان نذر بایوف نے 1992ء میں پاکستان میں تشریف لائے اور تجارتی تعاون کے معاہدے پر دستخط کیے۔ پاکستان نے اس ریاست کو سیمنٹ سازی کا پلانٹ بھی دینے کا معاہدہ کیا۔ پاکستان کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے 1990ء میں قازقستان کا دورہ کیا اور تجارت کے فروغ کے لیے مختلف معاہدات کیے۔

6۔ کرغیزستان

یہ ریاست روس سے سب سے پہلے آزاد ہوئی۔ کرغیزستان میں یورینیم کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہونے کی وجہ سے اس ریاست کے ساتھ تعلقات بڑھانے میں بڑی دلچسپی لے رہا ہے۔ پاکستان کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور صدر فاروق لغاری اس ملک کا دورہ کر چکے ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان سڑک کے ذریعے تجارت کو فروغ دینے کا ایک معاہدہ طے پا چکا ہے۔ مارچ 2011ء میں پاکستانی وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے کرغیزستان کا سرکاری دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران مختلف شعبوں میں اقتصادی تعاون اور دوطرفہ تجارت کے معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔

پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات

Pakistan's Relations with SAARC Countries

سوال 11: سارک تنظیم کے قیام اور اس کے مقاصد کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: **تنظیم برائے علاقائی تعاون (SARC)**

جنوبی ایشیا کے ممالک کی تنظیم برائے علاقائی تعاون (SARC) ہے۔ جس کے قیام کا خیال بنگلا دیش کے سابق وزیر اعظم ضیاء الرحمٰن نے 1980ء میں پیش کیا لیکن 1985ء میں اس تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد رکن ممالک کے درمیان باہمی تعاون کو فروغ دینا ہے۔

سارک تنظیم کے ممبر ممالک

اس تنظیم میں درج ذیل ممالک شامل ہیں۔

1۔ پاکستان 2۔ بھارت 3۔ بنگلہ دیش 4۔ سری لنکا

5۔ نیپال 6۔ مالدیپ 7۔ بھوٹان 8۔ افغانستان

سارک تنظیم کے مقاصد

جنوبی ایشیا کے ممالک کی تنظیم برائے علاقائی تعاون (سارک) کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں

1۔ خود انحصاری کو فروغ دینا

جنوبی ایشیا کے ملکوں کے درمیان اجتماعی خود انحصاری کو فروغ دینا اور مضبوط کرنا۔

2۔ مختلف شعبوں میں باہمی تعاون کو فروغ دینا

اس تنظیم کے رکن ممالک کے درمیان معاشی، ثقافتی، ٹیکنالوجی اور سائنسی شعبہ میں باہمی تعاون اور مدد فراہم کرتا ہے۔

3۔ یکساں مقاصد کے حصول کے لیے کوششیں کرنا

اس تنظیم کے مقاصد میں باہمی دلچسپی کے موضوعات پر بین الاقوامی فورمز پر مل کر یکساں موقف اختیار کرنا ہے۔

4۔ صنعتی اور تعلیمی شعبے میں باہمی مدد کرنا

اس تنظیم نے باہمی تعاون کے فروغ کے لیے گیارہ شعبوں کا تعین کیا جن میں ٹیلی کمیونیکیشن، میٹرولوجی، ٹرانسپورٹ، جہاز رانی، سیاحت، زرعی تحقیق، مشترکہ باہمی منصوبوں کے فروغ، سائنسی، تکنیکی اور تعلیمی شعبہ میں تعاون کو فروغ دینا ہے۔

5۔ نیوکلیائی معاہدات کو تحفظ

اس تنظیم کے ممالک کے درمیان نیوکلیائی تنصیبات اور فضائی سروس کے تحفظ کے لیے معاہدے کیے گئے۔

حاصلات

جنوبی ایشیائی تنظیم سارک کے ممبر ممالک کے درمیان کئی سمجھوتوں پر دستخط ہوئے اور علاقائی بنیادوں پر بہت سے فوائد حاصل ہوئے۔ مثلاً سارک کھیلوں کا انعقاد کرانا، جس کے نتیجے میں ساتوں ممالک کے کھلاڑی ہر سال ان کھیلوں میں شرکت کر کے باہمی تعاون کو فروغ دے رہے ہیں۔

پاکستان اور بنگلہ دیش

سوال 12۔ پاکستان کے بنگلہ دیش کے ساتھ تعلقات پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

جواب: پاک بنگلہ دیش تعلقات

قیام پاکستان کے وقت وطن عزیز دو حصوں مغربی اور مشرقی پاکستان پر مشتمل تھا۔ جن کے درمیان ایک ہزار میل سے زائد

سیاحت کے ذریعے سے بہت زیادہ زرمبادلہ حاصل کرتا ہے۔ سری لنکا میں بہت سے سیاح آتے ہیں۔ یہاں کے لوگ
چاول اور مچھلی زیادہ کھاتے ہیں اور ان کے لباس ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

1۔ مذاہب

سری لنکا کے بڑے مذاہب میں بدھ مت، ہندومت، اسلام اور عیسائیت شامل ہیں۔

2۔ سارک کا چھٹا اجلاس

سارک کا چھٹا سربراہی اجلاس 21 دسمبر 1991ء میں سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں جنوب
مشرقی ایشیا میں غربت اور بے روزگاری کے مسائل پر قابو پانے کے لیے غور کیا گیا۔ پاکستان کی نمائندگی وزیر اعظم نواز شریف
نے کی۔ جنوبی ایشیا سے ناخواندگی کا خاتمہ کرنے پر زور دیا گیا اور اس کے لیے پاکستان نے تعاون کی پیشکش کی۔ اقتصادی ترقی اور
اسلحہ کی دوڑ سے نجات پر بات چیت کی گئی۔

3۔ سارک کا دسواں اجلاس

سارک ممالک کا دسواں اجلاس 1998ء میں سری لنکا میں منعقد ہوا۔ پاکستان کی نمائندگی وزیر اعظم نواز شریف نے کی۔ اس
اجلاس میں سارک ممالک نے غربت کے خاتمے اور باہمی تعاون کو فروغ دینے پر زور دیا۔

4۔ دفاعی معاہدات

پاکستان اور سری لنکا کے درمیان دو طرفہ دفاعی معاہدات ہیں۔ پاک فوج نے سری لنکا کی مسلح افواج کے افسروں اور
اہلکاروں کو تربیت دی ہے۔ 1999ء سے سری لنکا نے پاکستان سے اسلحہ خریدنا شروع کیا ہے۔ 2010ء میں بحری بیڑے اور
فوجی جنگی جہاز خریدنے کے معاہدات طے پا چکے ہیں۔

پاکستان اور نیپال کے تعلقات

نیپال کا تعارف

نیپال ایک پہاڑی ملک ہے۔ یہاں بہت سے ممالک کے لوگ سیر و سیاحت کے لیے آتے ہیں۔ سیاحت یہاں کا بڑا
ذریعہ آمدن ہے۔

ماؤنٹ ایورسٹ (Mount Everest)

دنیا کی بلند ترین پہاڑی چوٹی "ماؤنٹ ایورسٹ (Mount Everest)" نیپال میں واقع ہے۔

نیپال کے مذاہب

نیپال کے بڑے مذاہب میں بدھ مت اور ہندو مت قابل ذکر ہیں۔

سارک ممالک کا تیسرا اجلاس

1987ء میں سارک کا تیسرا اجلاس نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں منعقد ہوا۔ پاکستان کی نمائندگی محمد خان جونیجو نے کی
۔ اس اجلاس میں یہ بات واضح ہوئی کہ بھارت کے علاوہ دیگر ممالک کے درمیان کافی ہم فکری پائی جاتی ہے۔ سارک

ممالک میں خوراک کے بحران پر قابو پانے کے لیے کئی اقدامات پر اتفاق کیا گیا۔

سارک کا گیارھواں اجلاس

سارک کا گیارھواں اجلاس 4 جنوری سے 6 جنوری 2002 کو کھٹمنڈو میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے دوران بھارت کے پاکستان کے ساتھ تعلقات کشیدہ تھے۔ بھارتی فوجیں پاکستان کی سرحد پر جمع تھیں۔ اس اجلاس کے دوران صدر پرویز مشرف نے مصالحانہ رویہ اختیار کیا۔ اجلاس کھٹمنڈو میں اقتصادی تعاون، غربت کا خاتمہ، صحت و ماحولیات میں تعاون، اطلاعات وسماجی ترقی اور دہشت گردی کے بارے میں قرارداد پیش کی گئی۔

پاکستان اور مالدیپ

مالدیپ کا تعارف

مالدیپ سارک ممالک کا رکن ہے۔ یہ بحر ہند میں 2000 جزائر پر مشتمل ایک ملک ہے۔ اس کا دارالحکومت مالے ہے۔ یہاں کے لوگوں کا پیشہ ماہی گیری ہے۔ مالدیپ گھونگے اور سیپیاں دوسرے ممالک کو برآمد کر کے زرمبادلہ حاصل کرتا ہے۔

سارک کی پانچویں سربراہی کانفرنس

نومبر 1990 میں سارک کی پانچویں سربراہی کانفرنس مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں منعقد ہوئی۔ پاکستان کی نمائندگی وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کی۔ مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم نے میزبانی کے فرائض انجام دیئے۔ اس اجلاس میں سارک ممالک نے کویت اور عراق سے امریکی فوج کی واپسی اور سمگلنگ کی روک تھام پر زور دیا۔

پاکستان اور بھوٹان

بھوٹان کا تعارف

بھوٹان پہاڑی علاقوں پر مشتمل ایک ملک ہے جو دریائے تھمپو کے کنارے واقع ہے۔ اس کا دارالحکومت تھمپو ہے یہاں کی عوام منگول قبائل سے تعلق رکھتی ہے۔

پیشہ

بھوٹان کا اہم پیشہ بھیڑ بکریاں پالنا ہے۔ یہاں جنگلات بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی آبادی زیادہ تر وادیوں میں رہتی ہے۔ یہاں کے لوگ لکڑیاں کاٹ کر بھی روزی حاصل کرتے ہیں۔

سرکاری زبان

بھوٹان میں "ژونگا" سرکاری زبان کی حیثیت سے رائج ہے۔

مذہب

بھوٹان کا مذہب "بدھ مت" ہے۔

پاکستان سے قریبی تعلقات

1985ء میں سارک کی تشکیل کا تجویز کی بھوٹان کے دارالحکومت تھمپو میں کیا گیا۔ سارک ممالک کی تنظیم کے حوالے سے پاکستان کے بھوٹان کے ساتھ کافی قریبی تعلقات استوار ہو چکے ہیں

پاکستان کے امریکا، چین، برطانیہ، یورپی یونین، روس اور جاپان کے ساتھ تعلقات

Pakistan's Relations with USA, China, UK, EU, Russia and Japan

سوال 14۔ پاکستان کے امریکا کے ساتھ تعلقات کی وضاحت کریں۔

جواب: **پاکستان اور امریکا کے تعلقات**

پاکستان ایک نظریاتی اسلامی جمہوری ریاست ہے جس کا قیام بیسویں صدی میں ایک معجزے سے کم نہیں تھا۔ شروع سے ہی پاکستان کو بے شمار مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔ ایسی صورت حال میں پاکستان کے بانی قائد اعظم محمد علی جناح نے ضروری سمجھا کہ کسی ایسی حکومت اور ریاست سے رابطہ کرے جو ان مسائل کے حل میں مدد دے چنانچہ پاکستان نے امریکا کے ساتھ تعلقات استوار کیے۔

1۔ **قائد اعظم کی یقین دہانی**

امریکی سفیر نے جب 1947ء میں اپنی تقرری کی اسناد قائد اعظم کو پیش کیں تو اس موقع پر قائد اعظم نے امریکا کو اپنی دوستی کا یقین دلایا اور کہا کہ ہم تمام آزاد اقوام سے دوستی اور خیرسگالی چاہتے ہیں۔

2۔ **دورہ لیاقت علی خان**

مئی 1951ء میں پاکستان کے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے امریکہ کا دورہ کیا۔ امریکی صدر ٹرومین نے انہیں دورے کی دعوت دی تھی۔ لیاقت علی خان نے اپنے دورہ امریکا میں پاکستان کے قیام کا مقصد بیان کیا انھوں نے پاکستان کے جغرافیائی اور نظریاتی پر زور دیا اور پاکستان کی تعمیر و ترقی کی ضرورت پر زور دیا۔ لیاقت علی خان کا یہ دورہ بہت کامیاب رہا امریکا نے پاکستان کو فوجی اور معاشی امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا۔ جس سے پاکستان کی ترقی اور تعمیر میں مدد ملی۔

3۔ **پاک امریکا تعلقات کا ابتدائی دور**

امریکی حکومت نے پاکستان کی ابتدائی حکومتوں کے ساتھ تعلقات خوشگوار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایوب خان کے دور حکومت میں امریکا نے بہت سارے معاشی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پاکستان کی خود بھی مدد کی اور عالمی بینک سے مالی معاونت بھی کروائی جس کے ذریعے "سندھ طاس معاہدہ" اور ڈیم بنانے میں مدد ملی۔ جولائی 1961ء میں صدر پاکستان ایوب خان نے امریکا کا پانچ روزہ سرکاری دورہ کیا۔ انھوں نے امریکی صدر کینیڈی سے بات چیت کی اور مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں پاکستان کا موقف بتایا۔ اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ بھارت سے تمام جنگوں میں امریکا کے وعدے پاکستان کے لیے طفل تسلیوں سے زیادہ نہ تھے۔

4۔ **1970ء میں تعلقات کا نیا رخ**

ریاست ہائے متحدہ امریکا اور پاکستان کے تعلقات میں سردمہری اس وقت آئی جب 1971ء کی پاک بھارت جنگ اور

پاکستانی ایٹمی پالیسی کے حصول پر امریکا نے مختلف قسم کی پابندیاں لگائیں۔ حتیٰ کہ ہنری کسنجر جیسے امریکی راہنما نے بنگلہ دیش کے قیام میں پاکستان کی مخالفت سے بھی گریز نہ کیا۔ مگر پاکستان نے امریکی مخالفت کے باوجود اپنا جوہری پروگرام شروع کر دیا اور توانائی کے حصول کے لیے پرامن ایٹمی توانائی کے استعمال کے لیے باقاعدہ کام کا آغاز کر دیا۔ چنانچہ ستر کی دہائی میں تعلقات میں گرمجوشی نہ رہی۔ البتہ خارجی تعلقات قائم رہے۔

5۔ افغانستان میں روسی فوج کی مداخلت

دسمبر 1979ء میں روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں تو پاکستان اور امریکا نے روسی قبضے کی بھرپور مخالفت کی کیونکہ پاکستان کے ساتھ افغانستان کی عوام کے مذہبی اور ثقافتی رشتے موجود تھے۔ اس لیے پاکستان نے افغان عوام کی جدوجہد آزادی کو ہر مدد دینے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان، امریکا اور دیگر مغربی ممالک نے افغان عوام کی آزادی کی جنگ میں بھرپور مدد کی۔ پاک امریکا مشترکہ حکمت عملی سے اس جنگ میں روس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور وہ افغانستان سے اپنی فوجیں نکالنے پر مجبور ہو گیا۔

6۔ دورہ جنرل ضیاء الحق

جنرل ضیاء الحق نے دسمبر 1982ء میں امریکی صدر ریگن کی دعوت پر امریکا کا دورہ کیا۔ اس دورے میں پاک امریکا وزارتی کمیشن قائم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ امریکا نے اس دورے میں پاکستان کو F-16 طیاروں کی پہلی کھیپ دینے کا اعلان کیا۔ 1982ء میں بھارت نے بھی اس کے جواب میں روس کے ساتھ ایک فوجی معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کے تحت روس نے بھارت کو جدید ترین اسلحہ، بکتر بند گاڑیاں، ٹینک شکن اسلحہ اور دیگر ہتھیار دینے کا اعلان کیا۔

7۔ ایٹمی ہتھیار کی پالیسی اور امریکی امداد

1985ء میں امریکی سینیٹ نے ایٹمی ہتھیاروں کی پالیسی کے ایک قانون کی منظوری دی جس کے مطابق ایٹمی ہتھیار بنانے والے ملکوں کی امداد بند کر دی جائے اور ایسے ممالک پر اقتصادی پابندیاں لگا دی جائیں۔ امریکی صدر نے ایک سال کے لیے پاکستان کو اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا اور پاکستان کی امداد جاری رکھنے کی منظوری دی۔ پاکستان والی ترمیم کی وجہ سے امریکی امداد جاری رہی۔ جب اکتوبر 1985ء میں پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق اقوام متحدہ کی چالیسویں سالگرہ کی تقریبات میں شریک ہونے کے لیے نیویارک گئے تو انھوں نے امریکی صدر سے بھی ملاقات کی۔

8۔ دورہ محمد خان جونیجو

1986ء میں پاکستان کے وزیراعظم محمد خان جونیجو امریکا کے سرکاری دورے پر گئے۔ انھوں نے اس دورے میں امریکی صدر اور امریکا کے دیگر اعلیٰ حکام سے مذاکرات بھی کیے۔ اس دورے میں پاکستان اور امریکا کے درمیان حساس ٹیکنالوجی کی منتقلی کے ایک معاہدے پر بھی دستخط ہوئے۔ امریکا نے اس ٹیکنالوجی کو ایٹمی پروگرام کے لیے استعمال نہ کرنے کی شرط بھی عائد کی۔

9۔ فوجی ساز و سامان کی مد میں امداد

مارچ 1986ء کو امریکا نے پاکستان کو اگلے چھ برسوں کے لیے تین ارب بیس کروڑ ڈالر کی فوجی امداد کی منظوری دے دی۔

امریکا نے پاکستان کو فوجی ساز و سامان کی خریداری کے لیے دی جانے والی امداد پر پابندی بھی عائد کر دی تھی۔

10۔ دورہ بے نظیر بھٹو

1989ء کے آخر میں پاکستان کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے امریکا کا دورہ کیا۔ دورۂ امریکا کے دوران بے نظیر مقبول شخصیت کے طور پر نمایاں ہوئیں اور پاک امریکا تعلقات بہتر ہوئے۔

11۔ پریسلر ترمیم اور پاکستانی امداد

جون 1991ء میں پریسلر ترمیم (Pressler Amendment) کے خالق سینیٹر پریسلر نے امریکی امداد کے قانون میں ترمیم کروائی۔ اس ترمیم کے تحت پاکستان کی ہر قسم کی امداد بند کر دی گئی۔ اس ترمیم میں پاکستان کو ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ سے منع کیا گیا تھا۔ لیکن چند ماہ بعد بش حکومت نے پاکستان کو تیس کروڑ ڈالر کا اسلحہ فروخت کرنے کی منظوری دی اور پاکستان پر نرمی کرتے ہوئے امداد پر سے پابندی جزوی طور پر ختم کر دی۔

12۔ براؤن ترمیم

بے نظیر بھٹو کے دوسرے دور حکومت کے دوران امریکی صدر بل کلنٹن نے پاکستان کو [illegible] طیارے یا رقم واپس کرنے کی حمایت کی۔ بعد ازاں 15 جنوری 1996ء کو امریکی کانگرس نے پاکستان کو ایف 16 طیاروں کی رقم واپس کرنے کی حمایت کی۔ صدر بل کلنٹن نے 26 جنوری 1996ء کو براؤن ترمیم پر دستخط کیے، جس کے تحت پاکستان کے لیے فوجی و اقتصادی امداد کی بحالی کا راستہ کھلا لیکن عملاً امداد کی بجائے F-16 طیاروں کی رقم ہی حاصل ہوئی۔ پاکستان نے براؤن ترمیم کا خیر مقدم کیا۔

13۔ جنرل جان پی کا دورہ پاکستان

امریکی افواج کے جنرل جان پی 2004ء کو اپنے وفد کے ہمراہ پاکستان کے دو روزہ دورے پر آئے۔ انھوں نے صدر پاکستان سے ملاقات کے دوران افغانستان میں جاری آپریشن پر مذاکرات کیے۔ اس دورے کے دوران امریکا نے پاکستان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کے تحت امریکا پاکستان کو 270 ملین ڈالر کی امداد فراہم کرے گا۔ یہ رقم پاکستان میں مختلف ترقیاتی کاموں پر خرچ کی جائے گی۔

14۔ عصری دہشت گردی

11 ستمبر 2001ء کو امریکا میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر دہشت گردی کا واقعہ رونما ہوا۔ اس واقعے کی ذمہ داری افغانستان میں مقیم اسامہ بن لادن پر ڈالی گئی اور امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ امریکا نے افغانستان میں اپنے مقاصد کے لیے پاکستان کے ساتھ خوشگوار تعلقات استوار رکھنے کا اعلان کیا۔ افغان جنگ کے دوران دس سالوں میں امریکا پاکستان کو اربوں ڈالر بطور قرض بھی دے چکا ہے۔ البتہ امریکا نے پاکستان کے دفاعی مفادات اور دیرپا اقتصادی ترقی کے کسی بھی بڑے منصوبے کے لیے مدد مہیا نہیں کی۔

پاک روس تعلقات

سوال 15۔ پاکستان کے روس کے ساتھ تعلقات کی وضاحت کریں۔

جواب: پاک روس تعلقات

روس پاکستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس کی کئی ریاستیں تھیں جو بعد میں آزاد ہو گئیں۔ ٹوٹنے سے پہلے یہ دنیا کا سب سے بڑا ملک تھا۔ یہ دنیا کے تقریباً چھٹے حصہ پر مشتمل تھا۔ ریاستوں کے آزاد ہونے سے قبل روس دنیا کا سپر پاور ملک تھا۔ روس کی پالیسیوں نے جنوبی ایشیا میں گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔

1۔ سفارتی تعلقات

مئی 1948ء میں پاک روس سفارتی تعلقات قائم ہوئے اور اگلے سال مسٹر شعیب قریشی کو روس میں پاکستان کا پہلا سفیر مقرر کیا گیا۔

2۔ وزیراعظم لیاقت علی خان کو دورہ روس کی دعوت

جون 1949ء میں روس کے وزیراعظم مارشل جوزف سٹالن کی طرف سے پاکستان کے وزیراعظم لیاقت علی خان کو دورے کی دعوت دی گئی۔ روس کی طرف سے اس دورے کے لیے اگست کا مہینہ مقرر کیا گیا تھا لیکن لیاقت علی خان نے روس کو نظر انداز کرتے ہوئے امریکا جانے کو ترجیح دی۔ روس نے پاکستان کو جانبدار ملک قرار دے دیا۔

3۔ تجارتی وفد کی پاکستان آمد

جنوری 1948ء میں روس کا ایک تجارتی وفد دورے پر پاکستان آیا۔ دونوں ممالک کے درمیان کسی تجارتی معاہدے پر سمجھوتہ نہ ہو سکا اور یوں روس کا تجارتی وفد ناکام واپس لوٹ گیا۔

4۔ وزیراعظم کا دورہ امریکا

پاکستان کے وزیراعظم لیاقت علی خان کو امریکا کے صدر ٹرومین نے امریکہ کے دورے کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ پاکستان کے اس اقدام کی وجہ سے دونوں ملکوں کے درمیان ایک خلیج حائل ہو گئی جسے کبھی دور نہیں کیا جا سکا۔ 1950ء میں لیاقت علی خان نے امریکہ کا کامیاب دورہ کیا۔

5۔ سٹیل مل کے قیام میں مدد

مارچ 1956ء میں پاکستانی سفارتخانے نے روسی دارالحکومت ماسکو میں یوم پاکستان کی تقریب منعقد کی۔ اس تقریب میں روس کے وزیر خارجہ مالوٹوف نے بھی شرکت کی اور پاکستان کو پیشکش کی کہ روس نے جس طرح بھارت کو سٹیل مل کے قیام میں مدد فراہم کی ہے اسی طرح روس پاکستان کو بھی سٹیل مل کے قیام میں مدد فراہم کر سکتا ہے۔

6۔ تیل و گیس کی تلاش میں مدد

روس نے پاکستان کے بارے میں اپنی پالیسی میں تبدیلی کی۔ مارچ 1961ء میں روس اور پاکستان کے درمیان تیل تلاش

کرنے کے لیے ایک معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدے کے تحت روس نے پاکستان کے تیل کی تلاش کے لیے ماہرین کو پاکستان بھیجنا تھا۔ پاک روس معاہدے سے دونوں ملکوں کے درمیان سابقہ تلخی کم ہوئی۔

7۔ فضائی سروس کا اجراء

1963ء میں روس اور پاکستان دونوں ممالک کے درمیان فضائی سروس کا بھی اجراء ہو گیا۔

8۔ فنی اور سائنسی امداد کا سمجھوتا

1964ء میں دونوں ملکوں کے درمیان فنی اور سائنسی تعاون کے ایک سمجھوتے پر دستخط ہوئے اور یوں پاک روس تعلقات میں خوشگوار تبدیلی ہوئی۔

9۔ ایوب خاں کا دورہ روس

پاکستان کے صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے 1965ء میں روس کا دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران دونوں ملکوں کے درمیان تین معاہدے طے پائے۔ ان معاہدوں کے مطابق گزشتہ تجارت کی مالیت میں اضافہ کر کے اسے دوگنا کر دیا گیا۔ روس نے بطور قرض پندرہ سے بیس کروڑ روپے دینے کا اعلان بھی کیا اور ایک ثقافتی معاہدہ بھی طے پایا جس کے تحت مختلف ماہرین طلبہ، شاعروں، ادیبوں اور فنکاروں کے ساتھ ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں کے تبادلوں پر بھی اتفاق کیا گیا۔ اس دوران روس نے تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے تحت پاکستان کو امداد دینے کا اعلان بھی کیا۔

10۔ معاہدہ تاشقند

1965ء کی پاک بھارت جنگ بندی کے بعد جنوری 1966ء میں تاشقند کے مقام پر بھارت اور پاکستان کے درمیان روس نے ایک معاہدہ کروا کر جنگی قیدیوں کی واپسی اور مقبوضہ علاقوں پر قبضے کے مسائل حل کروائے۔

11۔ سینٹو اور سیٹو کے معاہدات

1971ء میں مشرقی پاکستان ایک آزاد ریاست بنگلا دیش بن گیا۔ اس کے بعد ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اس دوران ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا تو ان پر یہ واضح ہوا کہ امریکا سینٹو اور سیٹو معاہدات کے باوجود پاکستان کی کوئی مدد نہیں کر رہا۔ لہٰذا انھوں نے ان معاہدات کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

12۔ تھرمل بجلی گھر بنانے میں مدد

1973ء میں دونوں ممالک کے درمیان ایک معاہدے کے تحت روس نے تھرمل بجلی گھر لگانے کے لیے جنریٹر اور دوسرا ضروری سازوسامان فراہم کیا۔ یہ جنریٹر گدو کے مقام پر لگایا جانا تھا پاکستان اور روس کے درمیان سٹیل مل لگانے کے منصوبے کو اسی سال آخری شکل دی گئی اور اسے کالا باغ کی جگہ پر لگانے کی بجائے کراچی میں لگایا جانے لگا۔ اسی سال نومبر کے مہینے میں سٹیل مل کی تعمیر کے کام کی ابتدا کر دی گئی۔

13۔ جنیوا معاہدہ

افغانستان مسئلے کے حل کے لیے 1988ء میں ایک معاہدہ طے پایا جسے معاہدہ جنیوا کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے پر پاکستان افغانستان کے علاوہ امریکا اور روس نے بھی دستخط کیے۔ اس معاہدے میں یہ طے پایا کہ روس 9 ماہ کے اندر اندر اپنی فوجیں

اقوام متحدہ کے ادارے

(Organs of the United Nations)

اقوام متحدہ کے درج ذیل چھ بنیادی ادارے ہیں۔

1۔ جنرل اسمبلی   2۔ سلامتی کونسل   3۔ تولیتی کونسل

4۔ معاشی و معاشرتی کونسل   5۔ بین الاقوامی عدالت انصاف   6۔ سیکرٹریٹ

سوال 20۔ اقوام متحدہ کے بنیادی اداروں کے مقاصد تحریر کریں۔

جواب: 1۔ جنرل اسمبلی (General Assembly)

جنرل اسمبلی اقوام متحدہ کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ تمام رکن ممالک کے نمائندے جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کا اجلاس ہر سال ستمبر کے تیسرے ہفتے منگل کے روز منعقد ہوتا ہے۔ ہر رکن ملک کا ایک ووٹ ہوتا ہے۔

جنرل اسمبلی کے اختیارات و فرائض

بین الاقوامی سیاست کو فروغ دینا۔

بین الاقوامی قانون کی ترقی دینا۔

تمام بنی نوع انسان کے لیے بنیادی حقوق اور آزادیوں کو حاصل کرنا۔

سلامتی کونسل کے غیر مستقل ارکان کا انتخاب کرنا۔

معاشی اور معاشرتی کونسل کے ارکان کا انتخاب کرنا۔

نئی ریاستوں کو رکنیت دینا اور کسی ریاست کی رکنیت کو ختم کرنا۔

اقوام متحدہ کے بجٹ کی منظوری دینا۔

دنیا بھر میں امن کے قیام کے لیے اقدامات کرنا وغیرہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔

2۔ سلامتی کونسل (Security Council)

سلامتی کونسل کو سیکیورٹی کونسل بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اقوام متحدہ کے اہم اداروں میں شمار ہوتا ہے یہ ادارہ اقوام متحدہ کی انتظامیہ بھی کہلاتا ہے۔ اس ادارے کے کل ارکان کی تعداد 15 ہے۔ ان میں امریکا، برطانیہ، فرانس، روس اور عوامی جمہوریہ چین پانچ مستقل ارکان ہیں۔ اس ادارے کے اجلاس مختصر وقفوں کے ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ ہر ماہ سلامتی کونسل کا صدر بدل کر منتخب کیا جاتا ہے۔ سلامتی کونسل کے فیصلوں کا نفاذ 15 میں سے کم از کم 9 ارکان کی رائے کے مطابق ہوتا ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ ان 9 اراکین میں پانچوں مستقل ارکان شامل ہوں۔ مستقل ارکان کا اختیار "ویٹو" کہلاتا ہے۔

سلامتی کونسل کے اختیارات و فرائض

اقوام متحدہ کے اصولوں کے مطابق دنیا بھر میں امن اور سلامتی قائم رکھنا۔

- معاشی و معاشرتی ترقی میں مدد دینا۔
- تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی شعبوں میں تعاون کرنا۔
- بے روزگاری، غربت اور بیماری کو دور کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔

5۔ بین الاقوامی عدالت انصاف (International Court of Justice)

بین الاقوامی عدالت انصاف اقوام متحدہ کا اہم ترین ادارہ ہے۔ اس عدالت کے ججوں کی کل تعداد 15 ہوتی ہے۔ جو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا انتخاب جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل مل کر کرتی ہے۔ ان ججوں کا انتخاب 9 سال کی مدت کے لیے کیا جاتا ہے۔ کسی بھی ملک سے ایک سے زائد جج نہیں لیے جاسکتے۔ یہ عدالت اپنے فیصلے حاضر ججوں کی اکثریت کی رائے کو پیش نظر رکھ کر کرتی ہے۔ اس عدالت کا صدر مقام نیدرلینڈ (ہالینڈ) کا شہر ہیگ ہے۔

بین الاقوامی عدالت انصاف کے اختیارات و فرائض

ریاستوں کے مابین تنازعات کو حل کرانا اقوام متحدہ کے منشور میں شامل ہے۔

- تمام موضوعات پر مقدمات کی سماعت کرنا۔
- بین الاقوامی قوانین کی تشریح و توضیح کرنا۔
- اقوام متحدہ کے مختلف اداروں کو قانونی مشورہ دینا اس کے فرائض میں شامل ہے۔

6۔ سیکرٹریٹ (Secretariate)

سیکرٹریٹ وہ ادارہ ہے جو اقوام متحدہ کا ریکارڈ آفس بھی کہلاتا ہے۔ یہ ادارہ نیویارک میں ہے۔ اس ادارے کا سربراہ سیکرٹری جنرل کہلاتا ہے۔ جس کی معاونت کے لیے کئی سیکرٹری مقرر کر لیے جاتے ہیں۔ سیکرٹری جنرل کو جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل مل کر منتخب کرتی ہے۔ سیکرٹری جنرل کی مدت دورانیہ 5 سال ہوتی ہے۔

سیکرٹریٹ کے فرائض

اس ادارے کے فرائض میں تمام اداروں کے اجلاسوں کی کارروائیاں اور خط و کتابت وغیرہ کا ریکارڈ محفوظ رکھنا شامل ہے۔

دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کا کردار

Pakistan's Contribution towards Peace Keeping in the World

سوال 21۔ دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کے کردار کا جائزہ لیں۔

جواب۔ پاکستان 14 اگست 1947 کو اس کرۂ ارض پر وجود میں آیا۔ پاکستان اپنے قیام کے کچھ ماہ بعد اقوام متحدہ کا ممبر بن گیا تاکہ دنیا کے اندر امن پسندی اور خوش حالی کے لیے اپنا کردار ادا کر سکے۔ پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی اس انداز سے ترتیب دی ہے کہ بیرونی ممالک سے اچھے تعلقات قائم ہوں، دوستی کو فروغ حاصل ہو اور قومی مفاد کے حصول کے لیے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات اٹھانا ناگزیر ہو جائیں۔

===

9. افواج پاکستان کی خدمات

پاکستان نے امن کے قیام کے سلسلے میں اقوام متحدہ کے تحت بہت سے ممالک میں اپنی فوج بھیجی۔ [illegible]
اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان امن کی کوششوں کے حوالے سے سرفہرست رہا ہے
کے [illegible] امن مشن کے لیے اہم کردار ادا کرتے رہے۔

10. امن پسندی کے لیے کوششیں

پاکستان نے انڈونیشیا کی آزادی کا مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش کیا اور تمام پرامن ممالک کے لیے اقوام متحدہ کے دروازے کھولنے پر زور دیا۔

11. رکنیت میں معاونت

پاکستان دوطرفہ تعلقات کی بنیاد پر تمام ممالک کے ساتھ رابطہ بڑھانا چاہتا ہے۔ پاکستان نے سری لنکا، نیپال، اردن اور لیبیا کو اقوام متحدہ کا رکن بننے میں مدد دی۔

12. الجزائر کی آزادی

پاکستان دنیا میں امن و رواداری کا فروغ چاہتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ سامراجی طاقتوں کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ مظلوم اور مغلوب اقوام کی حمایت کی ہے پاکستان نے الجزائر کی آزادی کی حمایت کی ہے۔ علاوہ ازیں پاکستان نے تیونس اور مراکش کی آزادی و خودمختاری کے لیے بھی بھرپور کوشش کی تھی۔

13. مصر کے موقف کی حمایت

نہر سویز کے مسئلے پر پاکستان نے مصر کے موقف کی حمایت کی ہے۔

14. بیت المقدس کا مسئلہ

پاکستان نے بیت المقدس کو اسرائیل کے قبضے سے خالی کرانے کے لیے جنرل اسمبلی میں قرارداد پیش کی اور اکثریت سے پاس بھی کروائی۔

15. دہشت گردی کے خلاف کردار

پاکستان دنیا بھر میں ہونے والی دہشت گردی اور شدت پسندی کے خلاف مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔

===

معاشی ترقی

(Economic Development)

- پاکستان میں معاشی ترقی کا عشرہ بہ عشرہ جائزہ
- معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟
- محترمہ بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں ملک کی معاشی حالت
- پاکستان کی اہم معدنیات
- پاکستان کی معیشت میں زراعت کا کردار
- زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے حکومتی اقدامات
- پاکستان کے آبی ذرائع اور آبپاشی کا موجودہ نظام
- پاکستان کی اہم فصلوں کی پیداوار اور تقسیم
- زراعت میں جدت پسندی
- ہماری زراعت کو درپیش اہم مسائل
- زرعی مسائل کا حل
- پاکستان کی صنعتیں
- پاکستان کے توانائی کے اہم وسائل
- پاکستان کی بین الاقوامی تجارت
- پاکستان کی اہم درآمدات کا جائزہ
- پاکستان کی تجارت کی بناوٹ
- پاکستان کی تجارت کی سمتیں
- غربت کی وجوہات اور اس کو ختم کرنے کے لیے اقدامات
- پاکستان کی بندرگاہوں کی اہمیت

سوال ۔ 1947ء سے 1960ء تک پاکستان میں ہونے والی معاشی ترقی کا جائزہ لیں۔ [illegible]

معاشی ترقی کی تعریف

پروفیسر [illegible] کے مطابق [illegible] فی کس قومی آمدنی میں اضافہ معاشی ترقی ہے۔ معاشی ترقی کے نتیجہ میں معیار زندگی بلند ہونے کے ساتھ ساتھ معیشت میں بنیادی تبدیلیاں [illegible] پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت میں تبدیل ہونا معاشی ترقی کہلاتا ہے۔

پاکستان میں معاشی ترقی کا عشرہ بہ عشرہ جائزہ

Economic Developments in Pakistan through Decades

1۔ معاشی ترقی کا پہلا مرحلہ 1947-50ء

جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو اس کے حصے میں آنے والے صنعتی یونٹ کل ضروریات پوری نہیں کر سکتے تھے۔ لوگوں کا بڑا ذریعہ آمدن زراعت کا پیشہ تھا۔ قیام پاکستان سے پہلے صنعت اور تجارت زیادہ تر غیر مسلموں کے ہاتھ میں تھی۔ جب ہندوستان تقسیم ہوا تو یہ لوگ بھارت چلے گئے جس سے کل تجارت اور صنعت کے شعبے میں [illegible] بھارت سے ہجرت کرنے والے اکثر مسلمان تاجروں نے کراچی میں رہائش اختیار کی چنانچہ [illegible] کراچی صنعت و تجارت کا مرکز بن گیا۔

صنعتی کانفرنس

[illegible] میں حکومت پاکستان نے ایک صنعتی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس میں موجود [illegible] وغیرہ سے متعلق صنعتی اداروں کے قیام پر زور دیا گیا۔ سرمایہ کاری کے فروغ کے لیے [illegible] صنعتی [illegible] کارپوریشن قائم کی گئی۔ جس کی بدولت ملک میں معاشی ترقی کی ابتداء ہوئی۔

2۔ معاشی ترقی کا دوسرا مرحلہ: 1950-60ء

1950ء سے 1952ء تک کوریا کی جنگ کے دوران حکومت پاکستان نے ایک آزادانہ تجارتی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے بہت سا زرمبادلہ کمایا۔ جنگ بندی کے بعد خام مال کی قیمتوں میں کمی ہوئی۔ اس دوران حکومت پاکستان نے اشیاء صرف کی درآمد پر مختلف پابندیاں عائد کر دیں جس کی وجہ سے پاکستان میں صنعت کاری کے شعبے میں کافی ترقی ہوئی۔

پاکستانی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن

1952 میں حکومت پاکستان نے ایک مالیاتی ادارہ "پاکستانی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن" قائم کیا۔ اس کارپوریشن میں کئی صنعتی شعبوں میں سرمایہ کاری کی گئی۔ ان میں سیمنٹ، سوئی گیس پائپ لائن، کاغذ، شپ یارڈ وغیرہ کے شعبے شامل کیے گئے۔ 1959-60ء میں پاکستان کی خام قومی پیداوار کا صنعتی شعبوں میں حصہ 11.9 فیصد تھا۔ اس دورانیے میں بڑی صنعتوں نے خوب ترقی کی اور کئی ایک نئے کارخانوں کا قیام عمل میں آیا۔

پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ

پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ اپریل 1955ء کو پیش کیا گیا۔ اس منصوبے کا دورانیہ 1955-60ء تک محیط تھا۔

حجم: اس منصوبے کا کل حجم [illegible] کروڑ روپے تھا۔

شماریاتی جائزہ

مقاصد کے اعتبار سے یہ بہت اچھا منصوبہ تھا لیکن یہ پورے طور پر حاصل نہ ہو سکا۔

1۔ شرح ترقی کے لحاظ سے قومی آمدنی میں [illegible] فیصد اضافہ ہوا۔
2۔ فی کس آمدنی صرف [illegible] فیصد بڑھ سکی۔
3۔ صنعتی پیداوار میں نئی صنعتیں قائم ہوئیں مثلاً کاغذ (نیوز پرنٹ)، گتہ، کھاد اور کیمیائی اشیاء سے متعلق صنعتیں وغیرہ۔
4۔ آبادی میں اضافے کی شرح تقریباً 1.6 فیصد سالانہ رہی۔
5۔ ملکی بچتوں کی شرح محض 1 فیصد تک کم ہو گئی۔
6۔ اس عرصے کے دوران برآمدات کو نہ بڑھایا جا سکا۔
7۔ درآمدات کی مقدار میں اضافہ ہو گیا۔
8۔ توازن ادائیگی خاصا خراب ہو گیا۔
9۔ پہلے چار سالوں کے دوران توازن ادائیگی میں 2 کروڑ روپے کا خسارہ ہوا۔
10۔ اس دوران زرعی فصلوں کی پیداوار میں زیادہ اضافہ نہ ہو سکا۔

حاصلات اور ناکامیاں

درج بالا اعداد و شمار سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پہلا پانچ سالہ منصوبہ بیشتر شعبوں میں ناکام رہا۔ اس کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے تجربات کی بدولت نئی سوچ اور انداز فکر نے جنم لیا جس سے معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے اور آئندہ کے ترقیاتی منصوبہ جات کو تشکیل دینے میں کافی مدد حاصل ہوئی۔

سوال2۔ قیام پاکستان کے بعد چوتھے اور پانچویں عشرے میں ہونے والی معاشی ترقی کا جائزہ لیں۔

جواب: **معاشی ترقی کی تعریف**

پروفیسر آرتھر لیوس (Professor Aurther Lewis) کے مطابق "اشیا و خدمات کی پیداوار میں اضافے کا نام معاشی ترقی ہے"۔ معاشی ترقی کے نتیجے میں بہتر زندگی گزارنے کے لیے معیشت میں بنیادی تبدیلیاں لائی جا سکتی ہیں۔ مختصراً کسی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا معاشی ترقی کہلاتا ہے۔

معاشی ترقی کا تیسرا مرحلہ: 1960-70ء

جنرل محمد ایوب خان نے 1958ء میں اقتدار سنبھالنے کے بعد ذخیرہ اندوزوں، سمگلروں اور چور بازاری کو سخت سزائیں دیں۔ اس دوران بھاری مشینری مثلاً سٹیل انڈسٹری اور پیٹرو کیمیکل وغیرہ کی صنعتوں کی طرف توجہ دی۔ 1965 کے بعد

صنعتی شعبہ کی ترقی کی رفتار سست جبکہ زراعت کے شعبے میں ترقی تیز ہوئی۔

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ 1960 سے 1965 تک کے لیے تھا۔

حجم: دوسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا حجم [illegible] کروڑ روپے مقرر کیا گیا مگر [illegible] میں یہ حجم [illegible] کروڑ روپے کر دیا گیا۔

شماریاتی جائزہ

دوسرا پانچ سالہ منصوبہ اپنے نتائج کے لحاظ سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔

1۔ ملکی بچتوں کی شرح منفی 21 فیصد تک کم ہو گئی۔
2۔ اس منصوبے کے تحت ملک کی معاشی ترقی میں بہتری آئی۔
3۔ قومی آمدنی میں 30 فیصد سے زائد اضافہ ہوا۔
4۔ صنعتی شعبہ میں [illegible] فیصد سالانہ سے زیادہ ترقی ہوئی۔
5۔ برآمدات میں [illegible] فیصد سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوا۔
6۔ زرعی شعبے میں ترقی [illegible] فیصد سے زیادہ ہوئی۔
7۔ روزمرہ کے مواقع متوقع حد تک نہ بڑھائے جا سکے۔
8۔ اس طرح اس شعبے کی ترقی کی رفتار غیر معیاری رہی۔

حاصلات

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ خاصی کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ بلکہ کئی شعبوں میں تو ترقی مقررہ ہدف سے بھی بڑھ گئی۔
پاکستان کی معاشی ترقی کے لحاظ سے دوسرے پانچ سالہ منصوبے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ

1965-70 کے دوران تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ بنایا گیا۔

حجم: اس منصوبے کا کل حجم 5200 کروڑ روپے تھا۔

شماریاتی جائزہ

1۔ تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے دوران صنعتی میدان میں ترقی صرف 9 فیصد ہوئی۔
2۔ سرمایہ کاری کی شرح میں قریباً 14 فیصد کمی ہوئی۔
3۔ زرعی ترقی میں 4.5 فیصد سالانہ ترقی ہوئی۔
4۔ برآمدات میں 7 فیصد کے حساب سے اضافہ ہوا۔

5۔ تیسرے پانچ سالہ منصوبے کو حقیقی وسائل اور سازگار حالات میسر نہ آسکے۔ جو معاشی ترقی کے پروگرام کے لیے درکار تھے۔

حاصلات اور ناکامیاں

درج بالا اعداد و شمار سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تیسرا پانچ سالہ منصوبہ بیشتر میدانوں میں ناکام رہا۔ اس لیے یہ پانچ سالہ منصوبہ مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکا۔

4۔ معاشی ترقی کا چوتھا مرحلہ: 1970-80ء

بھٹو کا دور حکومت

جب ذوالفقار علی بھٹو نے 1971ء میں اقتدار سنبھالا تو ملک بے شمار مسائل میں گھرا ہوا تھا اس عشرہ کے ابتدائی سات سالوں میں معاشی ترقی مایوس کن رہی کرنسی کی قیمت میں کمی سے امریکی ڈالر 4.67 روپے سے زیادہ کا ہو گیا۔ کئی کے کارخانوں، تجارتی بینکوں، جہاز راں کمپنیوں، آئل ملوں، کپاس بیلنے اور چاول چھڑنے والے کارخانوں کو قومی ملکیت میں لینے کے عمل نے معاشی ترقی پر بہت برے اثرات مرتب کیے۔

جنرل محمد ضیاء الحق کا دور حکومت

جنرل محمد ضیاء الحق کے دور حکومت میں ملک معاشی ترقی کی طرف گامزن ہو گیا۔ 1977ء میں معاشی اصلاحات کا آرڈیننس مجریہ جاری ہوا۔ زرعی شعبہ سے متعلقہ صنعتی یونٹ سابقہ مالکان کو واپس کر دیئے گئے جس کی وجہ سے ملک کی خام قومی پیداوار میں اضافہ ہوا اور برآمدات بھی بہتر ہو گئیں۔ ملک میں فصلوں کی پیداوار خوب ہوئی لیکن حکومت افراط زر پر قابو نہ پا سکی۔

چوتھا پانچ سالہ منصوبہ

چوتھا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ 1970ء تا 1975ء تک کے لیے تھا

حجم: اس منصوبے کے لیے 7 ارب روپے مختص کیے گئے تھے

حاصلات اور ناکامیاں

قومی آمدنی میں اضافہ، زرعی فصلوں کی پیداوار اور فی کس آمدنی میں اضافہ [illegible] نامساعد حالات کی وجہ سے چوتھے پانچ سالہ منصوبے پر عمل درآمد نہ ہو سکا اور اس منصوبے کو بالآخر منسوخ کرنا پڑا۔

سوال 3۔ معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟ قیام پاکستان کے بعد چھٹے اور ساتویں عشرے میں ہونے والی معاشی ترقی کا جائزہ لیں۔

جواب: **معاشی ترقی کی تعریف**

پروفیسر آرتھر لیوس (Professor Aurther Lewis) کے مطابق: "اشیاء و خدمات کی پیداوار میں اضافے کا نام معاشی ترقی ہے"۔ معاشی ترقی کے نتیجہ میں بہتر زندگی گزارنے کے لیے معیشت میں بنیادی تبدیلیاں لائی جا سکتی ہیں۔ مختصراً کسی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا معاشی ترقی کہلاتا ہے۔

7- تعلیم اور صحت کے شعبے پر زیادہ توجہ دی گئی۔

8- خام ملکی پیداوار (G.D.P) میں 6.6 فیصد اضافہ ہوا۔

9- زرعی پیداوار میں 3.2 فیصد اضافہ ہوا۔

10- برآمدات میں 6 فیصد سالانہ اور درآمدت میں 6 فیصد سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوا۔

11- افراط زر کی شرح 6 فیصد رہ گئی۔

بجلی کی پیداوار میں 13.6 فیصد اضافہ ہوا۔

حاصلات

چھٹا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ خاصی کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ بلکہ کئی شعبوں میں تو ترقی مقررہ ہدف سے بھی بڑھ گئی۔ پاکستان کے معاشی ترقی کے لحاظ سے چھٹے پانچ سالہ منصوبے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

محترمہ بےنظیر بھٹو کا دور حکومت

محترمہ بےنظیر بھٹو کی ،دسمبر 1988 میں ہونے والے الیکشن کے نتیجے میں حکومت بنی جو 1990 تک قائم رہی۔ محترمہ بےنظیر بھٹو کے اس پہلے دور میں ملک کی معاشی حالت حوصلہ افزا رہی۔

شماریاتی جائزہ

1- 1989-90 کے دوران ملک کی خام پیداوار میں اضافے کی شرح 1.5 فیصد رہی۔

2- زراعت میں ترقی کا اندازہ 2.5 فیصد تھا لیکن صرف 1 فیصد سالانہ اضافہ ہوا۔

3- 1989-90 کے دوران ادائیگی توازن میں بہتری ہوئی۔

4- بیرونی تجارت کا خسارہ کم ہوا اور ملک میں سرمایہ کاری کی فضا کچھ بہتر ہوئی۔

5- اپریل 1989 میں نئی صنعتی پالیسی کا اعلان کیا گیا جس میں ایک دفعہ پھر نجی شعبہ کے لیے نئی ترغیبات کا اعلان کیا گیا۔

6- نئی صنعتوں کے قیام کو آسان کر دیا گیا اور کئی نئے شعبوں میں سرمایہ کاری کے لیے راہیں کھول دی گئیں۔

حاصلات

محترمہ بےنظیر بھٹو کے پہلے دور میں ملک کی معاشی حالت تسلی بخش رہی بلکہ کئی شعبوں میں تو ترقی مقررہ ہدف سے بھی بڑھ گئی۔ پاکستان کی معاشی ترقی کے لحاظ سے محترمہ بےنظیر بھٹو کا پہلا دور خاص اہمیت کا حامل ہے۔

6- معاشی ترقی کا چھٹا مرحلہ: 1990-2000ء

1990ء اور 1996ء میں محترمہ بےنظیر بھٹو کی حکومت برطرف ہوئی۔ 1993ء اور 1999ء میں میاں محمد نواز شریف کی حکومت ختم ہوئی۔ 1999ء جنرل پرویز مشرف نے اقتدار سنبھالا۔

7- معاشی ترقی کا ساتواں مرحلہ 2000-2010ء

مشرف کا دورِ حکومت

جنرل پرویز مشرف کے آٹھ سالہ دورِ حکومت میں معاشی ترقی کی رفتار 7 فیصد رہی۔ وزیرِاعظم شوکت عزیز نے معاشی ترقی کے لیے کئی اقدامات کیے مگر عام آدمی کی زندگی کے مسائل اور مہنگائی میں اضافہ ہوا۔

پیپلز پارٹی کا دورِ حکومت

پاکستان پیپلز پارٹی 2008 کے انتخابات میں بڑی جماعت بن کر ابھری جن کی حکومت نے عوام کے معاشی مسائل کم کرنے کے لیے بہت سارے اقدامات کیے۔ مگر ملک معاشی ترقی کے لحاظ سے اب بھی بہت سی مشکلات کا شکار ہے۔

Economic Survey of Pakistan 2011-12

پاکستان کی 2001 سے 2011-12 تک مجموعی قومی پیداوار کی سالانہ شرح ترقی
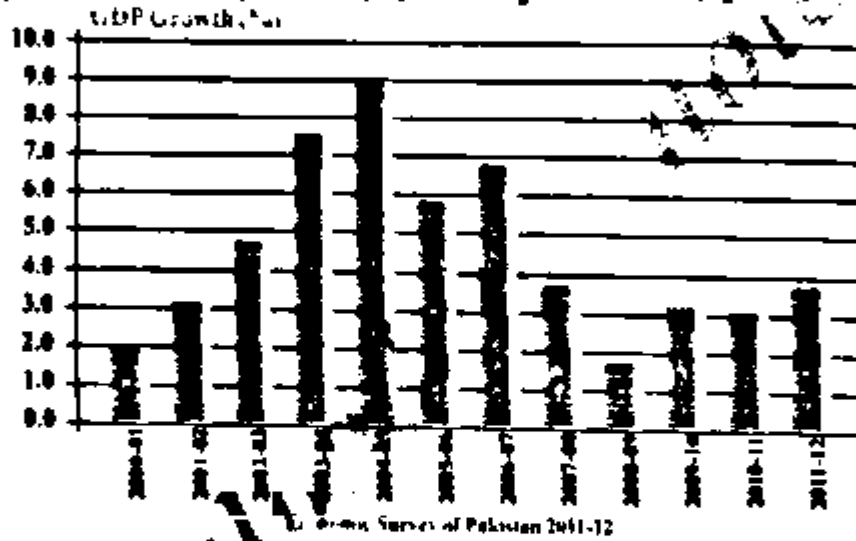
معیشت کے اہم شعبے

Important Sectors of Economy

سوال 4۔ پاکستان کی اہم معدنیات کون کون سی ہیں؟ اور یہ کہاں کہاں پائی جاتی ہیں؟

جواب: معدنیات (Minerals)

تعریف: وہ تمام اشیاء جو انسان کے فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ نے زیرِ زمین پیدا کر رکھی ہیں معدنیات کہلاتی ہیں۔

پاکستان اور معدنی وسائل

پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معدنی وسائل سے نوازا ہے۔ صنعتی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ان وسائل کی منصوبہ بندی کی جائے اور ان کی ترقی پر بھرپور توجہ دی جائے۔ پاکستان میں معدنیات کے وسیع ذخائر دستیاب ہیں لیکن کافی عرصے

ان ذخائر سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ جس کی بڑی وجہ تربیت یافتہ افراد کی کمی، مالی مجبوریاں اور جدید ٹیکنالوجی کی عدم دستیابی جیسی مشکلات ہیں۔

معدنی ترقیاتی کارپوریشن کا قیام

1974ء میں معدنی ترقیاتی کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ صوبائی سطح پر بھی کارپوریشنیں قائم کی گئی ہیں۔ ملک میں معدنیات کی ترقی کے لیے پیٹرولیم اور قدرتی وسائل کی وزارت ذمہ دار ہے۔

پاکستان میں پائی جانے والی معدنیات

معدنیات کو دھاتی اور غیر دھاتی دو گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں دھاتی معدنیات میں لوہا، تانبا اور کرومائیٹ وغیرہ جبکہ غیر دھاتی معدنیات میں معدنی تیل، قدرتی گیس، خوردنی نمک، چونے کا پتھر، سنگ مرمر اور جپسم وغیرہ شامل ہے۔

وزارت پٹرولیم اور قدرتی وسائل کے ذیلی ادارے

وزارت پٹرولیم اور قدرتی وسائل پانچ ذیلی ادارے بھی چلا رہی ہے جو وفاقی سطح پر معدنیات کی تلاش اور ترقی کا کام کر رہے ہیں۔

1۔ جیولوجیکل سروے آف پاکستان
2۔ جیمسٹون (قیمتی پتھر) کارپوریشن آف پاکستان
3۔ تیل اور گیس کی ترقیاتی کارپوریشن
4۔ پاکستان منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن
5۔ وسائل کی ترقیاتی کارپوریشن

پاکستان کی اہم معدنیات

پاکستان کی اہم معدنیات درج ذیل ہیں۔

1۔ معدنی تیل (Petroleum)

انسان کے لیے معدنی تیل اور اس سے تیار کردہ مصنوعات کی معاشی اہمیت صنعتوں میں استعمال ہونے والی تمام معدنیات سے بڑھ چکی ہے۔ معدنی تیل کی اہم مصنوعات میں گیسولین، مٹی کا تیل، ڈیزل، موبل آئل، موم اور تارکول وغیرہ شامل ہے۔ پاکستان میں تیل صاف کرنے کے کارخانے موجود ہیں۔

i معدنی تیل کے کنویں

پاکستان میں سطح مرتفع پوٹھوہار کا علاقہ معدنی تیل کی پیداوار کا قدیم خطہ ہے۔ معدنی تیل کے کنویں، کھوڑ، ڈھلیاں، جویا میر، بالکسر، کرسال، منت، کوٹ سارنگ، ہنوال اور میال میں واقع ہیں۔

ii پنجاب: پنجاب میں تیل کے کنویں رکھنے والے علاقوں آدھی، قاضیاں (ضلع راولپنڈی)، ڈھوڈک (ڈیرہ غازی خاں) وغیرہ شامل ہیں۔

iii صوبہ سندھ میں:

خصکیلی (ضلع بدین)، خنڈو اللہ یار (حیدرآباد) اور زم زمہ میں معدنی تیل کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔

iv معدنی تیل کی ریفائنریز

اس وقت معدنی تیل کی چار ریفائنریز پاکستان میں کام کر رہی ہیں۔

۱۔ اٹک ریفائنری ۲۔ پاکستان ریفائنری
۳۔ نیشنل ریفائنری ۴۔ پاک عرب ریفائنری

2۔ قدرتی گیس (Natural Gas)

قدرتی گیس توانائی حاصل کرنے کا ایک سستا اور صاف ذریعہ ہے۔

i پاکستان میں قدرتی گیس کی دریافت

پاکستان میں قدرتی گیس 1952ء میں سوئی کے مقام (ضلع ڈیرہ بگٹی صوبہ بلوچستان) سے دریافت ہوئی۔ یہ ذخیرہ دنیا کے بڑے ذخائر میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ گیس نہ صرف گھریلو بلکہ صنعتی ضروریات کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

ii قدرتی گیس کے ذخائر

پاکستان میں اس وقت قدرتی گیس کے مزید ذخائر درج ذیل مقامات پر پائے جاتے ہیں۔

iii پنجاب: پنجاب میں ڈھوڈک، پیرکوہ، ڈھلیاں اور میال

iv بلوچستان: بلوچستان میں اوچ اور زن

v سندھ: سندھ میں خیرپور، مزرانی، ساری، ہنڈی، کندکوٹ، ماری، رتن۔

اس وقت تک قدرتی گیس پائپ لائنز کے ذریعے ملک کے مختلف علاقوں تک پہنچائی گئی ہے۔ پاکستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں قدرتی گیس کی سہولت موجود ہے۔

3۔ تانبا (Copper)

تانبا عصر حاضر کی اہم ترین ضرورت ہے۔ پاکستان میں اللہ کے کرم سے اچھی قسم کا تانبا پایا جاتا ہے۔

i تانبے کا استعمال

تانبے کا استعمال بجلی کی اشیاء خصوصاً تاریں بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس سے صراحی، پتیلے، برتن وغیرہ بنائے جاتے تھے۔

ii تانبے کے ذخائر:

تانبے کے ذخائر درج ذیل مقامات پر پائے جاتے ہیں۔

iii بلوچستان:

بلوچستان میں تانبے کے ذخائر ضلع چاغی اور سینڈک، قلات، ژوب اور بعض دیگر مقامات پر دریافت ہوئے ہیں۔

iv خیبر پختونخوا: خیبر پختونخوا میں تانبے کے ذخائر دیر، چترال اور ہزارہ میں پائے جاتے ہیں۔

4- خام لوہا (دھاتی) (Iron ore)

پاکستان میں خام لوہے کی پیداوار 1957 میں شروع ہوئی۔ کئی مقامات سے خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔
خام لوہے کے کل محفوظ ذخائر کا تخمینہ 500 ملین ٹن لگایا گیا ہے۔

خام لوہے کے ذخائر

خام لوہے کے کالاباغ (ضلع میانوالی) کے ذخائر بہت بڑے ذخائر ہیں لیکن کوالٹی اچھی نہیں ہے۔ دمل نسار (چترال) سے ذخائر میں اچھی قسم کا خام لوہا دریافت ہوا ہے لیکن ذرائع آمدورفت میں مشکلات کے باعث معاشی لحاظ سے منافع بخش نہیں ہے۔ اس کے علاوہ لنگریال اور چلغازی (ضلع چاغی) وغیرہ میں خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔

5- کوئلہ (Coal)

پاکستان میں کوئلے کی سالانہ پیداوار 23 ملین ٹن ہے جب کہ پاکستان میں کوئلے کے محفوظ ذخائر کا اندازہ 85 ملین ٹن لگایا گیا ہے۔

i کوئلے کا استعمال

پاکستان میں کوئلہ کا زیادہ تر استعمال تھرمل بجلی پیدا کرنے، گھروں اور اینٹیں پکانے میں ہوتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں مندرجہ ذیل مقامات سے کوئلہ نکالا جاتا ہے۔

ii کوئلے کے ذخائر

پنجاب: کوہستان نمک کے علاقے میں زیادہ تر کوئلہ ڈنڈوت، پڈھ اور مکڑوال کی کانوں سے حاصل ہوتا ہے۔
خیبر پختونخوا صوبہ خیبر پختونخوا میں صرف ہنگو میں کوئلے کے ذخائر ہیں۔
بلوچستان بلوچستان میں خوست، شارگ، ڈیگاری، شیریں آب، مچھ بولان اور ہرنائی میں کوئلے کی کان کنی ہو رہی ہے۔
سندھ: سندھ میں کوئلے کی کانیں تھر، جھمپیر، سارنگ اور لاکھڑا میں واقع ہیں۔

6- چٹانی نمک (Rock Salt)

پاکستان میں خوردنی نمک کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں خوردنی نمک کے محفوظ ذخائر کا اندازہ 00 ملین ٹن ہے۔

i خوردنی نمک کے ذخائر

خوردنی نمک کے ذخائر کوہستان نمک میں ملتے ہیں۔ یہاں کھیوڑہ (ضلع جہلم) کے مقام پر نمک کے سب سے بڑے ذخائر ہیں۔ اس کے علاوہ واڑچھا (ضلع خوشاب)، کالاباغ (ضلع میانوالی) اور بہادر خیل (ضلع کرک) میں بھی نمک کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔

ii سمندری نمک

علاوہ ازیں ماڑی پور (کراچی) لسبیلہ اور مکران کے ساحل کے قریب سے بھی نمک حاصل ہوتا ہے جو کھانے کے علاوہ کیمیکل صنعت میں بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔

7۔ کرومائیٹ (Chromite)

کرومائیٹ ایک اہم دھات ہے۔ جسے زیادہ تر فولاد سازی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں کرومائیٹ کے 25 سے زائد بڑے ذخائر دریافت کیے جا چکے ہیں۔ کرومائیٹ مختلف ممالک کو برآمد کی جاتی ہے۔

i کرومائیٹ کا استعمال

کرومیم دھات کرومائیٹ سے حاصل ہوتی ہے جو ہائی سپیڈ مشینوں اور فوٹو گرافی سے متعلقہ آلات بنانے میں کام آتا ہے۔ پہلے کرومائیٹ کی تمام پیداوار برآمد کر دی جاتی تھی لیکن اب ملکی سٹیل مل میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

ii کرومائیٹ کے ذخائر

بلوچستان کرومائیٹ کے ذخائر مسلم باغ، چاغی اور خاران (بلوچستان) میں دریافت ہوئے ہیں۔

خیبر پختونخوا کرومائیٹ کے ذخائر صوبہ خیبر پختونخوا میں مالاکنڈ اور مہمند ایجنسی میں دریافت ہوئے ہیں۔

8۔ جپسم (Gypsum)

پاکستان میں جپسم کے وسیع ذخائر موجود ہیں جس کا اندازہ [illegible] ملین ٹن سے زائد ہے۔

i جپسم کا استعمال

جپسم فاسفیٹ کھاد کی تیاری میں بطور خام مال استعمال ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ سیمنٹ کی صنعت، کاغذ سازی، پلاسٹر آف پیرس، سلفیورک ایسڈ، رنگ و روغن کی صنعت اور ربڑ کی صنعت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ii جپسم کے ذخائر

پاکستان میں کھیوڑہ، ڈنڈوت، داؤد خیل، قائد آباد، روہڑی، کوہاٹ، ڈیرہ غازی خان، لورالائی اور سبی وغیرہ میں جپسم پایا جاتا ہے۔

9۔ چونے کے پتھر (Lime Stone)

چونے کا پتھر ایک نہایت ہی کارآمد معدنیات ہے۔

چونے کے پتھر کے استعمال

یہ شیشہ سازی، کاغذ، صابن بنانے، سیمنٹ سازی، فولاد سازی، بلیچنگ پاؤڈر کی تیاری، عمارتوں کو سفیدی کرنے، رنگ سازی، کھانے والے پان، لائم اور سوڈا ایش کی صنعت میں استعمال ہوتا ہے۔

چونے کے پتھر کے ذخائر

پاکستان میں چونے کا پتھر زیادہ تر شمالی اور مغربی پہاڑی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کے ذخائر داؤد خیل، واہ، روہڑی، حیدرآباد، سبی، ڈیرہ غازی خان، کوہاٹ، نوشہرہ اور خضدار میں پائے جاتے ہیں۔

پیداوار کا 2Q فیصد حصہ حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان میں کام کرنے والی آبادی کا بڑا حصہ زراعت سے روزی کماتا ہے دیہی علاقوں کی آمدنی کا 6Q فیصد سے زیادہ زرعی شعبہ کی برآمدات سے حاصل ہوتا ہے۔
پاکستان زرعی شعبہ میں مسلسل ترقی کر رہا ہے۔ پچھلے دس سال سے اوسطاً ... سالانہ شرح سے زراعت میں ترقی ہو رہی ہے۔ پاکستان ان چند ترقی پذیر ممالک کی صف میں شامل ہے جہاں زرعی پیداوار میں ترقی کی شرح زیادہ ہے۔

ہے ... زراعت ... کی ... ترقی ... سے ... مقصد
قدم ... اصلاح ... کی ... جانب ... بڑھے

زراعت کی اہمیت

پاکستان کے قیام کے بعد زرعی شعبے میں ترقی ملکی خوشحالی کا باعث بنی۔ زراعت کی اہمیت کو مندرجہ ذیل نکات سے واضح کیا جا سکتا ہے۔

ہے ... ترقی ... ملک ... کی ... ہے ... اس ... سے ... منسلک
زراعت ... بھی ... بہار ... ہے ... خزاں ... سے

1۔ خوراک کا حصول

پاکستان ان چند ترقی پذیر ممالک کی صف میں شامل ہے جہاں زرعی پیداوار میں ترقی کی شرح کافی حوصلہ افزا ہے۔ انسان کی بنیادی ضرورت خوراک ہے جس میں گندم، کپاس، چاول، مکئی، گنا، جوار، باجرہ، دالیں، سبزیاں اور پھل وغیرہ شامل ہیں۔ انسانی خوراک کے علاوہ زرعی شعبے سے تمام جانوروں کی غذائی ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں، جس میں موسم گرما اور سرما کی چارے کی فصلیں شامل ہیں۔

2۔ قومی آمدنی میں اضافہ

زرعی شعبہ کی ترقی سے ملک کی قومی آمدنی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت چھوٹے کسانوں کو آسان قسطوں پر قرضے دے رہی ہے تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روزگار ملے اور ملک میں خوشحالی ہو۔

3۔ صنعتوں کے لیے خام مال کا حصول

پاکستان کی مختلف صنعتوں مثلاً فلور ملز، شوگر ملز، رائس ملز، کاٹن اور ٹیکسٹائل انڈسٹری، گھی ملز، صابن کی صنعت، ڈبل روٹی، جوس فیکٹریوں اور پھلوں کی مصنوعات کا انحصار زرعی شعبے سے حاصل شدہ پیداوار پر ہے۔

4۔ روزگار کا حصول

پاکستان کی کثیر آبادی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر زراعت کے شعبے سے وابستہ ہے۔
لاکھوں لوگ غلہ منڈیوں، پھلوں اور سبزیوں کی منڈیوں میں خرید و فروخت سے روزی کماتے ہیں۔
اس کے علاوہ زراعت سے متعلقہ ٹرانسپورٹ سے وابستہ لوگ بھی روزی کماتے ہیں۔ اس لیے زراعت پاکستان کے لوگوں کا سب سے بڑا پیشہ ہے۔

5۔ زرمبادلہ کا ذریعہ

کامیاب زرعی شعبے کی بدولت ہی کوئی ملک زرعی اشیا برآمد کر سکتا ہے۔ پاکستان زرعی پیداوار مثلاً چاول، کپاس اور اس پیداوار پر منحصر صنعتی اشیا غیر ممالک کو برآمد کر کے کثیر زرمبادلہ کماتا ہے۔

6۔ معاشی ترقی

پاکستان کی معاشی بلکہ صنعتی اور تجارتی ترقی کا انحصار بھی زراعت پر ہی ہے۔ اسی لیے تو زراعت کو جدید مشینوں اور جدید تقاضوں کے مطابق ترقی دی جا رہی ہے۔ پاکستان کی مجموعی قومی پیداوار کا قریباً 24 فیصد زرعی شعبے سے حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان کی نہ صرف معاشی بلکہ صنعتی اور تجارتی ترقی کا انحصار بھی زراعت پر ہے۔ اس لیے زراعت کو معاشی ترقی کے لحاظ سے ملکی معیشت میں اہم مقام حاصل ہے۔

پاکستان کی زرعی پیداواری طاقت، اس کے مسائل اور پیداوار میں اضافے کے لیے اقدامات

Agricultural Potential of Pakistan along with Problems and Measures for Maximization of Yield

سوال 6۔ پاکستان میں فی ایکڑ اوسط پیداوار میں کمی کی وجوہات تحریر کریں۔ نیز زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے حکومتی اقدامات بھی تحریر کریں۔

پاکستان ایک زرعی ملک

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور اس کی معیشت کا زیادہ تر انحصار زراعت کے شعبے پر ہے۔ حکومتی کوششوں کے باوجود اس کے مسائل بڑی تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ زراعت کا شعبہ بہت سی وجوہات کی بنا پر غیر ترقی یافتہ ہے۔ پاکستان میں زراعت واحد شعبہ ہے جس سے خام ملکی پیداوار کا 23 فی صد حصہ حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان میں کام کرنے والی آبادی کا بڑا حصہ زراعت سے روزی کماتا ہے نیز ملکی آمدنی کا 60 فی صد سے زیادہ زرعی شعبے کی برآمدات سے حاصل ہوتا ہے۔

فی ایکڑ اوسط پیداوار میں کمی کی وجوہات

پاکستان کے ہر علاقے میں زرعی زمین کے وسائل ایک جیسے نہیں۔ کہیں زیادہ زرخیز زرعی زمین اور بنجر میدانی علاقے، اچھی آب و ہوا اور دریا اور زرخیز زمین بہترین پانی موجود ہے جبکہ کچھ علاقوں میں زرخیز زمین، اچھی آب و ہوا کے پانی اور زرخیز زمین بہترین پانی کی سہولتیں میسر ہیں۔ بعض علاقوں میں آبپاشی نہروں اور ٹیوب ویل کے ذریعے کی جاتی ہے اور بعض علاقوں میں زراعت کا انحصار زیادہ تر بارش پر ہے۔ زرعی قدرتی صلاحیت کے باوجود پاکستان میں اکثر فصلوں کی فی ایکڑ اوسط پیداوار کم ہے۔ اس کی اہم وجوہات ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

1۔ روایتی طریقہ کاشت

آج تک ہم زرعی شعبے میں خودکفیل نہیں ہو سکے کیونکہ ہماری زراعت پسماندگی کا شکار ہے۔ آج ترقی یافتہ ممالک میں جدید ترین مشینوں کی مدد سے کھیتی باڑی ہوتی ہے جبکہ ہمارے ہاں زراعت کے پرانے اور روایتی طریقے استعمال ہوتے ہیں۔

جس سے فی ایکڑ پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا۔

2۔ آب پاشی کا نظام

پاکستان مون سون آب و ہوا کے خطے کے اس حصہ میں واقع ہے جہاں بارشیں کم ہوتی ہیں اس لیے زیر کاشت رقبہ کا زیادہ حصہ آبپاشی یا نہری نظام کے تحت ہے۔ پاکستان میں آب پاشی کا وسیع نظام موجود ہے لیکن نہری نظام کے ذریعے سے زرعی زمین کو پانی مہیا نہیں کیا جاسکا جس سے آب پاشی کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لیے ہماری فی ایکڑ اوسط پیداوار میں کمی ہو رہی ہے۔

3۔ قدرتی آفات

پاکستان میں قدرتی آفات سیلاب اور زلزلے وغیرہ آنے سے زیر کاشت رقبہ خراب ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سیم و تھور کا مسئلہ، غیر معیاری بیجوں کا استعمال، کھاد کا استعمال، کسانوں کا تعلیم یافتہ نہ ہونا، روایتی طریقوں سے کاشت کرنے میں ہی فصل کی بیماریاں، کسانوں کو زرعی قرضے کے حصول میں دشواری جیسے مسائل سے پاکستان میں فی ایکڑ اوسط پیداوار میں کمی ہو رہی ہے۔

زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے حکومتی اقدامات

1- جدید مشینوں اور آلات کا استعمال

پاکستان میں زراعت کے میدان میں سائنسی بنیادوں پر مختلف زرعی آلات اور جدید مشینوں کی مدد سے کھیتی باڑی کو فروغ دینا بہت ضروری ہے۔ اس سے ہماری پیداوار بڑھے گی اور قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا جس سے خوشحالی آئے گی۔

2- ادویات اور کھاد کا استعمال

زراعت کے شعبے میں بہتری لانے اور فی ایکڑ اوسط پیداوار میں اضافہ کرنے کے لیے انسانی محنت، مہارت، اچھے بیجوں، کیڑے مار ادویات اور معیاری کھاد کا استعمال بہت ضروری ہے۔

3- آب پاشی کے جدید طریقے

پاکستان میں نہری نظام میں بہتری لا کر اور آب پاشی کے جدید طریقوں کے ذریعے فی ایکڑ اوسط پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے۔

4- زرعی شعبے میں جدید تحقیق

پاکستان میں زرعی یونیورسٹیوں کے قیام سے زراعت کے شعبے میں ترقی ممکن ہے۔ زراعت کے شعبے میں جدید تحقیق سے بھی زرعی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

5۔ زرعی اصلاحات

پاکستان میں زرعی شعبہ میں اصلاحات بھی زراعت کی ترقی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ زرعی اصلاحات 1959ء، 1972ء، 1977ء اور حالیہ برسوں میں کی گئی ہیں تاکہ زرعی آمدنی اور اراضی کی ملکیت میں توازن قائم کیا جائے اور مزارع اور مالک کے درمیان تعلقات بہتر بنائے جائیں۔

6۔ زمیندار کا تعلیم یافتہ ہونا

زمیندار کا تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے۔ کسی بھی شعبہ زندگی کی ترقی کا دارومدار تعلیم پر ہے۔ زمیندار کے ان پڑھ ہونے سے بہت سے مسائل زرعی شعبہ میں حائل ہیں۔ دیہات میں تعلیمی سہولتوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا ضروری ہے تاکہ کاشتکار زراعت کے جدید طریقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرکے پیداوار بڑھائیں۔

پاکستان کے آبی ذرائع اور آبپاشی کا موجودہ نظام

Water Resources of Pakistan and the Existing Irrigation System

سوال 7۔ پاکستان کے آبی ذرائع پر تفصیل سے نوٹ لکھیں۔

جواب: **پاکستان کے ذرائع آبپاشی**

پاکستان مون سون آب وہوا کے ان خطوں میں واقع ہے جہاں بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔ پاکستان میں زراعت کی ترقی کا انحصار ذرائع آبپاشی پر ہے۔ پاکستان کے دیگر ذرائع آبپاشی میں ٹیوب ویل، کاریز، کنویں اور چشمے وغیرہ شامل ہیں۔ ذرائع آبپاشی میں سب سے بڑا اہم ذریعہ نہریں ہیں۔

1۔ نہریں

پاکستان میں مختلف زرعی علاقے کا انحصار نہری پانی پر ہوتا ہے۔ پاکستان کی زیادہ تر نہریں صوبہ پنجاب میں واقع ہیں۔ ہمارا نہری نظام چھوٹے بڑے ڈیموں بیراجوں اور رابطہ نہروں پر مشتمل ہے۔

پاکستان میں نہروں کی اقسام

پاکستان میں نہروں کی مندرجہ دو اقسام ہیں۔

1۔ دائمی یا دوامی نہریں　　2۔ غیر دائمی یا غیر دوامی نہریں یا سیلابی نہریں

i۔ دائمی یا دوامی نہریں

وہ نہریں جن میں سارا سال پانی بہتا ہے، دائمی یا دوامی نہریں کہلاتی ہیں۔ پاکستان میں سارا سال دریاؤں میں پانی بہتا رہتا ہے۔ ہمارے ملک کی زیادہ تر نہریں دائمی ہیں یعنی ان میں سارا سال پانی رہتا ہے۔

ii۔ غیر دائمی یا غیر دوامی نہریں

غیر دائمی یا غیر دوامی سے مراد وہ نہریں ہیں جو صرف برسات کے موسم یا موسم گرما میں چلتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں جب برف پگھلتی ہے تو دریاؤں میں پانی کی مقدار کے اضافے سے سیلابی پانی ان نہروں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ موسم سرما میں یہ نہریں بند رہتی ہیں۔ یہ نہریں زیادہ تر دریائے راوی، چناب، جہلم، ستلج اور سندھ سے نکالی گئی ہیں جو پاکستان کے مختلف علاقوں کو سیراب کرتی ہیں۔

2۔ بارش

بارش پانی کی فراہمی کا قدرتی ذریعہ ہے۔ پاکستان میں بارش سال میں دو دفعہ ہوتی ہے۔

1۔ مون سون کی بارش 2۔ موسم سرما کی بارش

i۔ مون سون کی بارش

گرمیوں میں جولائی سے ستمبر کے دوران بھارت سے آنے والی مون سون ہواؤں سے شمالی میدانوں اور جنوبی ہمالیہ شوالک پر بارش ہوتی ہے۔ پہاڑوں پر ہونے والی بارشوں سے، گلیشئرز کا پانی پگھل کر ندی نالوں کے ذریعے دریاؤں میں اکٹھا ہو جاتا ہے اور سارا سال ان کو رواں دواں رکھتا ہے۔

ii۔ موسم سرما کی بارش

موسم سرما میں مغربی ہوائیں اپنے ساتھ بارش لاتی ہیں۔ مغربی پہاڑی سلسلوں اور شمالی پہاڑی سلسلوں پر برف باری ہوتی ہے۔ مغربی ہواؤں کی وجہ سے شمالی میدانوں میں بھی بارش ہوتی ہے لیکن یہ بارش اتنی نہیں کہ ہماری ضرورت کو پورا کر سکے۔ نہری علاقوں کے برعکس بارانی علاقوں کی بہتر پیداوار زیادہ تر بروقت مطلوبہ بارشوں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ تربیلا اور منگلا ہمارے اہم آبپاشی ڈیم ہیں جن میں لاکھوں ایکڑ پانی جمع کیا جاتا ہے بلکہ سستی پن بجلی بھی پیدا کی جاتی ہے۔ پانی کے ان دو بڑے ذخائر کے علاوہ کوئی پانچ لاکھ فی ایکڑ فٹ چشمہ براج میں بھی ذخیرہ کیا جاتا ہے۔

3۔ ٹیوب ویل

پاکستان میں نہری پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ٹیوب ویلوں کے ذریعے زیر زمین پانی حاصل کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے ان علاقوں میں پانی گہرائی میں ملتا ہے۔ وہاں ٹیوب ویل لگائے جاتے ہیں جن کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ بجلی کی موٹر یا ڈیزل انجن کی مدد سے سینکڑوں فٹ گہرائی سے پانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ زیادہ تر ٹیوب ویل صوبہ پنجاب میں ہیں۔ ٹیوب ویلوں کا پانی فصلوں کے لیے موزوں نہیں۔ کیونکہ یہ زمین میں کلر پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے لیکن نہری پانی کی کمی کی وجہ سے کاشتکار یہ پانی استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔

4۔ کاریز

سطح زمین کے نیچے چھوٹی نہریں یا نالیاں بنائی جاتی ہیں جن کو کاریز کہا جاتا ہے۔
صوبہ بلوچستان میں زیر زمین نالیوں کے ذریعے آبپاشی کی جاتی ہے۔ پہاڑوں کے دامنی علاقوں میں کنوئیں کھود کر پانی اکٹھا کیا جاتا ہے اور زمین دوز نالیوں کے ذریعے پانی کھیتوں تک لایا جاتا ہے تاکہ عمل تبخیر کی وجہ سے پانی راستے میں ضائع نہ ہو جائے۔ اس طرح زیر زمین نالیاں پہاڑوں کے دامنی علاقوں میں بنائی جاتی ہیں۔ جن کی لمبائی چند کلومیٹر سے کئی کلومیٹر تک ہو سکتی ہیں۔ کاریز زیادہ تر ان علاقوں میں بنائی جاتی ہیں جہاں پانی کی مقدار کم ہو اور عمل تبخیر زیادہ ہو۔ لہذا لوگوں کے گروپ مل کر کاریز بناتے ہیں تاکہ پانی کو آبی بخارات بننے سے بچا کر استعمال میں لایا جا سکے۔ اس طرح کی زیر زمین نہروں کی صفائی کے لیے تھوڑے وقفے پر سطح زمین سے بہنے والے پانی تک بلاک رکھ دیے جاتے ہیں تاکہ ضرورت کے وقت ان کو ہٹا کر کاریز کو صاف کیا جا سکے۔

5۔ کنوئیں

زمین کے نچلے حصے سے پانی حاصل کرنے کا قدیم ترین طریقہ کنویں ہیں۔ پاکستان میں جہاں نہری پانی نہیں پہنچ پاتا وہاں کنویں کھود کر رہٹ لگائے جاتے ہیں، تاکہ کھیتوں کو پانی مہیا کیا جا سکے۔ کنوئیں اکثر کم گہرے ہوتے ہیں اس لیے یہ

برسات کے موسم میں زیرِ زمین پانی کی سطح بلند ہونے سے بھر جاتے ہیں جبکہ خشک سالی کے موسم میں زیرِ زمین پانی کی سطح نیچے گرنے سے یا اکثر خشک ہو جاتے ہیں۔

6- چشمے

پانی کا ایسا ذریعہ جو زمین کے اندر قدرتی طور پر سطحِ زمین کے اوپر پھوٹ آئے اسے چشمے کہتے ہیں۔ پاکستان کے شمالی پہاڑی علاقوں میں بے شمار چشمے پائے جاتے ہیں یہ ان علاقوں میں پانی کا اہم ترین ذریعہ ہیں۔ جس سے وہاں تھوڑی بہت آبادی اور کھیتی باڑی کے لیے پانی مہیا ہو جاتا ہے۔ ریگستانی علاقوں میں بعض جگہ قدرتی طور پر چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔

آبپاشی کا نظام

پاکستان میں نہروں کا وسیع اور مربوط نظام موجود ہے۔ یہ نہری نظام چھوٹے بڑے ڈیموں، بیراجوں، چھوٹی نہروں اور رابطہ نہروں پر مشتمل ہے۔ ہمارے ملک کی نہریں تین قسم کی ہیں۔

دوامی نہریں

یہ نہریں سارا سال آبپاشی کے لیے پانی فراہم کرتی ہیں۔ اپر چناب، لوئر چناب، اپر جہلم، لوئر جہلم اور لوئر باری دو آب اہم دوامی نہریں ہیں۔

غیر دوامی نہریں

غیر دوامی نہریں صرف برسات کے موسم یا موسم گرما میں چلتی ہیں۔ پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں جب برف پگھلتی ہے تو دریاؤں میں پانی کی مقدار بڑھ جاتی ہے ان نہروں میں اضافی پانی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ موسم سرما میں یہ نہریں بند رہتی ہیں۔ دریائے ستلج پر واقع اسلام بیراج سے نکلنے والی بہاول اور قائم والا نہریں اور گدو بیراج کی سب نہریں غیر دوامی ہیں۔

سیلابی نہریں

صرف شدید سیلاب کے دنوں میں سیلابی نہروں میں پانی چھوڑا جاتا ہے تاکہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہا جا سکے۔ برسات اور موسم گرما میں جب دریاؤں میں پانی کی سطح بلند ہو جائے یا دریا کی شدید طغیانی سے پانی کی سطح خطرے کے نشان تک پہنچ جائے تو بیراج کو نقصان سے بچانے کے لیے ان نہروں میں پانی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دریائے سندھ اور چناب سے نکلنے والی بہت سی نہریں سیلابی ہیں۔

پاکستان کی اہم نہریں

سوال 8۔ پاکستان کی اہم نہروں کا حال بیان کریں۔

جواب: **پاکستان کا نہری نظام**

پاکستان کا نہری نظام دنیا کا وسیع ترین اور ترقی یافتہ نظام ہے۔ یہ نہری نظام تقریباً 150 سال پرانا ہے اور چھوٹے بڑے ڈیموں، بیراجوں، آبپاشی انہار اور رابطہ نہروں پر مشتمل ہے۔ پاکستان اس وقت دریائے سندھ، جہلم اور چناب کے پانی پر انحصار کرتا ہے۔ موسم گرما میں ان دریاؤں میں پانی زیادہ اور موسم سرما میں کم ہو جاتا ہے۔ موسم گرما میں تقریباً 84 فیصد پانی

ان دریاؤں میں بہتا ہے۔

1۔ دریائے راوی کی نہریں

بلوکی سلیمانکی لنک کینال نہر اور لوئر باری دوآب دریائے راوی کی اہم نہریں ہیں۔

اپر باری دوآب کینال

اپر باری دوآب کینال جو [illegible] ہیڈورکس سے نکالی گئی [illegible]

2۔ دریائے چناب کی نہریں

اپر چناب اور لوئر چناب

اپر چناب اور لوئر چناب نہریں رچنا دوآب کو سیراب کرتی ہیں۔

حویلی نہری نظام

اس کے ساتھ حویلی نہری نظام بھی اسی دوآب میں واقع ہے جو تریموں ہیڈورکس سے نکلتی ہیں۔

3۔ دریائے ستلج کی نہریں

ستلج ویلی پروجیکٹ اور ہیڈورکس

ستلج ویلی پروجیکٹ کے تحت چار بیراج تعمیر کیے گئے تھے جن میں سے فیروزپور ہیڈورکس [illegible] سلیمانکی، اسلام اور پنجند پاکستان میں واقع ہیں جن سے سات بڑی نہریں نکالی گئی ہیں [illegible] علاقہ سیراب کیا جا رہا ہے۔

4۔ دریائے جہلم کی نہریں

اپر جہلم اور لوئر جہلم

دریائے جہلم میں سے نکالی گئی اپر جہلم اور لوئر جہلم کی نہریں چج دوآب کی اہم نہریں ہیں۔ ان نہروں کی وجہ سے بہت سا رقبہ زیر کاشت آ گیا ہے اور زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ اپر کینال تین دریاؤں کو آپس میں ملاتی ہے۔ یہ دریائے جہلم کا زائد پانی دریائے چناب میں اور دریائے چناب کا دریائے راوی میں لاتی ہے۔

ٹرپل کینال پروجیکٹ

اسی طرح دریائے جہلم میں سے نکالی گئی اپر جہلم، اپر چناب اور لوئر باری دوآب نہریں ٹرپل کینال پروجیکٹ کا حصہ

ہیں۔ رسول قادر آباد بلوکی اور بلوکی سلیمانکی لنک مشرقی اور مغربی دریاؤں کو آپس میں ملاتی ہیں۔ یہ دریائے جہلم کا پانی دریائے چناب میں، دریائے راوی میں اور راوی کا ستلج میں ڈالتی ہیں تاکہ معاہدہ سندھ طاس کے تحت مشرقی دریاؤں میں آنے والے پانی کی کمی کو مغربی دریاؤں سے رابطہ نہروں کے ذریعے پورا کیا جا سکے۔

5۔ دریائے سندھ کی نہریں

جناح بیراج

کالا باغ کے مقام پر جناح بیراج 947 میں تعمیر کیا گیا جس سے تھل کینال نکالی گئی۔ تھل کے صحرائی علاقے کو سیراب کیا جا رہا ہے۔

چشمہ بیراج

چشمہ کے مقام پر بیراج تعمیر کیا گیا جہاں پانچ لاکھ ایکڑ فٹ پانی آبپاشی کے لیے ذخیرہ کیا جا رہا ہے۔ جس سے ایک چشمہ جہلم نکالی گئی ہے جو دریائے سندھ کا پانی دریائے جہلم میں ڈالتی ہے جب کہ دائیں طرف سے ایک آبپاشی نہر نکالی گئی ہے تاکہ ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقوں کو سیراب کیا جا سکے۔

تونسہ بیراج

تونسہ بیراج 958 میں تعمیر کیا گیا۔ اس بیراج سے نکالی گئی نہریں مظفر گڑھ، راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے علاقوں کو سیراب کرتی ہیں۔

گدو بیراج

گدو بیراج 962 میں تعمیر کیا گیا۔ اس بیراج سے تین نہریں نکالی گئی ہیں جو کہ سندھ اور صوبہ بلوچستان کے رقبے کو سیراب کرتی ہیں۔

سکھر بیراج

سکھر بیراج دریائے سندھ پر 932 میں تعمیر ہوا جو پاکستان کا سب سے بڑا بیراج ہے۔ یہاں سے نہریں نکال کر صوبہ سندھ کے رقبے کو سیراب کیا جا رہا ہے۔

کوٹری بیراج

کوٹری بیراج بھی پاکستان کا بہت اہم بیراج ہے جس سے چار آبپاشی نہریں نکالی گئی ہیں۔

نئے پروجیکٹ اور بیراجوں کی توسیع

موجودہ حکومت نے آبپاشی کے ذخائر میں اضافہ کے لیے کئی نئے پروجیکٹ شروع کیے ہیں، جن میں گومل زم ڈیم، گریٹر تھل کینال، رینی کینال، میرانی ڈیم، سبک زئی ڈیم اور ست پارہ ڈیم کے علاوہ منگلا ڈیم کی توسیع بھی شامل ہے۔

سندھ طاس کا معاہدہ

Indus Water Treaty

سوال 9۔ سندھ طاس معاہدے کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: پاک و ہند دریاؤں کی تقسیم

ریڈکلف نے 1947ء میں پاک و ہند کی تقسیم کے وقت دریائے راوی پر مادھو پور اور دریائے ستلج پر واقع فیروز پور ہیڈ ورکس مسلم اکثریتی علاقوں میں ہونے کے باوجود بھارت کے حوالے کر دیے۔ بعد ازاں بھارت نے دریائے ستلج پر ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا۔

نہری پانی کی بندش

یکم اپریل 1948ء کو بھارتی حکمرانوں نے اچانک مادھو پور اور فیروز پور ہیڈ ورکس سے نکلنے والی نہروں کا پانی بند کر دیا اور ساتھ ہی یہ شوشا چھوڑ دیا کہ دریائے راوی، ستلج اور بیاس ہندوستان کی ملکیت ہیں۔

عالمی بینک کے تعاون سے مذاکرات:

پاکستان اور ہندوستان کے درمیان پانی کا تنازعہ کھڑا ہو گیا۔ اس تنازعہ کو حل کرنے کے لیے 1952ء میں عالمی بینک کے تعاون سے پاکستان اور بھارت کے مابین سندھ طاس کا معاہدہ طے پایا جس کا مختصر پس منظر ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔
1960 میں عالمی بینک کے صدر مسٹر آلیف کی نگرانی میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان مذاکرات ہوئے اور سندھ طاس معاہدہ طے پایا جس کی 1961ء میں توثیق کر دی گئی۔

سندھ طاس کا منصوبہ

اس معاہدے کے مطابق تین مغربی دریا (سندھ، جہلم، چناب) پاکستان کے حصے میں آئے جب کہ تین مشرقی دریا (راوی، ستلج اور بیاس) بھارت کے حصے میں آئے۔
پاکستان کے صوبہ پنجاب کے تمام دریاؤں کے رخ بھارت میں واقع ہیں اور تینوں مشرقی دریا بھارت کے پاس چلے جانے کے بعد ان دریاؤں میں پانی کی کمی ہو گئی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے آبپاشی کا ایک وسیع منصوبہ بنایا گیا جسے سندھ طاس منصوبہ کہتے ہیں۔ سندھ طاس منصوبے کے تحت بڑے ڈیموں کی تعمیر اس منصوبے کے تحت پاکستان میں تربیلا ڈیم دریائے سندھ پر اور منگلا ڈیم دریائے جہلم پر بنایا گیا اور مجموعی 880 کلومیٹر لمبی رابطہ نہریں تعمیر کی گئیں۔

تربیلا ڈیم

تربیلا ڈیم دریائے سندھ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ 11.3 ملین ایکڑ فٹ پانی کا ذخیرہ کرنے کے لیے 97 کلومیٹر مصنوعی جھیل بنائی گئی ہے۔ 9000 فٹ لمبا 485 فٹ اونچا ہے۔ اس کی تعمیر 1968ء میں شروع ہوئی اور 1974ء میں مکمل ہوئی۔ اس ڈیم کی پیداواری گنجائش 3478 میگاواٹ ہے۔

منگلا ڈیم

منگلا ڈیم دریائے جہلم پر بنایا گیا۔ جو دریائے جہلم کے سیلابی پانی یعنی زائد پانی کو ذخیرہ کرتا ہے اور جن علاقوں میں پانی کی

کمی واقع ہوتی ہے ان کو سیراب کرنے کے لیے یہاں سے نہریں نکالی گئیں ان میں بوقت ضرورت پانی چھوڑا جاتا ہے۔ یہ ڈیم 1967 میں مکمل ہوا اس کی اونچائی [illegible] فٹ اور اس کی لمبائی [illegible] فٹ ہے۔ جب کہ [illegible] میں اس کی اونچائی میں مزید اضافہ کیا گیا۔ اس ڈیم کی پیداواری صلاحیت [illegible] میگاواٹ ہے۔ اس پانی سے بجلی بھی پیدا کی جاتی ہے۔

رابطہ نہریں

سندھ طاس منصوبے کے تحت سات رابطہ نہریں بنائی گئیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ رسول قادر آباد ۔ 2۔ قادر آباد، بلوکی ۔ 3۔ بلوکی، سلیمانکی
4۔ تریموں، سدھنائی ۔ 5۔ سدھنائی میلسی، بہاول
6۔ تونسہ، پنجند ۔ 7۔ چشمہ، جہلم

پاکستان کی اہم فصلوں کی پیداوار اور تقسیم

(Production and distribution of major crops)

سوال 10۔ پاکستان کی معیشت میں زراعت کے کردار کے حوالے سے بحث کریں۔

جواب: پاکستان کی اہم فصلوں کی پیداوار اور تقسیم

پاکستان میں کاشت کی جانے والی فصلوں کو موسم کی مناسبت سے دو بڑے گروپوں (فصل ربیع اور فصل خریف) میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1۔ فصل ربیع (Rabi Crops)

فصل ربیع کا موسم نومبر سے اپریل تک رہتا ہے۔ جس میں زیادہ تر گندم، جو، چنے اور تیل دار اجناس کاشت کی جاتی ہیں۔

2۔ فصل خریف (Kharif Crops)

خریف کا موسم اپریل سے اکتوبر تک رہتا ہے، جس کی اہم فصلیں چاول، مکئی، کپاس، گنا، جوار اور باجرہ وغیرہ ہیں۔

پاکستان کی اہم فصلوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ گندم (Wheat)

گندم فصل ربیع کی اہم ترین فصل ہے۔ گندم پاکستان میں اہم ترین اناج ہے۔

گندم کے لیے مناسب مٹی

گندم مختلف اقسام کی مٹی میں پیدا ہوتی ہے لیکن سب سے زیادہ مفید مٹی وہ ہے جس میں چکنی مٹی کے اجزا کی زیادتی ہو اور کسی قدر ریت اور چونے کی ملاوٹ ہو۔
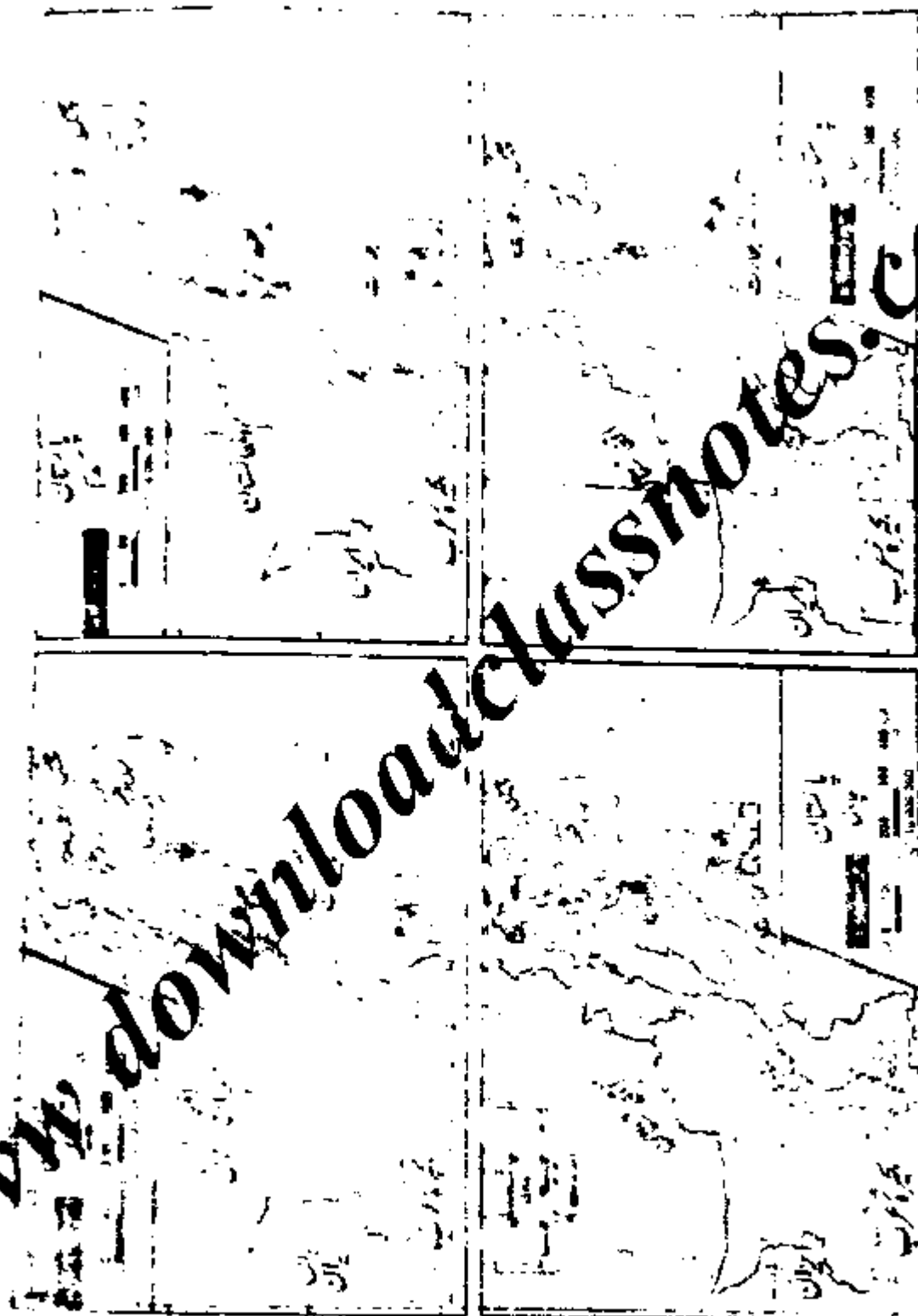
گندم کے لیے زمین

گندم کی کاشت کے لیے زمین کی سطح ہموار ہونی چاہیے تاکہ پانی آسانی سے بہ سکے۔ یہ فصل نہری آب پاشی کے علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ قریباً پانچ ملین ہیکٹر رقبہ پر گندم کی کاشت ہوتی ہے۔

گندم کی کاشت کے علاقے

ملک کے خشک علاقوں میں نہری آبپاشی کی زمینوں اور ان کے علاوہ ایسے علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ جہاں موسم خزاں اور موسم گرما میں بارش لازمی اور کافی مقدار میں ہوتی ہے۔

صوبہ پنجاب کے علاقے

صوبہ پنجاب میں ملتان، ساہیوال، فیصل آباد، سرگودھا، مظفر گڑھ، جھنگ، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خاں میں گندم کاشت کی جاتی ہے۔

صوبہ سندھ کے علاقے

صوبہ سندھ میں سکھر، حیدر آباد، نواب شاہ اور خیر پور وغیرہ شامل ہیں۔

صوبہ خیبر پختون خوا کے علاقے

صوبہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور، بنوں، چارسدہ اور مردان میں گندم کی کاشت کی جاتی ہے۔

صوبہ بلوچستان کے علاقے

صوبہ بلوچستان میں نصیر آباد، خضدار، لورالائی اور قلات وغیرہ گندم کی پیداوار کے بڑے بڑے علاقے ہیں۔

اکنامک سروے رپورٹ

اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں 23.5 ملین ٹن سے زائد گندم کی پیداوار ہوئی۔

2۔ چاول (Rice)

چاول فصل خریف کی اہم ترین فصل ہے۔ یہ پاکستان کی دوسری اہم غذائی فصل ہے جو غذائی ضروریات کے علاوہ زرمبادلہ کمانے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ پاکستان میں چاول کی پیداوار بیشتر ترقی یافتہ ممالک سے بھی کم ہے۔

چاول کی کاشت کے علاقے

ملک کے خشک علاقوں میں نہری آبپاشی کی زمینوں اور ان کے علاوہ ڈیلٹائی علاقے میں چاول کاشت کیے جاتے ہیں۔ اس کی کاشت کے لیے گرم مرطوب آب و ہوا، مسلسل بارش اور زرخیز و نرم مٹی والے ہموار میدان موزوں حالات پیدا کرتے ہیں۔

صوبہ پنجاب کے علاقے

پاکستان میں سب سے زیادہ چاول صوبہ پنجاب کے اضلاع گوجرانوالہ، حافظ آباد، شیخوپورہ، سیالکوٹ، نارووال، قصور،
[illegible] میں کاشت ہوتا ہے۔

صوبہ سندھ کے علاقے

صوبہ سندھ کے [illegible] علاقے چاول کی کاشت کے لیے مشہور ہیں۔

صوبہ خیبر پختونخوا کے علاقے

صوبہ خیبر پختونخوا میں [illegible] پشاور اور [illegible] میں چاول کاشت کیے جاتے ہیں۔

صوبہ بلوچستان کے علاقے

صوبہ بلوچستان میں نصیر آباد کے علاقے میں چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔

اکنامک سروے رپورٹ

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق چاول کی پیداوار تقریباً [illegible] ہے۔

3۔ مکئی (Maize)

مکئی خریف کی ایک اہم فصل ہے۔ جسے غذائی مقاصد اور جانوروں کے لیے چارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

مکئی کی کاشت کے علاقے

یہ زیادہ تر کوہستان کے دامنی علاقوں پشاور اور مردان کے میدان اور پنجاب میں پاکپتن شریف، ساہیوال، فیصل آباد، سرگودھا، مظفر گڑھ، جھنگ، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور اوکاڑہ کے علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔

مکئی سے بننے والی اشیاء

اس سے کارن آئل، کسٹرڈ پاؤڈر، پوپ کارن اور جیلی وغیرہ بھی بنائی جاتی ہے۔

اکنامک سروے رپورٹ

اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں مکئی کی سالانہ پیداوار [illegible] ملین ٹن سے زائد ہے۔

4۔ کپاس (Cotton)

کپاس پاکستان کی خریف کی نقد آور فصل ہے۔ جس کی کاشت وادی سندھ میں تین ہزار سال قبل مسیح سے کی جارہی ہے۔

کپاس کے لیے زمین

اچھے نکاس والی زمین اس کی کاشت کے لیے بہت موزوں ہوتی ہے۔ فصل کاٹنے کے وقت موسم گرم اور خشک ہونا چاہیے۔ پاکستان نے [illegible] سے زائد رقبے پر امریکی کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ کپاس کے زیر کاشت کے کل رقبے کا تین چوتھائی حصہ پنجاب میں ہے اور باقی حصہ صوبہ سندھ میں ہے۔ پاکستان دنیا کی کل کپاس کا [illegible] سے زیادہ کپاس پیدا کرتا ہے۔

6۔ تمباکو (Tobacco)

تمباکو سگریٹ سازی کی صنعت کے لیے خام مال فراہم کرتا ہے۔

تمباکو کے لیے زمین

اس کی کاشت کے لیے زیادہ زرخیز مٹی درکار ہے یہ عام طور پر آب پاشی کی مدد سے کاشت کیا جاتا ہے۔ اس فصل کو کھاد زیادہ مقدار میں درکار ہوتی ہے۔

تمباکو کی کاشت کے علاقے

پاکستان میں یوں تو تھوڑا بہت تمباکو ہر ضلع میں بویا جاتا ہے لیکن خاص طور پر اس کی کاشت سوات، مردان، صوابی، اٹک، ساہیوال، گجرات، ڈیرہ غازی خان، ٹوبہ ٹیک سنگھ، قلات اور مستونگ کے علاقوں میں کی جاتی ہے۔

اکنامک سروے رپورٹ

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں تمباکو کی کل سالانہ پیداوار 115 ملین ٹن ہے۔

7۔ پھل سبزیاں اور دالیں (Fruits, Vegetables and Pulses)

جغرافیائی لحاظ سے پاکستان ایک ایسے خطے میں واقع ہے جہاں ہر طرح کے پھل اور میوہ جات اُگتے ہیں۔ پاکستان میں پائے جانے پھلوں کے باغات کی مختصر تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

کھجوروں کے باغات

پاکستان میں ملتان، خیرپور اور قلات ڈویژنوں میں دنیا کے مشہور ترین کھجوروں کے باغ ہیں۔

کنوں کے باغات

پاکستان کی نیم خشک آب و ہوا میں پیدا ہونے والے کنوں، مالٹے، سنگترے، لیموں اور فروٹر عمدہ نسل کے ہیں۔ سرگودھا کے کنو کے باغات دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ گجرات، لاہور، جھنگ، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور ڈویژن میں کنوں کے باغات پائے جاتے ہیں۔

آم کے باغات

پاکستان کی نیم خشک آب و ہوا میں پیدا ہونے والے عمدہ نسل کے آم دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ملتان آموں کی پیداوار کے لیے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ بہاولپور، رحیم یار خان، صادق آباد، ٹھٹھہ اور حیدرآباد کے ڈویژن میں آم کے باغات پائے جاتے ہیں۔

سیب، آڑو، ناشپاتی اور بادام کے باغات

اعلیٰ قسم کے سیب، آڑو، آلو بالو (چیری) اور انار کوئٹہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ سیب، بادام، آلو بخارے، خوبانی اور ناشپاتی پشاور

مردان، ہزارہ اور کوئٹہ کے اضلاع میں پیدا ہوتے ہیں جہاں زیادہ تر بارش موسم سرما میں ہوتی ہے۔

سبزیوں کی کاشت کاری

پاکستان میں اعلیٰ قسم کی سبزیاں مثلاً آلو، گوبھی، ٹماٹر، پیاز، سبز مرچ، مولی، گاجر، کھیرے، بھنڈی توری، کدو، شلجم، بینگن اور مٹر وغیرہ بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے ملک میں مختلف اقسام کی دالیں اور تیل کے بیج بھی پیدا ہوتے ہیں۔

مویشی پالنا
Livestock

اس اکائی میں "گلہ بانی" اور "ماہی گیری" کا جائزہ لیں۔

ا۔ گلہ بانی

گلہ بانی سے مراد مویشی پالنا ہے۔ گلہ بانی میں جانوروں کی نسل کشی، ان کی خوراک کا انتظام اور دیکھ بھال کا کام شامل ہے۔

مویشی پالنا

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اس لیے ملک کے مختلف حصوں میں مویشی پالے جاتے ہیں۔ پاکستان میں زراعت میں مویشی پالنے کا شعبہ بہت اہمیت رکھتا ہے جن علاقوں میں چراگاہیں ہیں وہاں زیادہ تر لوگوں کا پیشہ گلہ بانی ہے۔ یہ ملکی معیشت میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ وہ شعبہ ہے جو کاشتکار، کسان اور بے زمین لوگوں کا مشکل وقت میں سہارا بنتا ہے۔

ملکی معیشت میں اہمیت

مویشی پالنے کا شعبہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ زرعی شعبہ میں اس کا حصہ [illegible] فیصد ہے جب کہ کل ملکی پیداوار میں اس کا حصہ 11 فی صد سے زائد ہے۔ صنعتی پسماندگی کے باعث ابھی تک جدید طریقوں سے افزائش نسل یا گلہ بانی نہیں کی جا رہی ہے تاہم پھر بھی ہمارے ملک میں لائیو سٹاک کا ملکی معیشت میں اہم حصہ ہے۔

مویشی پالنے کے فوائد

مویشی پالنے کے بے شمار فائدے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

کھیتی باڑی میں معاونت

پاکستان میں زراعت اتنی ترقی یافتہ نہیں ہے۔ مشینوں کا استعمال بہت کم ہے لہٰذا مویشی کھیتی باڑی میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ پاکستان میں زیادہ تر کھیتی باڑی کا کام مویشیوں سے لیا جاتا ہے۔ مثلاً زمین میں ہل چلانے، ہموار کرنے، فصلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے وغیرہ میں مویشی استعمال کیے جاتے ہیں۔

گوشت کا حصول

مویشی مثلاً گائے، بھینس، بھیڑ، بکری وغیرہ دودھ، مکھن، گھی اور گوشت کے لیے پالے جاتے ہیں۔

چمڑہ اور چمڑے کی مصنوعات

جانوروں کی کھالیں چمڑے کی مصنوعات بنانے میں استعمال ہوتی ہیں۔ پاکستان چمڑے اور چمڑے کی مصنوعات کی برآمد سے بہت سا زرِ مبادلہ کماتا ہے۔

حکومتی اقدامات

حکومت نے مویشی پالنے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں اور ہوتے بھی رہتے ہیں اس سلسلے میں لاہور میں مویشیوں کے ہسپتال کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جہاں جدید ترین طریقے کے ذریعے جانوروں کی صحت اور ریسرچ کا کام ہوتا ہے تاکہ صحت مند اور اچھی نسل کے جانور پیدا کیے جا سکیں۔ حکومت کے دیگر اقدامات میں افزائش نسل والے جانوروں کی درآمد، کسانوں کی تربیت، لائیو سٹاک اور ڈیری کی درآمدات پر کسٹم ڈیوٹی کا خاتمہ وغیرہ شامل ہیں۔

مویشیوں سے متعلق اعداد و شمار

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں مختلف اقسام کے مویشیوں کی اندازاً تعداد (ملین) ذیل میں درج کی گئی ہے۔

بھینس	بکری	بھیڑ	گائے	اونٹ	گھوڑے	گدھے
33 ملین	63 ملین	28 ملین	37 ملین	1 ملین	4.5 ملین	0.4 ملین

ماہی گیری
Fishing

پاکستان کے قدیم ترین پیشوں میں ماہی گیری اہم ترین پیشہ ہے۔ پاکستانی معیشت میں ماہی گیری کا کردار ہمیشہ زرِ مبادلہ کمانے کے لیے انتہائی اہم رہا ہے۔ علاوہ ازیں اس پیشے نے خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے لیے علاوہ پاکستان کی قومی آمدنی میں اضافہ کیا ہے۔ اس پیشے کی بدولت بیف، مٹن اور پولٹری کی ضروریات میں کمی واقع ہوئی ہے۔

ماہی گیری کی اہمیت

2011-12ء کے ایک سروے کے مطابق 4 لاکھ سے زائد افراد اور ان کے خاندان کے افراد اس پیشے سے وابستہ ہیں۔ مچھلی انسانی غذا کے حوالے سے ہمیشہ خصوصی اہمیت کی حامل رہی ہے۔ اس کی وجہ مچھلی کا پروٹین کے حصول کا اہم ذریعہ ہوتا ہے۔ پروٹین انسانی غذا کا اہم ترین حصہ ہے۔

مچھلی کی اقسام

قدرت نے دیگر نعمتوں کی طرح پاکستان کو بھی پورے آبی وسائل سے نوازا ہے۔ سندھ اور بلوچستان کے ساتھ لگنے والے ساحلی علاقوں میں ایک سو سے زائد اقسام کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔

ماہی گیری کے ذرائع

پاکستان کے ساحلی علاقے جھینگا اور دوسری اقسام کی مچھلی کے لیے مشہور ہیں۔ ہمارے ملک کے دریا، جھیلیں اور فش فارم بھی مچھلی مہیا کرتے ہیں۔ مچھلیوں کی افزائش مصنوعی طریقے سے بھی کی جاتی ہے۔

مچھلی کی سالانہ پیداوار

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں مچھلی کی پیداوار 9 لاکھ ٹن سالانہ سے زائد ہے۔

زراعت میں جدت پسندی

Pattern of modernization in Agriculture

سوال 12۔ پاکستان میں زراعت میں جدت پسندی کا جائزہ لیں۔

جواب پاکستان کی معیشت میں زراعت وخاص اہمیت حاصل ہے۔ زراعت پاکستان کا واحد شعبہ ہے جس سے خام ملکی پیداوار کا 23 فی صد حصہ حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان میں کام کرنے والی آبادی کا بڑا حصہ زراعت سے روزی کماتا ہے نیز ملکی آمدنی کا 60 فی صد سے زیادہ زرعی شعبہ کی برآمدات سے حاصل ہوتا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ زرعی شعبے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں جدت لائی جائے تاکہ فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کیا جا سکے۔ پاکستان میں زرعی شعبے میں جدت پسندی لانے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے گئے ہیں۔

1۔ مشینوں کا استعمال

پاکستان کے زرعی شعبہ میں مشینوں کے استعمال سے پیداوار میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ زمین کی تیاری اور کاشت کے لیے ٹریکٹر اور ڈرل کا استعمال، کٹائی کے لیے کمبائن ہارویسٹر کا استعمال اور زمین کو ہموار کرنے کے لیے لیزر لینڈ لیولنگ ٹیکنالوجی کا استعمال ہو رہا ہے۔

کھادوں کا استعمال

پاکستان میں بہترین کھادوں کے استعمال کو بھی خصوصی اہمیت دی جا رہی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکے۔

2۔ اچھے بیجوں کا استعمال

پاکستان میں زراعت کی ترقی کے لیے اچھے بیجوں کا استعمال کیا جا رہا ہے جو مختلف فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اندرون ملک تیار ہونے کے علاوہ بیج بیرون ممالک سے درآمد بھی کیے جاتے ہیں۔

3۔ کیڑے مار ادویات

ہمارے ملک کی آب و ہوا فصلی بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں کے لیے سازگار ہے۔ اس سلسلے میں اندرون ملک کیڑے مار ادویات تیار کرنے کے علاوہ کئی مفید ادویات درآمد کی جاتی ہیں اور ان کا استعمال ہوتا ہے تاکہ فصلی بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں کو ختم کیا جا سکے اور پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔

4۔ آبپاشی کے نظام میں بہتری

نہری نظام میں بہتری، ڈیموں کی پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ اور بیراجوں کی تعمیر سے پاکستان میں آبپاشی کے نظام میں بہتری ہوئی ہے جس سے زیر کاشت رقبے اور پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ روایتی کھالوں کی بجائے اصلاح کردہ کھالوں سے آبپاشی کی جا رہی ہے۔ آبپاشی کے لیے ڈرپ اور سپرنکلر جیسے جدید طریقوں کا استعمال ہو رہا ہے۔

مناسب انتظامات موجود نہیں ہیں۔ بجلی کا بحران بھی فصلوں کی پیداواری صلاحیت و شدید متاثر کرتا ہے کیونکہ بجلی کی لوڈشیڈنگ سے بجلی سے چلنے والی مشینری، ٹیوب ویل سے پانی حصول انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔

5۔ جدید طریقہ کار پر توجہ نہ دینا

ہمارے ملک میں ابھی تک پرانے طریقوں سے کاشتکاری کی جا رہی ہے۔ فصلوں کے حصول کے لیے تصدیق شدہ بیج، کھادیں اور زرعی آلات کا استعمال کم ہو رہا ہے۔ زرعی زمینوں پر زیادہ سے زیادہ فصلوں کی کاشت پر خاص توجہ نہیں دی جاتی ہے۔

6۔ زرعی قرضوں کی عدم دستیابی

ہمارے ملک میں زرعی قرضہ دینے والے اداروں کی کمی ہے۔ چنانچہ کسان مجبوراً جاگیرداروں اور ساہوکاروں سے قرضہ لیتا ہے۔ جن کی شرح سود بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ لوگ نہ صرف کسان سے بیگار لیتے ہیں بلکہ ان کا استحصال بھی کرتے ہیں۔

7۔ سیم و تھور

سیم و تھور کی وجہ سے ہماری زرعی زمین کا کافی حصہ قابل کاشت نہیں رہا۔ علاوہ ازیں ہر سال زرعی زمین کا ایک بڑا حصہ ان کا شکار ہو رہا ہے، جس سے زرخیز رقبہ کم ہوتا جا رہا ہے۔

8۔ اچھے ذرائع نقل و حمل کی کمی

زراعت کو درپیش اہم مسائل میں ذرائع نقل و حمل کی کمی ہونا بھی ہے۔ دیہاتوں سے منڈیوں تک زرعی اجناس پہنچانے کے لیے پرانے یا غیر ترقی یافتہ ذرائع آمدورفت استعمال ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر کسانوں کی منڈیوں تک رسائی نہیں ہوتی اور نہ ہی آڑھتی کسان کو مناسب معاوضہ دیتے ہیں چنانچہ کسان کی مالی حالت کمزور رہتی ہے۔

9۔ فصلوں کی بیماریاں

فصلوں کی بیماریاں بھی پودوں کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔ موجودہ وقت میں ایک اندازے کے مطابق ان بیماریوں کی وجہ سے 25 فیصد فصل کم ہو رہی ہے۔

10۔ کسانوں کی پسماندگی

ہمارے اکثر کسان پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ اس لیے پسماندگی کا شکار ہیں۔ تعلیم یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ کسان زراعت کے جدید طور طریقے نہیں سیکھ پاتے اور نہ ہی بہتر پیداوار کے حصول کے لیے کوئی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔

11۔ زرعی پیداوار کی قیمتیں

پاکستان میں زرعی پیداوار کی قیمتیں بانسبت صنعتی اشیاء کے لیے بہت کم ہیں۔ اس نے کسان کا شتکاری پر توجہ دینے کے بجائے ملازمت اور دوسرے کاروبار کو ترجیح دیتا ہے جس سے شعبہ زراعت متاثر ہوتا ہے۔

12۔ زمین کی تقسیم در تقسیم

ہمارے ملک کی آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے زمین وارثان میں منقسم ہو کر مزید چھوٹے چھوٹے حصوں میں بٹتی جا رہی ہے۔ ایسے قطعات اراضی پر مشینی آلات کا استعمال نہ ہونے کے باعث پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔

13۔ زمینی کٹاؤ

شدید بارشوں سے زمین کا کٹاؤ ہو جاتا ہے جس سے زمین کے زرخیز حصے بے کار ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں اب تک لاکھوں ایکڑ زمین کٹاؤ سے متاثر ہو چکی ہے۔ زمین کا یہ کٹاؤ بھی زرعی پسماندگی کا ایک سبب ہے۔

14۔ ڈیزل اور مشینری کا مہنگا ہونا

پاکستان میں توانائی کے ذرائع بہت زیادہ مہنگے ہیں۔ ڈیزل جس سے ٹریکٹر چلتا ہے۔ آج اس کی قیمت ایک عام کسان کی قوت خرید سے باہر ہے جس کی وجہ سے وہ زمین کی صحیح طور پر تیاری نہیں کر پاتا۔ اسی طرح زرعی مشینری بھی ایک عام کسان کی قوت خرید سے باہر ہے۔

زرعی مسائل کا حل

Solution of Agricultural Problems

سوال 14۔ ہماری زراعت کو درپیش مسائل کا حل بیان کریں۔

جواب پاکستان کی معیشت میں زراعت کے شعبے کو خاص اہمیت حاصل ہے اور ملکی آمدنی کا 60 فی صد سے زیادہ زرعی شعبے کی برآمدات سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارا زرعی شعبہ بہت سے مسائل کا شکار ہے۔ پاکستان میں زرعی مسائل کو حل کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کرنے چاہئیں۔

1۔ کسانوں کو بلاسود قرضوں کی فراہمی

کسانوں کو زرعی کاشت کے جدید طریقوں کے لیے بلاسود قرضے دیے جائیں اور زرعی ترقی کے لیے قرضوں کے استعمال کی نگرانی کی جائے تاکہ زرعی قرضوں کی رقوم فضول خرچی میں ضائع نہ کی جائیں۔

2۔ پانی کے ذخائر کو محفوظ کرنا

فصلوں کو پانی فراہم کرنے کے لیے بارشوں کا پانی ڈیم بنا کر ذخیرہ کیا جائے۔ جس سے سیلاب پر قابو پانے کے ساتھ بجلی کی پیداوار بڑھانے میں مدد ملے گی۔

3۔ ٹیوب ویلوں کی تنصیب

جن علاقوں میں نہری پانی میسر نہ ہو وہاں ٹیوب ویل اور کنوئیں کھودنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ٹیوب ویلوں کے لیے کم نرخ پر بجلی مہیا کی جائے۔

4۔ سیم و تھور کا تدارک

پاکستان کی زرعی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ سیم و تھور ہے۔ جس کی وجہ سے زرعی زمین قابل کاشت نہیں رہتی۔ اس بیماری پر قابو پانے کے لیے طویل المدت منصوبہ سازی کی ضرورت ہے تاکہ زمینوں کو دوبارہ کاشت کے قابل بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں اور اس کے علاوہ زمینوں کو کٹاؤ سے بچانے کے لیے زیادہ سے زیادہ شجر کاری شروع کی جائے۔

5۔ قابل کاشت رقبے میں اضافہ

بنجر اور ویران زمینوں کو کاشت کے قابل بنایا جائے اور قابل کاشت رقبہ کو مکمل طور پر زرعی استعمال میں لایا جائے۔

6۔ کاشتکاری کے جدید طریقوں کا استعمال

پاکستان میں گندم، چاول اور دیگر زرعی اجناس کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لیے بیج، کیمیاوی کھادیں اور سائنسی کاشت کے جدید طریقوں کو فروغ دیا جائے۔ زرعی تحقیقاتی مراکز قائم کیے جائیں۔

7۔ اشتمال اراضی

کسان کو انتشار اراضی کے نقصانات سے بچانے کے لیے اشتمال اراضی کے لیے آسان اور بہترین قانون سازی کی جائے۔

8۔ آفات سے بچاؤ کی تدابیر

زرعی زمینوں کو سیلابوں اور دیگر ناگہانی آفات سے بچاؤ کی تدابیر کی جائیں۔ دریاؤں کی سطح کو گہرا کرنے کے علاوہ کناروں پر پشتے تعمیر کیے جائیں۔

9۔ کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی

زرعی اجناس کی بہتر قیمتوں کے ذریعے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ زراعت پر مبنی صنعتوں کو فروغ دینے کے لیے کسانوں کو مفت مشورے اور بنیادی ضروریات اور قرضے فراہم کیے جائیں۔ صنعتی یونٹوں کو متعلقہ علاقوں کے قریب قائم کیا جائے۔

10۔ ذرائع نقل و حمل میں بہتری

زرعی اجناس کو منڈیوں تک پہنچانے کے لیے ذرائع نقل و حمل کو ترقی دی جائے۔ کسانوں کے مفادات کو منڈیوں میں تحفظ فراہم کیا جائے۔ منڈیوں کے نظام کو جدید بنایا جائے تاکہ کسانوں کی حوصلہ افزائی ہو اور زراعت کا شعبہ ترقی کرے۔

پاکستان کی صنعتیں

Industries of Pakistan

سوال 15: گھریلو صنعت سے کیا مراد ہے؟ اس میں کون سی صنعتیں شامل ہیں نیز گھریلو صنعت کاری کے فوائد تحریر کریں۔

جواب: صنعتوں کی اہمیت

کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے صنعتی ترقی بہت اہم ہے کیونکہ اس کے ذریعے مختلف صنعتی اشیاء اور خام مال پیدا کر کے بہت ساری ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ صنعتوں کی بدولت نئی نئی اشیاء منڈیوں میں آتی ہیں۔ جو ہمارے صرف کرنے کے طریقوں میں تبدیلی کرتی رہتی ہیں۔

گھریلو صنعتیں

گھریلو صنعت کا مطلب یہ ہے کہ وہ صنعت یا پیداوار جو کام کرنے والوں کے گھروں میں ہوتا ہے۔ دستکار خود خام مال خریدتا ہے، اپنے ہی اوزار استعمال کرتا ہے اور اپنے گھر والوں کی محنت کو بروئے کار لا کر ایسی اشیا بناتا ہے جو ہماری تہذیب و تمدن کا حصہ ہوتی ہیں اور انہیں بازار میں بیچ کر اپنے گھر والوں کا پیٹ پالتا ہے۔

گھریلو اشیاء بنانے کے طریقے

گھریلو صنعتوں میں زیادہ تر وہ صنعتیں شامل ہیں جن میں ہمارے ملک کے کاریگر پرانی طرز کے سیدھے سادے اوزار اور روایتی طور طریقے استعمال کرتے ہیں۔ ان صنعتوں میں مقامی خام مال استعمال ہوتا ہے۔ ملک کی صنعتی ترقی میں گھریلو صنعتیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ملکی مصنوعات کی برآمد میں ان اشیا کا [illegible] فیصد حصہ ہوتا ہے۔

پاکستان میں درج ذیل صنعتیں مشہور ہیں:

- [illegible] کا کام
- چمڑے کا سامان بنانا
- مٹی کے برتن بنانا
- لکڑی اور لوہے کا کام کرنا
- ہاتھ سے بنے ہوئے قالینوں اور چٹائیوں کا کام
- چاول اور بید سے بنی ہوئی مختلف روزمرہ کی اشیا کا کام
- کپڑے پر کشیدہ کاری کا کام وغیرہ
- دستی اوزاروں سے سوتی، اونی اور ریشمی کی اشیا بنانا
- دھاتی اشیا اور چاقو اور چھریاں بنانا
- کھیلوں کا سامان بنانا
- سونے اور چاندی کا کام کرنا
- سونے اور چاندی کا کام کرنا
- کپڑے کا کام کرنا

گھریلو دستکاری تہذیب و تمدن کی عکاس

پاکستان کے ہر صوبے اور گاؤں میں اپنی اپنی تہذیب و تمدن کے مطابق دستی صنعت کاری [illegible] سے کی جا رہی ہے اور ترقی بھی کر رہی ہے۔

دستی صنعت کی پیداوار کی مقبولیت

عموماً دستی صنعت کی پیداوار یا تو علاقے کے لوگوں میں یا بیرونی ممالک کے سیاحوں میں مقبول ہے۔

گھریلو دستکاری کی منڈی

دستکاری کی صنعت عموماً دیہاتی علاقوں یا چھوٹے چھوٹے قصبوں میں پائی جاتی ہے۔ اور وہیں ان اشیا کو فروخت کیا جاتا ہے۔

گھریلو صنعت کاری کے فوائد

- گھریلو صنعت ملک میں قومی آمدنی کو بڑھاتی ہے۔

- گھریلو صنعت لوگوں کا معیار زندگی بلند کرتی ہے۔
- گھریلو صنعت ملک میں معاشی استحکام پیدا کرتی ہے۔
- گھریلو صنعت دوسرے شعبوں کی ترقی کو فروغ دیتی ہے۔
- گھریلو صنعت روزگار کے مواقع فراہم کرتی ہے۔
- گھریلو صنعت ملک میں مہارت کو فروغ دیتی ہے۔
- گھریلو صنعت کی وجہ سے زراعت کی بھی ترقی ہوتی ہے۔
- گھریلو صنعت لوگوں کو نئی نئی اشیا فراہم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

چھوٹی صنعتیں

Small Industries

سوال 16۔ پاکستان میں چھوٹی صنعت اور بڑی صنعت کا جائزہ لیجیے۔

جواب: **چھوٹی صنعت**

پاکستان میں چھوٹی صنعت وہ ہوتی ہے جو 2 سے 9 مزدوروں کو ملازم رکھ کر بازار کے لیے مختلف اشیاء بناتی ہے۔ چھوٹے پیمانے میں ہر صنعت آجائے گی جو گھر میں چیزیں بناتی ہو یا کرائے پر جگہ لے کر کچھ مشینیں لگا کر چند لوگوں کو مزدور رکھ کر مختلف اشیا بناتی ہے۔

I چھوٹی صنعت میں شامل صنعتیں

ملک کے صنعتی شعبے میں سب سے زیادہ لوگ چھوٹے پیمانے کی صنعت سے منسلک ہیں۔ جن میں سے زیادہ اہم درج ذیل ہیں۔

- ڈیری فارم کی صنعت
- مرغی خانہ
- شہد بنانے کی صنعت
- قالین سازی
- برتن بنانے کی صنعت
- کھیلوں کا سامان بنانے کی صنعت
- پنکھے، بجلی کی موٹریں بنانے کی صنعت
- لوہے کی روزمرہ استعمال اشیا بنانے کی صنعت وغیرہ

چھوٹی صنعت کے مسائل

آج کے جدید دور میں مقابلے کی فضا پائی جاتی ہے۔ چھوٹی صنعت کو بڑی صنعت سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ چھوٹی صنعت کو درج ذیل مسائل درپیش ہیں۔

i- چھوٹی صنعت کے مسائل کی وجہ عموماً پرانے اور فرسودہ طریقوں کا استعمال ہے۔
ii- نئی ٹیکنالوجی کو استعمال نہ کرنے سے کاریگروں کے لیے مال کا معیار ایک جیسا رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

توانائی کے مختلف وسائل

Different sources of energy

سوال 17۔ پاکستان کے توانائی کے اہم وسائل کون سے ہیں؟ نیز ان کی پیداوار و اہمیت پر بحث کریں۔

جواب۔ توانائی کے وسائل کی اہمیت

توانائی کے وسائل کو کسی ملک کی ترقی میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ توانائی کا اہم ذریعہ بجلی ہے۔ عصر حاضر میں زندگی کا کوئی بھی شعبہ اس کے بغیر فعال کردار ادا نہیں کر سکتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ توانائی کے اس ذریعہ کی طرف توجہ دی جائے تاکہ صنعتیں فعال رہیں۔

1- بجلی (Electricity)

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں بجلی کی کل طلب 18860 میگاواٹ جبکہ رسد 12775 میگاواٹ ہے۔

i- پن بجلی (Hydro-Electric Power)

ہمارے ملک میں شمال اور شمال مغرب کے پہاڑی سلسلے پن بجلی پیدا کرنے کے لیے انتہائی اہم شمار ہوتے ہیں۔ جہاں قدرتی طور پر بجلی پیدا کرنے کے لیے قدرتی ماحول میسر ہے۔ علاوہ ازیں میدانی علاقوں میں موجود دریاؤں اور نہروں میں بہاؤ کی رفتار تیز کر کے پن بجلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ ملک میں پن بجلی کے بڑے منصوبے درج ذیل ہیں:

- تربیلا ڈیم

دریائے سندھ پر پاکستان کا پن بجلی کی پیداوار میں سب سے بڑا پن بجلی گھر ہے جو پاکستان کی کل پن بجلی کا 52 فی صد پیدا کرتا ہے۔ اس کی کل پیداوار 3478 میگاواٹ ہے۔

- غازی بروتھا پروجیکٹ

یہ پاکستان کا دوسرا بڑا پروجیکٹ ہے۔ یہاں سے 1450 میگاواٹ بجلی پیدا کی جا رہی ہے، جو کل پن بجلی کی پیداوار کا تقریبا 22 فیصد ہے۔

- منگلا ڈیم

منگلا ڈیم پاکستان میں پن بجلی کی پیداوار کا تیسرا بڑا ذریعہ ہے۔ اس کی پیداواری صلاحیت 1000 میگاواٹ ہے جو کل پن بجلی کی پیداوار کا 15 فی صد ہے۔ یہ ڈیم دریائے جہلم پر واقع ہے۔

- وارسک ڈیم

دریائے کابل پر تعمیر کیا گیا ہے جو پشاور سے 32 میل شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس ڈیم کی پیداواری صلاحیت 240 میگاواٹ ہے جو کل پن بجلی کی پیداوار کا 3.5 فی صد ہے۔

لنڈدرگی بجلی گھر

اس کے علاوہ والا لنڈدرگی پن بجلی کا منصوبہ اور رسول پن بجلی گھر بھی اہم ہے۔ یہ پن بجلی گھر 107 میگاواٹ بجلی پیدا کرتے ہیں۔

چشمہ پن بجلی گھر

جب کہ چشمہ پن بجلی گھر 138 میگاواٹ بجلی پیدا کرتا ہے۔

تھرمل بجلی گھر

پاکستان میں گیس، تیل اور کوئلے کی مدد سے بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ ان ذرائع سے بجلی پیدا کرنے والے بجلی گھروں کو تھرمل بجلی گھر کہا جاتا ہے۔ کراچی، لاہور، ملتان، فیصل آباد، گدو، جام شورو، مظفر گڑھ، لاڑکانہ، کوٹری، پسنی اور کوٹ ادو میں تھرمل بجلی پیدا کرنے کے لیے کئی یونٹ کام کر رہے ہیں۔

- **کراچی تھرمل بجلی گھر**

اس وقت کراچی میں تھرمل بجلی کی پیداوار کا سب سے بڑا پلانٹ لگا ہوا ہے جس کو K.E.S.C. کہتے ہیں جو 1756 میگاواٹ بجلی پیدا کرتا ہے۔

- **پاکستان میں تھرمل بجلی کی کل پیداوار**

پاکستان میں تھرمل بجلی گھر گیس، تیل اور کوئلے سے کام کر رہے ہیں۔ کل بجلی کی پیداوار کا 63 فی صد حصہ تھرمل بجلی گھر سے حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان میں تھرمل بجلی کی پیداوار 12320 میگاواٹ ہے۔

- **ملتان تھرمل بجلی گھر**

دوسرا اہم بجلی گھر ملتان میں واقع ہے۔ اس کی پیداواری صلاحیت 260 میگاواٹ ہے۔

- **متفرق تھرمل بجلی گھر**

ان کے علاوہ اہم پیداواری یونٹ، فیصل آباد، گدو، جام شورو، مظفر گڑھ، سکھر، لاڑکانہ، کوٹری، پسنی، گلگت، کوٹ ادو، اور شاہدرہ میں قائم ہیں۔

- **بجلی کے پیداواری ذرائع کی شرح پیداوار**

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق مختلف ذرائع کا بجلی کی پیداوار میں حصہ (فیصد)

توانائی کا ذریعہ	معدنی تیل	پن بجلی	گیس	ایٹمی توانائی	کوئلہ	نجی ادارے	کل
پیداوار	35.1 فیصد	33.6 فیصد	27.3 فیصد	0.6 فیصد	0.1 فیصد	3.3 فیصد	100 فیصد

iii- ایٹمی توانائی (Nuclear Power)

اٹامک انرجی کمیشن (PACE) پاکستان میں نیوکلیئر پاور پلانٹس کی منصوبہ بندی کرنے، لگانے اور ان کو چلانے کا ذمہ دار

صنعتی اور زرعی ترقی میں استعمال

اس وقت پاکستان میں چھوٹے پیمانے پر شمسی توانائی سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ مثلاً چھوٹی مشینیں اور چھوٹی موٹریں چلانے کے لیے شمسی توانائی سے مدد لی جا رہی ہے۔ لوگوں میں شمسی توانائی سے فائدہ اٹھانے کا شعور پیدا ہو رہا ہے۔

مستقبل کا اہم ذریعہ توانائی

مستقبل قریب میں شمسی توانائی دنیا میں توانائی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہوگی کیونکہ دوسرے ذرائع توانائی مہنگے بھی ہیں اور ان تک رسائی بھی مشکل ہے۔

ہوا سے بجلی کی پیداوار (Wind-Electric Power)

ہوائی توانائی کے حصول کے لیے تیز ہوا کو بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں ہوا سے بجلی پیدا کرنے پر کام جاری ہے۔ پاکستان کے ساحلی علاقوں، سندھ اور بلوچستان میں ہوا سے بجلی پیدا کرنے کے کافی وسائل میسر ہیں تاہم ابھی تک ان ذرائع کو استعمال نہیں کیا جا رہا۔

ونڈ مل

ونڈ مل تقریباً 80 فٹ اونچے کھمبے پر لگے تین یا چار بڑے بڑے پروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ پر، ونڈ مل کے ٹربائنز کہلاتے ہیں۔ جب ہوا سے ٹربائنز گھومتے ہیں تو ان کی انرجی کو کام میں لایا جاتا ہے۔

قدرتی گیس
(Natural Gas)

قدرتی گیس

قدرتی گیس توانائی حاصل کرنے کا ایک سستا اور صاف ستھرا ذریعہ ہے۔

پاکستان میں قدرتی گیس کی دریافت

پاکستان میں قدرتی گیس 1952 میں سوئی کے مقام (ضلع بی، صوبہ بلوچستان) سے دریافت ہوئی۔ یہ ذخیرہ دنیا کے بڑے ذخائر میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ گیس نہ صرف گھریلو بلکہ صنعتی ضروریات کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ قدرتی گیس توانائی کا ایک سستا ذریعہ ہے۔

پیداوار

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں قدرتی گیس کی اوسط روزانہ پیداوار چار ہزار ملین کعب میٹر تھی۔ اس سے 0.3 فیصد سے زائد بجلی توانائی کی ضروریات پوری کی جا رہی ہیں۔

قدرتی گیس کی اہمیت

قدرتی گیس توانائی کا [illegible] معدنی تیل کا بھی [illegible] ہے۔ قدرتی گیس [illegible] ہے۔

پاکستان میں قدرتی گیس کے ذخائر

سوئی کے مقام پر پاکستان کا سب سے بڑا گیس کا ذخیرہ [illegible] دریافت ہوا۔ قدرتی گیس کے کچھ ذخائر [illegible] میں بھی [illegible] ہیں۔ [illegible] پنجاب کے علاقے پوٹھوار سے بھی گیس حاصل ہوتی ہے۔
پاکستان میں گیس [illegible] بذریعہ پائپ لائن [illegible] ہیں۔

گیس کی کھپت: 2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کے مختلف شعبوں میں گیس کی کھپت

استعمال کے شعبے	[illegible]	حرارتی بجلی	ٹرانسپورٹ	صنعتیں	کھاد بنانے	کل
گیس کی مقدار	20%	21%	02%	17%	17%	100

معدنی تیل (پٹرولیم)
Petroleum

3. معدنی تیل (پٹرولیم)

انسان کے لیے معدنی تیل اور اس سے تیار [illegible] مصنوعات کی معاشی اہمیت صنعتوں میں استعمال ہونے والی تمام معدنیات سے بڑھ کر ہے۔ معدنی تیل کی اہم مصنوعات میں پٹرول، مٹی کا تیل، ڈیزل، موبل آئل، موم اور تارکول وغیرہ شامل ہے۔

پاکستان میں معدنی تیل کی تلاش

پاکستان میں تیل اور گیس تلاش کرنے کے لیے [illegible] میں "آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کمپنی لمیٹڈ (OGDCL) کا ادارہ قائم ہوا۔ معدنی تیل توانائی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ملکی توانائی کی لگ بھگ 2[illegible] ضروریات معدنی تیل سے پوری ہوتی ہے۔

معدنی تیل کی روزانہ کی پیداوار

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں معدنی تیل کی اوسط روزانہ پیداوار تقریباً 7[illegible] ہزار بیرل ہے۔

پاکستان میں تیل کے ذخائر

پاکستان کے جیولوجیکل حالات اس بات کے شاہد ہیں کہ یہاں معدنی تیل کے وسیع امکانات ہیں۔ پاکستان میں 90 سے زیادہ آئل فیلڈز زیرِ کار ہیں جو زیادہ تر زیریں سندھ اور سطح مرتفع پوٹھوار کے علاقوں میں واقع ہیں۔

چاول
Rice

1۔ چاول

چاول ہماری اہم ترین فصلوں میں سے ہے۔ پاکستان میں چاول کی بہترین اقسام پیدا ہوتی ہیں۔ بیرونی ممالک سے چاول کی تجارت ایک سرکاری ادارے "رائس ٹریڈنگ کارپوریشن" کے سپرد ہے۔ یہ ادارہ نجی اداروں اور کارخانوں سے چاول خرید کر دوسرے ممالک کو برآمد کرتا ہے۔

برآمدات کے ممالک

"رائس ٹریڈنگ کارپوریشن" کا ادارہ مندرجہ ذیل ممالک کو چاول برآمد کرتا ہے۔

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کویت، ابوظہبی، عراق، ایران، برازیل، لیبیا، سری لنکا، سنگاپور، انڈونیشیا، برطانیہ، کینیڈا، جرمنی اور امریکا وغیرہ۔

زرمبادلہ

اکنامک سروے آف پاکستان 12-2011 کے مطابق پاکستان نے تقریباً 792 ملین ڈالر کا چاول برآمد کیا۔

کپاس اور کپاس کی مصنوعات
Cotton and Cotton Products

2۔ کپاس اور کپاس کی مصنوعات

ہمارے ملک میں مختلف اقسام کی کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ کپاس اور اس کی مصنوعات پاکستان کے زرمبادلہ کمانے والی برآمدات میں اہم حیثیت رکھتی ہے۔ کپاس جسے روئیلی ریشہ بھی کہا جاتا ہے۔ کپاس میں نیم استوائی اور معتدل موسم رکھنے والے علاقوں کی پیداوار ہے۔ جنوبی پنجاب اور سندھ کے میدانی علاقے اس کی کاشت کے لیے بہت مثالی ماحول فراہم کرتے ہیں۔

زرمبادلہ

12-2011ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے کپاس اور اس کی مصنوعات سے تقریباً 0858 ملین ڈالر کا زرمبادلہ کمایا۔ پاکستان کپاس کی درج ذیل مصنوعات برآمد کرتا ہے:

i۔ خام روئی

پاکستان کی خام روئی کی بیرونی ممالک میں بہت مانگ ہے اس کی وجہ اس روئی کا عمدہ معیاری ہونا اور اس کی نفاست ہے۔ پاکستان کپاس زیادہ تر کینیڈا، امریکا، جاپان، ہانگ کانگ، برطانیہ، اٹلی اور بیلجیم وغیرہ کو برآمد کرتا ہے۔

ii۔ سوتی کپڑا

پاکستان کی برآمدات میں سوتی کپڑے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان میں بنے والا سوتی کپڑا زیادہ تر برطانیہ، امریکا،

سری لنکا، افغانستان، روس، مغربی جرمنی، ہانگ کانگ اور پولینڈ کو برآمد کیا جاتا ہے۔

iii- سوتی دھاگا

پاکستان سوتی دھاگا نہایت عمدہ اور نفیس ہے اس لیے اس کی بیرون ممالک میں بہت مانگ ہے۔ پاکستان میں سوتی دھاگا بہت بڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے۔ پاکستان سوتی دھاگا روس، سوڈان، امریکا، پولینڈ، مغربی جرمنی، ایران، برطانیہ اور فرانس کے علاوہ کچھ افریقی ممالک کو بھی برآمد کرتا ہے۔

iv- ہوزری کا سامان

کپاس کی دوسری مصنوعات کی طرح ہوزری کی صنعت بھی پاکستان میں ترقی پذیر ہے جہاں بنیانیں، جرابیں، رومال، سویٹر اور تولیے وغیرہ تیار ہوتے ہیں۔ ہوزری کا سامان مشرق وسطیٰ کے ممالک اور یورپ کو بڑی مقدار میں برآمد کیا جاتا ہے۔

v- تیار شدہ ملبوسات

پاکستان میں تیار شدہ ملبوسات کی غیر ممالک میں بہت مانگ ہے۔ پاکستان میں تیار شدہ ملبوسات سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، ایران، عراق، فرانس، جرمنی، برطانیہ، سری لنکا، ملائیشیا اور امریکا کو برآمد کیے جاتے ہیں۔

کھیلوں کا سامان
Sport Goods

3- کھیلوں کا سامان

پاکستان کے شہر سیالکوٹ اور لاہور کھیلوں کے سامان کی تیاری کے لیے بہت مشہور ہیں۔ کھیلوں کا سامان بنانے والی صنعت کا شمار گھریلو صنعت میں بھی ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں والی بال، فٹ بال، کیرم بورڈ، ہاکی اور کرکٹ کا سامان خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ کھیلوں کا سامان ملکی ضروریات کے لیے وافر ہے اسے برآمد کرنے کے لیے زرمبادلہ حاصل کیا جا رہا ہے۔

برآمدات کے ممالک

پاکستان کے کھیلوں کا سامان ہالینڈ، بلجیم، فرانس، اٹلی، برطانیہ، جرمنی اور امریکا وغیرہ برآمد ہوتا ہے۔

زرمبادلہ

2011-12ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے کھیلوں کے سامان کی برآمد کی مد میں 263 ملین ڈالر زرمبادلہ کمایا۔

چمڑا اور اس کی مصنوعات
Leather and Leather Manufactures

4- چمڑے کی اہمیت

مویشیوں کی کھالوں سے چمڑا بنتا ہے جو ملک کے اندر بہت سی چیزیں بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور برآمد بھی کیا جاتا ہے۔ مویشیوں سے جہاں دودھ، مکھن اور گوشت حاصل ہوتا ہے وہاں ان کی کھالیں بھی انسانی ضروریات پوری

کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ملک میں چمڑا رنگنے اور تیار کرنے کے لیے ٹینریز کافی تعداد میں لاہور گجرات، سیالکوٹ، کراچی اور حیدرآباد میں کام کر رہی ہیں۔

چمڑے کی مصنوعات

چمڑے سے سوٹ کیس، بیگ، جھیلوں، جیکٹ اور دیگر سامان کے علاوہ جوتے بنانے کی صنعت بھی کافی ترقی کر چکی ہے۔

برآمدات کے ممالک

پاکستان میں چمڑے سے تیار شدہ سامان زیادہ تر جاپان، جرمنی، فرانس، برطانیہ، امریکا، اٹلی، روس، سپین، چین اور مشرق وسطیٰ کے ممالک کو برآمد کیا جاتا ہے۔

زرمبادلہ

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے چمڑا اور اس کی مصنوعات کی برآمد کرنے 821 ملین ڈالرز زرمبادلہ کمایا۔

قالین، کمبل اور چٹائیاں
Carpets Rugs and Mats

5- قالین، کمبل اور چٹائیاں

قالین ، میں پاکستان اہم مقام رکھتا ہے۔ پاکستانی قالین اپنے معیار اور خوبصورتی کے لحاظ سے دنیا بھر میں بہت مشہور ہیں۔ پاکستان کے بڑے شہر لاہور، فیصل آباد، ملتان، جھنگ اور سانگلہ ہل کے علاقے قالین سازی کے لیے بہت مشہور ہیں۔

برآمدات کے ممالک

پاکستان اپنے قالین، کمبل اور چٹائیاں جرمنی، سوئٹزرلینڈ، بیلجیم، اٹلی، فرانس، امریکا اور برطانیہ وغیرہ کو برآمد کرتا ہے۔

زرمبادلہ

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے قالین بانی، کمبلوں اور چٹائیوں سے تقریباً 111 ملین ڈالر کا زرمبادلہ کمایا۔

سیمنٹ
Cement

6- سیمنٹ

پاکستان نے سیمنٹ کی صنعت میں کافی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ سیمنٹ کے بڑے بڑے کارخانے داؤدخیل، ڈنڈوت، ہزارہ، واہ، اسلام آباد، جہلم، روہڑی، حیدرآباد، کراچی، ہتھونگی اور گڈانی میں واقع ہیں۔ سیمنٹ ملکی ضروریات کے لیے کافی ہے اور دوسرے ممالک کو بھی برآمد کیا جا رہا ہے۔

برآمدات

سیمنٹ ملکی ضروریات پوری کرنے کے بعد سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کویت، بحرین وغیرہ کو برآمد کیا جاتا ہے

زرمبادلہ

2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے قریباً 372.2 ملین ڈالر سیمنٹ برآمد کیا۔

آلات جراحی اور طبی سامان

Surgical Instruments and Medical Equipment

۷۔ آلات جراحی اور طبی سامان

پاکستان میں بننے والے آلات جراحی اور طبی سامان دنیا بھر میں بہت مشہور ہیں۔ میڈیکل شعبے میں سرجری میں استعمال ہونے والا زیادہ تر سامان سیالکوٹ میں بنایا جا رہا ہے جو ملکی ضروریات کے لیے وافر ہے اور برآمد بھی کیا جا رہا ہے۔

برآمدات کے ممالک

پاکستان میں تیار ہونے والے سرجری آلات لاطینی امریکا، افریقہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی وغیرہ کو برآمد کیے جاتے ہیں۔

زرمبادلہ

2011-12ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے آلات جراحی اور طبی سامان سے قریباً 216.6 ملین ڈالر کا زرمبادلہ کمایا۔

مچھلی اور مچھلی کی مصنوعات

Fish and Fish Products

8۔ مچھلی اور مچھلی کی مصنوعات

مچھلی کو انسانی غذا میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ دنیا بھر میں پاکستانی جھینگوں کی مانگ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں مچھلی کی صنعت سے تقریباً لاکھوں افراد منسلک ہیں۔

برآمدات کے ممالک

پاکستانی مچھلی اور مچھلی کی مصنوعات کے خریداروں میں چین، متحدہ عرب امارات، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، ہانگ کانگ، مڈل ایسٹ اور سری لنکا وغیرہ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

زرمبادلہ

2011-12ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے قریباً 234.4 ملین ڈالر کی مچھلی اور مچھلی کی مصنوعات برآمد کیں۔

خشک میوہ جات، پھل اور سبزیاں

Dry Fruits, Fruits and Vegetables

۹۔ خشک میوہ جات

پاکستانی میوہ جات دنیا بھر میں بہت مشہور ہیں۔ پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں پھلوں کے وسیع باغات ہیں۔ خشک میوہ

جات ملک میں استعمال کے علاوہ دوسرے ممالک بھی برآمد کیے جاتے ہیں۔

برآمدات کے ممالک

پاکستان سے خشک میوہ جات اٹلی، برطانیہ، امریکا، سری لنکا، سنگاپور اور ملائیشیا کو برآمد کیے جاتے ہیں۔

پھل اور سبزیاں

پاکستان میں پھل اور سبزیوں کی پیداوار کافی ہے اپنی ضروریات سے زیادہ پھل اور سبزیاں دوسرے ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔ پاکستان میں پھلوں سے تیار شدہ اچار، شربت، چٹنیاں، مربے اور جام وغیرہ بھی برآمد کیے جاتے ہیں۔

برآمدات کے ممالک

پاکستان سے پھل اور تازہ سبزیاں ایران، جرمنی، مشرقِ وسطیٰ اور یورپ کے چند دوسرے ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔ اس کے عرب ممالک کو برآمد کے جاتے ہیں۔

زرمبادلہ

2011-12ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے خشک میوہ جات، پھل اور سبزیوں سے تقریباً 252 ملین ڈالر زرمبادلہ کمایا۔

کیمیکلز اور ادویات

Chemicals and Pharmaceutical Products

10۔ کیمیکلز اور ادویات

پاکستان میں پچھلے کئی سالوں سے کیمیکلز اور ادویات سازی کی صنعت نے کافی ترقی کی ہے۔ کیمیکلز اور ادویات ملک میں استعمال کرنے کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی برآمد کی جاتی ہیں۔

برآمدات کے ممالک

پاکستان کے کیمیکلز اور ادویات کے خریداروں میں مشرقِ وسطیٰ اور افریقہ کے ممالک شامل ہیں۔

زرمبادلہ

2011-12ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے تقریباً 725 ملین ڈالر کے کیمیکلز اور ادویات برآمد کیں۔

پاکستان کی درآمدات

Imports of Pakistan

سوال 19۔ پاکستان کی اہم درآمدات کا جائزہ لیں۔

جواب: **درآمدات**

وہ اشیا جن کی ملک میں قلت یا کمی ہوتی ہے وہ اشیا دوسرے ممالک سے منگوا کر ملک کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے جنھیں

درآمدات کہتے ہیں۔

درآمدات کا حجم

2011-12ء میں پاکستان کی درآمدات کا کل حجم تقریباً 28922 ملین ڈالر تھا۔

پاکستان کی اہم درآمدات

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ زراعت کے شعبے میں کسی حد تک خودکفیل ہے تاہم صنعتی شعبے سے جڑی تمام اشیا باہر سے منگوانی پڑتی ہیں۔ پاکستان کی اہم درآمدات درج ذیل ہیں۔

1۔ پٹرولیم اور پٹرولیم کی مصنوعات

پاکستان پٹرولیم کی درآمد کے لیے زرمبادلہ کا ایک کثیر حصہ خرچ کرتا ہے۔ اس خرچ میں کمی لانے کے لیے گیس اور پٹرول سے چلنے والی بہت سی اشیا پاکستان میں بنائی جا رہی ہیں۔ پاکستان اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے تیل، پٹرول، ڈیزل اور پٹرولیم کی دیگر مصنوعات مثلاً پلاسٹک وغیرہ دوسرے ممالک سے منگواتا ہے۔

درآمدات کے ممالک:

پاکستان پٹرولیم مصنوعات سعودی عرب، کویت، ابوظہبی، ایران اور عراق سے حاصل کرتا ہے۔

درآمدات

اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے مطابق پاکستان نے پٹرولیم اور پٹرولیم کی مصنوعات کی درآمد پر تقریباً 12883 ملین ڈالر خرچ کیے۔

2۔ لوہا اور فولاد

ملکی ترقی کے لیے لوہے کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کے بغیر کوئی ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ پاکستان نے شہر کراچی میں روس کے تعاون سے فولاد سازی کے لیے ایک بڑی مل کا قیام عمل میں لایا ہے۔ پاکستان اپنی ضروریات پوری کرنے اور اپنے صنعتی کارخانوں کو چلانے کے لیے لوہا اور لوہے کی دوسری مصنوعات مغربی جرمنی، امریکہ، فرانس، جاپان، برطانیہ اور آسٹریلیا سے درآمد کرتا ہے۔

درآمدات

اکنامک سروے 2011-12ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے 1265.8 ملین ڈالر کا لوہا اور فولاد کی مصنوعات درآمد کیں۔

3۔ مشینری

پاکستان کے شہر ٹیکسلا میں فولاد سازی اور بھاری مشینری بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ قائم کیا گیا ہے۔ پاکستان کے کئی کارخانوں کے لیے بھاری مشینری بھی یہاں تیار کی جاتی ہے، البتہ اعلیٰ کوالٹی کی مشینری اور بجلی کے جنریٹر دوسرے ممالک سے درآمد کیے جاتے ہیں۔

درآمدات

اکنامک سروے 12-2011 ، کے اعداد وشمار کے مطابق پاکستان نے 1975.8 ملین ڈالر کی مشینری درآمد کی۔

4۔ کیمیائی کھاد

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔اس لیے پاکستان میں کیمیائی کھاد بنانے کے کئی کارخانے کام کررہے ہیں لیکن یہ کھاد ملکی ضروریات کے لیے کافی نہیں ہے۔ پاکستان اپنی کھاد کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کھاد دوسرے ممالک سے بھی درآمد کرتا ہے۔

درآمدات کے ممالک:

پاکستان کھاد جن ممالک سے درآمد کرتا ہے اُن میں عراق، تیونس، اٹلی اور امریکا قابلِ ذکر ہیں۔

درآمدات

اکنامک سروے 12-2011 کے اعداد وشمار کے مطابق پاکستان نے 1081.7 ملین ڈالر کی کیمیائی کھاد درآمد کی۔

5۔ کھانے کا تیل

پاکستان میں کھانے کا تیل وافر مقدار میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان میں کھانے کا تیل بنانے کے کئی کارخانے کام کررہے ہیں لیکن یہ تیل ملکی ضروریات کے لیے ناکافی ہے،اس لیے پاکستان امریکا، سری لنکا اور ملائیشیا سے بھی تیل درآمد کرتا ہے۔

درآمدات

اکنامک سروے آف پاکستان 12-2011، کے مطابق پاکستان نے تقریباً 30 ملین ڈالر کا کھانے کا تیل کا درآمد کیا۔

6۔ چائے

پاکستان کے ہر علاقے میں چائے وافر مقدار میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس لیے چائے دوسرے ممالک سے درآمد کرنی پڑتی ہے، جس پر بہت زیادہ زرِمبادلہ خرچ ہوتا ہے۔

درآمدات کے ممالک

پاکستان زیادہ تر چائے کینیا، بنگلادیش اور سری لنکا سے درآمد کرتا ہے۔

درآمدات

اکنامک سروے 12-2011، کے مطابق پاکستان نے تقریباً 30 ملین ڈالر کی چائے دوسرے ممالک سے منگوائی۔

7۔ متفرقات

اس کے علاوہ پاکستان مختلف ممالک سے ادویات، کاغذ، دفاعی سامان، دودھ کی مصنوعات، خشک میوہ جات، مصالحہ جات، دالیں، بجلی کا سامان، کرم کش ادویات، کمپیوٹرز، موبائل اور گاڑیاں منگواتا ہے، جس پر کثیر زرِمبادلہ خرچ ہوتا ہے۔

35.2	ذیلی میزان	9	متحدہ عرب امارات
		64.8	دوسرے ممالک
		100 فیصد	کل میزان

پاکستان کی اہم درآمدات کے ممالک

پاکستان زیادہ تر درآمدات دنیا کے صرف چھے ممالک سے کرتا ہے۔ان ممالک میں امریکہ، برطانیہ، جرمنی، کویت، جاپان اور سعودی عرب شامل ہیں۔درج ذیل جدول کے مطابق اکنامک سروے 12-2011ء میں ان چھے ممالک کا اجتماعی حصہ تقریباً 30 فیصد ہے۔

پاکستان کی درآمدات کی سمتیں (برآمدات کی بڑی مارکیٹیں) فیصد حصہ

2011-12ء	ملک کا نام	2011-12ء	ملک کا نام
1.2	برطانیہ	9.8	امریکا
4.2	جاپان	2.5	جرمنی
10.6	سعودی عرب	8.4	کویت
69.8	دوسرے ممالک	30.2	ذیلی میزان
		100 فیصد	کل میزان

تجارت کا توازن
Balance of Trade

تجارت کا توازن

کسی ملک کی برآمدات اور درآمدات کی مالیت میں مقررہ وقت کے دوران فرق تجارت کا توازن کہلاتا ہے۔اگر درآمدات کی نسبت برآمدات کی مالیت زیادہ ہو تو اس صورت میں تجارتی توازن کو ملک کے لیے منافع بخش کہا جاتا ہے۔اس کے برعکس اگر درآمدات کی نسبت برآمدات کی مالیت کم ہو تو اسے خسارہ کی تجارت کی صورت میں ملک قرضے کا شکار ہو جائے گا۔

برآمدات

2011-12ء اکنامک سروے کے مطابق پاکستان کی کل برآمدات 20474 ملین امریکی ڈالر اور درآمدات 28992 ملین امریکی ڈالر تھی۔اس طرح پاکستان کی تجارت کو خسارہ تجارت کہیں گے۔تجارت کا یہ خسارہ 8448 ملین

ڈالر تھا۔

پاکستان کی درآمدات

2011-12 میں پاکستان کی برآمدات 20474 ملین امریکی ڈالر اور درآمدات 28922 ملین امریکی ڈالر تھیں۔ اس طرح پاکستان کی تجارت کا خسارہ 12683 ملین ڈالر تھا۔

غربت کی وجوہات اور اس کو ختم کرنے کے لیے اقدامات

سوال 21۔ پاکستان میں غربت کی کیا وجوہات ہیں اور اس کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کا جائزہ لیجیے۔

پاکستان میں غربت کی وجوہات

پاکستان کے اہم مسائل میں غربت ایک اہم مسئلہ ہے۔ ورلڈ بینک نے غربت کی سب سے نچلی سطح کا تعین کرنے سے یہ وضاحت کی ہے کہ 1.25 ڈالر یومیہ سے کم کمانے والا غربت کی انتہائی نچلی سطح پر ہے۔ اس وقت دنیا کی کل آبادی کا چوتھائی یعنی ارب بنتی ہے۔ 18 فیصد افراد غربت کا شکار ہیں کیونکہ ان کی یومیہ آمدنی ایک ڈالر سے بھی کم ہے۔ پاکستان کے دیہاتوں میں غربت کا تناسب 39 فیصد ہے جبکہ شہری علاقوں میں 13 فیصد غربت کی لکیر سے نیچے ہیں۔ غربت کی وجہ سے عوام مایوس ہوتی ہے اور معاشی ترقی کی رفتار سست ہوتی ہے۔

پاکستان میں غربت کے اسباب

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ قدرتی ذرائع وافر مقدار میں ہونے کے باوجود لوگ غربت کی لائن سے بھی نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پاکستان میں درج ذیل وجوہات کی بنا پر غربت عام ہے۔

1۔ آبادی میں اضافہ

پاکستان کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی بھی غربت کا اہم سبب ہے کیونکہ اس کے مقابلے میں پیداوار اور وسائل میں کم اضافہ ہو رہا ہے۔

2۔ افراطِ زر

پاکستان میں افراطِ زر بھی غربت کا اہم سبب ہے۔ خصوصاً افراطِ زر کی شرح بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشی ترقی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

3۔ توانائی کا بحران

پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جو توانائی کے بحران کا شکار ہیں بلکہ یہ بحران آئے دن سنگین سے سنگین شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔ توانائی کے بحران کی وجہ سے روزگار کے مواقع کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

4۔ ٹیکنیکل تعلیم میں کمی

بیشتر پاکستانی ان پڑھ اور غیر تکنیکی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ پاکستان میں صنعتی ترقی کے پسماندہ ہونے کی ایک اہم وجہ تکنیکی صلاحیت کی کمی ہے۔ یہی کمی غربت کا سبب ہے۔

5۔ معاشی ترقی سست رفتار

پاکستان میں معاشی ترقی کی رفتار سست اور تجارتی سرگرمیاں بھی محدود ہیں۔

6۔ ملکی حالات

غیر یقینی ملکی حالات کی وجہ سے اندرونی اور بیرونی سرمایہ کاری بہت کم ہے۔

7۔ ذرائع نقل وحمل کا نہ ہونا

ذرائع نقل وحمل اچھے ہوں تو صنعتی شعبہ ترقی کرتا ہے۔ پاکستان میں صنعتی ترقی کے پسماندہ ہونے کی ایک اہم وجہ ذرائع نقل وحمل کا نہ ہونا ہے جس سے مزدور پیشہ افراد کو روزگار میسر نہیں آتا۔

غربت میں کمی کے لیے اقدامات

پاکستان میں معاشی ترقی کی رفتار سست ہونے کی وجہ سے زیادہ تر لوگ مفلسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ غربت کے خاتمے کے لیے درج ذیل تجاویز مفید ثابت ہوں گی۔

1۔ ملازمت کے مواقع

ملک میں موجود مختلف محکمہ جات میں نئی ملازمتوں کی گنجائش پیدا کی جائے۔

2۔ بلاسود قرضہ سکیمیں

قرض کی ایسی سکیمیں شروع کی جائیں جو بلاسود ہوں تاکہ نوجوان اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔

3۔ مستحق طالب علموں کی امداد

تعلیمی اداروں میں مستحق طالب علموں کی امداد کی جائے۔

4۔ بنیادی سہولتوں کی فراہمی

عوام کو ضروریات زندگی کی بنیادی سہولتیں فراہم کی جائیں۔

5۔ مستحق افراد کی مدد

زکوٰۃ کمیٹی اور ادارہ بیت المال زیادہ سے زیادہ مستحق افراد کی مالی مدد کرے۔

6۔ نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی

کسی بھی ملک میں معاشی انقلاب کے لیے نجی شعبے خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ نجی شعبوں کی حوصلہ افزائی کرے۔

7۔ ٹیکنیکل تعلیم کا فروغ

پاکستان میں افرادی قوت کی کمی نہیں لیکن زیادہ تر افراد ٹیکنیکل تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ حکومت پر لازم ہے کہ وہ جدید ٹیکنیکل تعلیم کو فروغ دے

پاکستان کی بندرگاہوں کی اہمیت

Importance of Dry-ports of Pakistan

سوال22: پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: پاکستان کی مشہور بندرگاہیں

بندرگاہوں کا ہونا کسی بھی ملک کی معیشت کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ پاکستان کی زیادہ تر تجارت بحری راستے سے ہوتی ہے۔ پاکستان میں مشہور بندرگاہیں موجود ہیں جن میں کراچی، بن قاسم، پسنی اور گوادر خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ ان بندرگاہوں میں پاکستانی اور غیر ملکی مال بردار جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں۔

پاکستانی بندرگاہوں کی اہمیت

آج پاکستان بحیرہ عرب اور بحر ہند کے راستے ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا، یورپ اور امریکا کے براعظموں سے ملا ہوا ہے۔ پاکستان مشرق اور مغرب کو ملاتا ہے اس لیے پاکستانی بندرگاہوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

- **کراچی کی بندرگاہ**

پاکستان کی سب سے پرانی بندرگاہ کراچی کی بندرگاہ ہے جو بین الاقوامی معیار کی حامل ہے۔ یہاں بحری جہازوں اور آئل ٹینکر سے سامانِ تجارت کو اتارنے اور لادنے کی سہولتیں حاصل ہیں۔

- **بن قاسم بندرگاہ**

ملک کی بڑھتی ہوئی ضروریات کی خاطر کراچی سے مشرق کی جانب بن قاسم بندرگاہ تعمیر کی گئی ہے۔ پہلے مرحلے میں یہاں جہاز ٹھہرانے کے آٹھ برتھ بنائے گئے ہیں۔ بن قاسم بندرگاہ، پاکستان سٹیل مل کے قریب واقع ہے۔ لہٰذا اسے بڑے کارخانوں کے سامان اور خام لوہے کی درآمد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔

- **گوادر کی بندرگاہ**

صوبہ بلوچستان کے ساحل پر چین کی مدد سے جدید سہولتوں کے ساتھ ایک نئی بندرگاہ گوادر کے مقام پر تعمیر کی گئی ہے۔ تجارت کے لیے یہ بندرگاہ خاصی اہمیت کی حامل ہے۔

- **بحری جہاز**

بندرگاہوں کے ساتھ ساتھ بحری جہازوں کو بھی اہمیت حاصل ہے جو پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ تجارتی مال غیر ممالک کو پہنچانے کے لیے پاکستان کے پاس 50 سے زائد بحری مال بردار جہاز موجود ہیں۔ یہ زیادہ بڑے تو نہیں البتہ دور دراز کے سمندری راستوں پر سفر بآسانی کرتے ہیں یہ جہاز مشرق میں جاپان اور چین کی بندرگاہوں کو اور مغرب میں مسلم ممالک کے علاوہ یورپی، برطانوی اور ریاست ہائے متحدہ امریکا کی بندرگاہوں کو مال پہنچاتے ہیں اور ان ممالک کا مال پاکستان میں لاتے ہیں اور کثیر منافع کماتے ہیں۔

پاکستان کی خشک گودیوں کی اہمیت (Importan's of Dry-Port of Pakistan)

- **گودیاں**

رت جس میں اشیاء کو دیر تک اصلی حالت میں رکھا جا سکے۔

صوبہ

ارت صنعت کی طرف سے ڈرائی پورٹس کا منصوبہ حکومت پاکستان کو پیش کیا گیا۔

یاں

197 میں لاہور میں گودی (ڈرائی پورٹ) تعمیر کی گئی اس کے بعد مختلف شہروں میں بنائی گئیں جن کا

ہے۔

ڈرائی پورٹ:	1990 میں تعمیر کی گئی۔
ی پورٹ:	1986 میں تعمیر کی گئی۔
ی پورٹ:	1984 میں تعمیر کی گئی۔
ڈرائی پورٹ:	1974 میں تعمیر کی گئی۔
رائی پورٹ:	1986 میں تعمیر کی گئی۔
پورٹ:	1988 میں تعمیر کی گئی۔
ائی پورٹ:	1974 میں تعمیر کی گئی۔
ڈرائی پورٹ	1985 میں تعمیر کی گئی۔

ست ڈرائی پورٹ، NLC ٹھوکر نیاز بیگ لاہور اور NLC کوئٹہ ڈرائی پورٹس اہم ہیں۔
ث ملکی تجارت میں مثبت تبدیلیاں ہوئی ہیں جس سے تجارت میں اضافہ ہوا ہے۔

آبادی، معاشرہ اور پاکستان کی ثقافت

(Populationl. Society and Culture of Paskistn)

تدریسی مقاصد: سبق کے اہم نکات

- پاکستان میں افزائش آبادی اور تقسیم
- آبادی کی تقسیم اور گنجانی پر اثر انداز ہونے والے عوامل
- شہری اور دیہی بنیاد پر آبادی کی تقسیم
- پاکستان میں شرح خواندگی
- پاکستان کا تعلیمی ڈھانچہ
- پاکستان کے تعلیمی مسائل
- پاکستان میں صحت کی صورتحال
- پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات
- علاقائی ثقافتی مماثلتیں ذریعہ یکجہتی اور یگانگت
- پاکستان کے اہم معاشرتی مسائل
- قومی اور علاقائی زبانیں
- پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کا کردار

پاکستان میں افزائش آبادی اور تقسیم

Growth and Distribution of Population in Pakistan

سوال 1۔ پاکستان میں افزائش آبادی اور تقسیم پر تفصیل سے نوٹ لکھیں۔

جواب: آبادی کی گنجانیت

آبادی کی گنجانیت سے مراد یہ ہے کہ ایک مربع کلومیٹر کے رقبے میں اوسطاً کتنے افراد بستے ہیں۔
پاکستان ایک گنجان آباد ملک ہے۔ پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے۔ پہلے پانچ ممالک میں بالترتیب

چین، بھارت، امریکا، انڈونیشیا اور برازیل شامل ہیں۔

اکنامک سروے آف پاکستان

اکنامک سروے آف پاکستان 12-2011ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی کل آبادی 18 کروڑ 7 لاکھ ہے۔

افزائش آبادی کی شرح

پاکستان میں افزائش آبادی کی رفتار وسائل کی نسبت کافی تیز ہے۔ 12-2011ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی میں 3.2 فیصد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔

پاکستان میں آبادی کی گنجانیت

- 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی گنجانیت (Density) 164 افراد فی مربع کلومیٹر تھی۔ پاکستان کی آبادی 13 کروڑ [illegible] تھی۔
- 2003-4ء کے اعداد و شمار کے مطابق [illegible] افراد فی مربع کلومیٹر آباد تھے۔
- جدید اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی کی موجودہ گنجانیت [illegible] افراد فی مربع کلومیٹر سے زائد ہے۔

پاکستان دنیا کا تیرھواں بڑا ملک

پاکستان کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان کا شمار گنجان آباد ممالک میں کیا جاتا ہے۔ 1950ء میں پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا تیرھواں بڑا ملک تھا۔ اس وقت چھٹا بڑا ملک ہے۔ اگر پاکستان کی آبادی میں شرح اضافہ یہی رہی تو 2050ء تک پاکستان دنیا کا پانچواں بڑا ملک بن جائے گا۔

پاکستانی آبادی کی تقسیم

اکنامک سروے آف پاکستان 12-2011ء کے مطابق پاکستان کی آبادی کے [illegible] معلومات ذیل میں دی گئی ہیں۔

پاکستان کی آبادی	180.71 ملین	پاکستان کی شہری آبادی	67.55 ملین
پاکستان کی دیہی آبادی	113.16 ملین	خواتین کی اوسط عمر	66.1 سال
مردوں کی اوسط عمر	64.4 سال		

صوبوں کے لحاظ سے آبادی کی گنجانیت

پاکستان میں آبادی کی گنجانیت میں یکسانیت نہیں ہے۔ صوبہ پنجاب، آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ پاکستان کی آبادی کا 54 فیصد حصہ صوبہ پنجاب میں رہتا ہے۔

- **پنجاب میں شرح گنجانیت**
  پنجاب میں ایک مربع کلومیٹر کے علاقے میں اوسطاً 354 افراد رہتے ہیں۔

- **بلوچستان میں شرح گنجانیت**
بلوچستان میں ایک مربع کلومیٹر کے علاقے میں اوسطاً 19 افراد بستے ہیں۔

- **سندھ میں شرح گنجانیت**
سندھ میں ایک مربع کلومیٹر کے علاقے میں اوسطاً 213 افراد بستے ہیں۔

- **خیبر پختونخوا میں شرح گنجانیت**
خیبر پختونخوا میں ایک مربع کلومیٹر کے علاقے میں اوسطاً 236 افراد بستے ہیں۔

- **قبائلی علاقہ میں شرح گنجانیت**
قبائلی علاقہ میں ایک مربع کلومیٹر کے علاقے میں اوسطاً 125 افراد بستے ہیں۔

- **اسلام آباد میں شرح گنجانیت**
اسلام آباد میں ایک مربع کلومیٹر کے علاقے میں اوسطاً 1137 افراد بستے ہیں۔

مردم شماری (Censes)
کسی ملک کے متعلق کامیاب اور بامقصد منصوبہ بندی کے لیے آبادی کے مختلف پہلوؤں کے متعلق ضروری کوائف کا جاننا ضروری ہے مثلاً کل آبادی اور اس کی علاقائی تقسیم، شہری و دیہاتی آبادی کا تناسب، شرح افزائش، فی کلومیٹر آبادی، تعلیم و تعلیمی قابلیت اور لوگوں کے اہم پیشے وغیرہ آبادی کے ان کوائف کو جاننے کا عمل مردم شماری کہلاتا ہے۔

- **پاکستان میں مردم شماری**
پاکستان میں مردم شماری ہر 10 سال کے بعد ہوتی ہے۔

- **برصغیر میں پہلی مردم شماری**
برصغیر پاک و ہند میں پہلی مردم شماری 1881 میں ہوئی تھی۔

- **پاکستان میں مردم شماری**
پاکستان کے قیام کے بعد اب تک پانچ بار مردم شماری ہو چکی ہے جس کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

پاکستان میں مردم شماری کا سال	آبادی	پاکستان میں مردم شماری کا سال	آبادی
1951ء	قریباً 3.37 کروڑ	1961ء	قریباً 4.28 کروڑ
1972ء	قریباً 6.53 کروڑ	1981ء	قریباً 8.42 کروڑ
1998ء	قریباً 13 کروڑ 2 لاکھ		

آبادی کی تقسیم اور گنجانی پر اثر انداز ہونے والے عوامل

سوال2۔ آبادی کی تقسیم اور گنجانی پر اثر انداز ہونے والے عوامل کا جائزہ لیجیے۔

جواب: **آبادی کی تقسیم اور گنجانی پر اثر انداز ہونے والے عوامل**

کسی ملک کی آبادی کی تقسیم اور گنجانیت یکساں نہیں ہوتی۔ ملک کے بعض علاقوں میں آبادی بہت زیادہ اور بعض میں بہت کم اور کچھ علاقوں میں اوسط درجے کی ہوتی ہے۔ آبادی کی تقسیم اور گنجانیت پر بہت سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں ان میں کچھ طبعی عوامل اور کچھ انسانی عوامل شامل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ جغرافیائی عوامل

آبادی کی گنجانیت پر جغرافیائی عوامل کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ لوگ انھی علاقوں میں رہنا پسند کرتے ہیں جن میں زندگی گزارنا قدرے آسان ہو۔ دنیا میں انسانی زندگی کا دارومدار زراعت پر ہے۔ کسی علاقے کی زمین ہموار، نرم اور زرخیز ہو تو اسے آباد کرنا آسان ہوتا ہے۔ اس میں کھیتی باڑی اور باغبانی کے ذریعے پیداوار اور وسائل زندگی با آسانی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ایسے علاقوں میں رہنا، گھر بنانا اور ضروریات زندگی حاصل کرنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ اس لیے پاکستان کے میدانی علاقے جن کی مٹی زرخیز اور قابل کاشت ہے وہاں کی آبادی گنجان ہے، مثلاً پاکستان میں دریائے سندھ کا میدان، پشاور اور مردان کی وادی وغیرہ۔

2۔ آب و ہوا

آبادی کی گنجانیت پر دوسرا اثر انداز ہونے والا عامل آب و ہوا ہے۔ جن علاقوں کی آب و ہوا اچھی ہو وہاں لوگ رہنا پسند کرتے ہیں۔ بارشیں بر وقت ہوں تو پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور خوراک بکثرت میسر ہوتی ہے، اس لیے ان علاقوں میں عموماً آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ پاکستان کے بڑے بڑے قدیم شہر دریاؤں کے کنارے آباد ہیں۔

گنجان آباد علاقے

نیم گرم اور معتدل آب و ہوا والے علاقے جہاں بارشیں با کثرت ہوتی ہیں، گنجان آباد ہوتے ہیں۔ صوبہ پنجاب کے شمالی علاقوں اور کراچی کی آب و ہوا معتدل ہے جس کی وجہ سے یہ گنجان آباد ہیں۔

کم گنجان علاقے

پاکستان کے شمالی پہاڑی سلسلوں کی آب و ہوا شدید سرد ہے اور سطح مرتفع بلوچستان اور صحرائی علاقوں کی آب و ہوا انتہائی گرم ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے کم گنجان آباد ہیں۔

3۔ معدنی وسائل

ایسے علاقے جہاں پر قیمتی معدنیات کے ذخائر موجود ہوں جیسے تیل، لوہا، گیس، قیمتی پتھر اور کوئلہ وغیرہ ان علاقوں میں روزگار کے حصول کے لیے انسانوں کی بڑی تعداد جمع ہو جاتی ہے۔ ایسے علاقوں میں معدنیات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے ذرائع نقل و حمل بھی موجود ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں کارخانے اور فیکٹریاں لگ جاتی ہیں اس

سارے عمل سے بڑے بڑے صنعتی شہر وجود میں آجاتے ہیں لیکن اس سارے عمل کے دوران آبادی میں بھی اضافہ ہوتا ہے اس کی مثال پاکستان میں سطح مرتفع پوٹھوار وغیرہ کے علاقے ہیں۔

4۔ آبی ذخائر

دنیا میں زیادہ تر آبادی آبی ذخائر کے قرب و جوار میں موجود ہے۔ پاکستان میں زیادہ تر شہر دریاؤں کے کنارے پر آباد ہیں۔ اسی طرح بحیرہ عرب کے ساحل پر پاکستان کا سب سے بڑا اور گنجان آباد شہر کراچی واقع ہے۔ پاکستان کے وہ شہر جو آبی ذخائر سے دور دراز علاقوں میں واقع ہیں وہاں پانی کی کمی کی وجہ سے آبادی بہت کم ہے۔

5۔ تجارتی اور صنعتی علاقے

آبادی کی گنجائیت پر صنعت و تجارت کا بہت بڑا گہرا اثر ہے جو مقامات یا علاقے تجارتی شاہراہوں پر یا ان کے قریب واقع ہوں وہاں کی آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے شہر اور علاقے جہاں تجارتی منڈیاں، بڑی بندرگاہیں اور ہوائی اڈے موجود ہوں وہاں کی آبادی بڑھ جاتی ہے۔ ایسے علاقے جہاں صنعتیں قائم ہوتی ہیں وہاں روزگار کے وسائل وافر ہوتے ہیں اس لیے یہاں آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ پاکستان میں فیصل آباد صنعتی شہر ہونے کی وجہ سے پاکستان کا آبادی کے لحاظ سے تیسرا بڑا شہر بن گیا ہے۔ کراچی، لاہور، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ وغیرہ صنعتی شہر ہیں۔ اس وجہ سے یہاں کی آبادی زیادہ ہے۔

6۔ سیاسی اور معاشرتی حالات

دنیا کے وہ علاقے جہاں سیاسی حالات مستحکم ہوتے ہیں۔ لوگوں کو معاشی سہولتیں اور معاشرتی آزادیاں میسر ہوتی ہیں ایسے علاقوں میں آبادی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ بعض اوقات مختلف سیاسی وجوہات اور مذہب کی وجہ سے لوگ ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں ہجرت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کی واضح مثال برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے دوران ہندوستان سے نئی معرض وجود میں آنے والے مسلم ملک پاکستان میں [illegible] کا مختلف علاقوں میں آباد ہونا ہے۔

شہری اور دیہی بنیاد پر آبادی تقسیم

سوال 3۔ پاکستان میں شہری اور دیہی بنیاد پر آبادی کی تقسیم کا جائزہ لیں۔

جواب: پاکستان کی شہری اور دیہی بنیاد پر آبادی کی تقسیم

شہری آبادی

اکنامک سروے آف پاکستان 12-2011 کے مطابق پاکستان میں کل آبادی کا تقریباً ایک تہائی (36%) شہروں میں آباد ہے۔ پاکستان کے شہری علاقوں میں 55 67 ملین افراد آباد ہیں۔ آج کل شہروں کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ آبادی میں تیز اضافہ اور دیہات میں متبادل روزگار کے مواقع اور سہولتیں کم ہونے کی وجہ سے لوگ شہروں کی طرف منتقل ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں جن شہروں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے ان میں لاہور، کراچی، اسلام آباد، فیصل آباد، حیدر آباد، نواب شاہ، راولپنڈی اور گوجرانوالہ وغیرہ ہیں۔

دیہی آبادی

اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق پاکستان کے دیہی علاقوں میں (64%) لوگ آباد ہیں۔ پاکستان کی کل آبادی کا قریباً دو تہائی دیہات میں آباد ہے۔

شہری علاقوں میں سہولتیں

شہری آبادی میں دیہی علاقوں کی نسبت بجلی، گیس، ٹیلی فون سڑکوں، تعلیم، علاج معالجہ، تفریح اور ضروریات زندگی کی دیگر سہولتیں نا صرف زیادہ ہیں بلکہ بہتر بھی ہیں۔

دیہی علاقوں میں سہولتیں

پاکستان کے دیہی علاقوں میں جدید سہولتیں مثلاً سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں، صنعتی و تجارتی اداروں کا فقدان ہے۔

نقل مکانی کی وجوہات

پاکستان کے دیہی علاقوں میں تعلیم، ٹرانسپورٹ، ثقافتی زندگی، صنعتوں اور دیگر تجارتی مراکز کے فقدان سے معاشی سرگرمیوں اور روزگار کے مواقع کم ہونے کی وجہ سے لوگ تیز رفتاری سے شہروں کی طرف نقل مکانی کر رہے ہیں۔

نقل مکانی کے مسائل

شہری علاقوں کی آبادی میں نقل مکانی کے اس رجحان کے باعث اضافہ ہو رہا ہے جس سے بیشمار مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ مثلاً رہائش، روزگار، تعلیم، تفریح، ٹرانسپورٹ علاج و معالجہ کی سہولتیں اور دیگر بہت سے زندگی کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

نقل مکانی کے مسائل کی تفصیل

رہائش کا مسئلہ
اس تیز نقل مکانی سے رہائشی مکانوں کی قلت ہو جاتی ہے اس لیے لوگوں کو زیادہ کرایہ دے کر رہائشی مکان حاصل کرنا پڑتے ہیں یا وہ ایسی رہائش گاہوں میں رہتے ہیں جن میں ضروری سہولتوں کا فقدان ہوتا ہے۔

خوراک کا مسئلہ
آبادی میں اضافہ خوراک کی قلت کا باعث بنتا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء ملاوٹ والی اور مہنگی ملتی ہیں۔

صحت و صفائی کا مسئلہ
شہروں میں آبادی زیادہ ہونے سے صفائی اور صحت کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

- ٹریفک کا مسئلہ
ٹرانسپورٹ اور ٹریفک کا مسئلہ شدید ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً شہروں میں آ جانے کے باوجود اچھی خاصی آبادی کو بنیادی سہولتیں حاصل نہیں ہوتیں۔

- پینے کے پانی کا مسئلہ
شہروں میں آبادی زیادہ ہونے کی وجہ نا صرف پانی کی قلت ہو جاتی ہے بلکہ صاف پانی بھی میسر نہیں آتا جس کی وجہ سے

بیماریاں عام ہوجاتی ہیں۔

- **تعلیمی اداروں کی کمی**
  تعلیم اور تفریح کی سہولتیں ناکافی ثابت ہوتی ہیں۔

- **تفریحی سہولتوں کی کمی**
  شہروں میں آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے تفریحی سہولتوں میں کمی ہوجاتی ہے۔ پارک صحت افزا مقام کی بجائے اُجاڑ لگتے ہیں۔

- **طبی سہولتوں کی کمی**
  شہروں میں آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے طبی سہولتوں کی کمی پڑجاتی ہے۔ ہسپتالوں اور صحت عامہ کے اداروں میں سہولتیں کم ہوجاتی ہیں۔

پاکستان میں آبادی کی تقسیم

1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی دیہی، شہری آبادی کی بناوٹ اور جغرافیائی تقسیم

انتظامی یونٹ	1988ء میں آبادی (ہزار میں)	دیہی آبادی	شہری آبادی	آبادی کا تناسب فیصد
پاکستان	132352	89316	43036	100.0
پنجاب	73621	50602	23019	55.6
سندھ	30440	15600	14840	23.0
خیبر پختونخوا	17744	14750	2994	13.4
بلوچستان	6566	4997	1569	5.0
اسلام آباد	805	276	529	0.6
فاٹا	3176	3091	850	2.4

صنفی لحاظ سے آبادی کی تقسیم

صنفی لحاظ سے تقسیم سے مراد مرد اور عورت کی بنیاد پر آبادی کی تقسیم ہے۔

عورتوں اور مردوں کی آبادی

- **اعداد و شمار**
  اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں مرد کل آبادی کا قریباً 51 فیصد ہیں جبکہ خواتین کی تعداد قریباً 49 فیصد ہے۔

- **شہروں میں مردوں کی تعداد**

دیہی علاقوں سے لوگ کام کی تلاش میں شہری علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔ ان میں زیادہ تعداد مردوں کی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے دیہی علاقوں میں مردوں کی تعداد کم اور شہروں میں مردوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔

- **مردوں کی شرح پیدائش**

اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں مردوں کی شرح پیدائش عورتوں کی نسبت زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار معاشی ترقی اور سرگرمیوں میں اضافہ کے لیے انتہائی موزوں قرار دیے جا سکتے ہیں۔

- **لیبر فورس**

لیبر فورس میں مرد 86.5 فیصد اور عورتیں 13.5 فیصد ہیں۔ پاکستان میں افرادی قوت کو ہنرمند بنا کر معاشی ترقی میں اضافہ ممکن ہے۔

پاکستان میں شرح خواندگی

سوال 4۔ پاکستان میں شرح خواندگی کا جائزہ لیں۔

جواب: **پاکستان میں شرح خواندگی**

پاکستان میں شرح خواندگی بڑھانے کے لیے قومی اور ملکی سطح پر کوششیں جاری ہیں۔ اگر ہم قیام پاکستان کے بعد سے شرح خواندگی کا جائزہ لیں تو کچھ یوں ہے۔

خواندگی کا تناسب

اکنامک سروے آف پاکستان 12-2011 کے مطابق 12-2011 میں پاکستان میں خواندگی کی شرح 58 فیصد ہے جبکہ 9-2008 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں شرح خواندگی 56 فیصد تھی۔

مردوں اور عورتوں میں خواندگی کا تناسب

اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق مردوں میں یہ شرح 69.0 فیصد اور خواتین میں 46.0 فیصد تھی۔

ایجوکیشن پالیسی 2009ء

ایجوکیشن پالیسی 2009 کے تحت حکومت پاکستان کا عزم تھا کہ 2015 تک شرح خواندگی کو 86 فیصد تک لے جایا جائے گا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے حکومت نے بہت سے اقدامات کا فیصلہ کیا ہے۔

- سالانہ ترقیاتی فنڈ میں تعلیم کے لیے زیادہ بجٹ مختص کرنا۔
- مڈل سکولوں کو ہائی جبکہ ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دینا۔
- تعلیمی اداروں میں نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ فنی اور ٹیکنیکل تعلیم پر بھی توجہ دینا۔
- تعلیمی اداروں میں پانی، سینیٹری اور تفریح کی سہولتوں کو بہتر بنانے پر خصوصی توجہ دینا۔

صوبوں میں شرح خواندگی

اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے مطابق چاروں صوبوں کی شرح خواندگی حسب ذیل ہے۔

صوبہ	شرح خواندگی	مرد، شرح خواندگی فیصد	خواتین، شرح خواندگی فیصد
پنجاب	60	70	51
سندھ	59	71	46
خیبر پختونخوا	50	68	33
بلوچستان	41	60	19

پاکستان میں تعلیم کی صورتحال
Education Condition in Pakistan

تعلیم بنیادی حق

پاکستان کی حکومت تعلیم کو ہر شہری کا بنیادی حق سمجھتی ہے وہ اس کی ترقی کے لیے بھی کوشاں ہے۔ مختلف ترقی یافتہ ممالک کے تجربات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجموعی آمدنی میں اضافہ کے لیے تعلیمی شعبہ جات میں ترقی ناگزیر ہے۔ معاشی اور معاشرتی حوالے سے مضبوط ہونے کے لیے تعلیم کے شعبہ میں سرمایہ کاری کرنا بنیادی اہمیت رکھتا ہے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم اور معاشی اور معاشرتی ترقی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔

پاکستان میں شعبہ تعلیم

پاکستان میں ایک طویل عرصے تک تعلیم کے شعبہ پر خاص توجہ نہیں دی گئی لیکن موجودہ دور میں تعلیم کے فروغ کے لیے بہتر منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

مردم شماری 1951ء کے مطابق شرح خواندگی

پاکستان میں 1951ء کی مردم شماری کے مطابق خواندگی کی شرح 16 فیصد، 1998ء کی مردم شماری کے مطابق 45 فیصد ہے۔

اکنامک سروے 2011-12ء کے مطابق شرح خواندگی

اکنامک سروے آف پاکستان 2011-12ء کے مطابق پاکستان کی خواندگی کی شرح 58 فیصد ہے، جو چند دیگر ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں ابھی بھی کم ہے۔ معاشی ترقی میں افزائش کے لیے ضروری ہے کہ شرح خواندگی زیادہ ہو۔

پاکستان کا تعلیمی ڈھانچہ

Education Structure of Paksitan

ال5۔ پاکستان کے تعلیمی ڈھانچے کی وضاحت کریں۔

اب: پاکستان کا تعلیمی ڈھانچہ

پریپ تعلیم

پریپ تعلیم سے مراد وہ تعلیم ہے جو جماعت اول سے پہلے [illegible] تین سے چار سال کے بچوں کو دی جاتی ہے۔

پرائمری تعلیم

وہ تعلیم جو جماعت اول سے جماعت پنجم تک پانچ سال پر محیط ہوتی ہے اس تعلیم کو پرائمری تعلیم [illegible] جاتا ہے۔ [illegible] کے علاوہ مسجد اور [illegible] کی صورت میں موجود سکولوں میں [illegible] بچوں کو دی جاتی ہے۔ وفاقی [illegible] لیے کوشاں ہیں کہ ہر گاؤں میں پرائمری سکول کا قیام ہو سکے تاکہ لوگوں کو یکساں تعلیم کی سہولتیں میسر [illegible]۔

مڈل تک تعلیم

چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت تک کی تعلیم کو مڈل تعلیم کا نام دیا جاتا ہے۔

ثانوی تعلیم

نویں اور دسویں جماعتوں کی تعلیم کو ثانوی تعلیم کہتے ہیں۔

اعلیٰ ثانوی تعلیم

کالجوں میں جو تعلیم گیارھویں اور بارھویں جماعتوں میں دی جاتی ہے اسے انٹرمیڈیٹ یا اعلیٰ ثانوی تعلیم کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم کا کورس دو سال کا ہے جس میں آرٹس [illegible] اور کامرس کی تعلیم دی جاتی ہے۔

امتحانات کا انعقاد

ثانوی تعلیم میں پانچویں اور آٹھویں جماعتوں کے امتحانات محکمہ ایجوکیشن کی زیر نگرانی منعقد ہوتے ہیں۔ نویں سے بارھویں جماعتوں کے امتحانات بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن منعقد کرواتا ہے۔

یونیورسٹی کی تعلیم

وہ تعلیم جو اعلیٰ ثانوی تعلیم مکمل ہونے کے بعد دی جاتی ہے، اُسے یونیورسٹی کی تعلیم کہا جاتا ہے۔ اس تعلیم کی کئی اقسام ہیں مثلاً بی۔اے، بی۔ایس۔سی، ایم۔اے، ایم۔ایس۔سی یونیورسٹیوں کے علاوہ کئی کالجوں میں بھی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ پیشہ ورانہ تعلیم کے حصول کے لیے طلبہ کو متعلقہ پیشہ ورانہ کالجوں یا یونیورسٹیوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ اسی طرح [illegible] مثلاً کامرس، زراعت وغیرہ کے لیے بھی کئی کالج اور یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں۔

پاکستان کے تعلیمی مسائل

Educational Problems of akistan

سوال ۶۔ شعبہ تعلیم کو درپیش مسائل بیان کیجیے؟ نیز ان مسائل کے حل کے لیے تجاویز دیجیے۔

جواب: شعبہ تعلیم کے مسائل

پاکستان نے تعلیمی شعبہ میں کافی ترقی کی ہے لیکن اس کے باوجود چند ایک مسائل ہیں جن کا حل تلاش کیا جانا چاہیے۔
پاکستان کے اہم مسائل درج ذیل ہیں:

1- افراط آبادی

پاکستان میں افراط آبادی سے تعلیم کا شعبہ مسائل کا شکار ہے۔ آبادی کے بڑھنے سے تعلیمی اداروں کی کمی ہوتی جا رہی ہے اور طلبہ کو تعلیم حاصل کرنے کی مناسب سہولتیں نہیں مل رہی ہیں۔ پاکستان میں طلبہ کی اکثریت غریب اور متوسط گھرانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ معاشی بدحالی کی بنا پر غریب والدین اپنے بچوں کو سکول بھیجنے سے قاصر ہیں اس وجہ سے شرح خواندگی میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا۔

2- ہم نصابی سرگرمیوں میں کمی

ہمارے تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کی سہولتیں محدود ہیں۔ تعلیمی اداروں میں صحت مندانہ غیر نصابی سرگرمیوں، کھیلوں، مباحثوں، مشاعروں، تقریروں، مذاکروں اور مطالعاتی دوروں سے طلبہ کی اخلاقی تربیت ہوتی ہے اور ان کی شخصیت کی تعمیر و ترقی بھی ہوتی ہے۔

3- والدین کی عدم توجہی

ہمارے ملک میں اکثر والدین یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے بچے ڈاکٹری یا انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کر کے ڈاکٹر یا انجینئر بنیں۔ اپنی اس خواہش کو پروان چڑھانے کے لیے اکثر والدین بچوں کے رجحان اور ذہنی استعداد کا خیال نہیں رکھتے اس لیے طلبہ کو سائنسی مضمون پڑھنے پڑتے ہیں اور وہ نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

4- اساتذہ کی کمی

ہمارا تعلیم کا شعبہ اساتذہ کی کمی کا بھی شکار ہے۔ پاکستان کی وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے تعلیم کے شعبے کے لیے مختص بجٹ بھی بہت کم ہے۔

- امتحانی نظام کے نقائص

تعلیمی مسائل کے حوالے سے ایک اہم مسئلہ ہمارے امتحانی طریقہ کار میں بہت سے نقائص کا ہونا ہے۔ ان نقائص کی وجہ سے طلبہ کی رٹا لگانے کی عادت کو تقویت ملتی ہے۔ علاوہ ازیں نقل کا رجحان، وقت سے پہلے امتحانی پرچوں کا آؤٹ ہو جانا، امتحانی عملے کا غیر مناسب رویہ، وقت میں کمی اور امتحانی پرچوں کی جانچ پڑتال کا طریقہ وغیرہ امتحانی طریقہ کے اہم نقائص

کہلاتے ہیں۔

6۔ تعلیمی اداروں میں سیاسی مداخلت

ہمارے ملک میں موجود تعلیمی اداروں میں سیاسی مداخلت سے بھی تعلیم حاصل کرنے کے رجحان میں کمی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ اکثر طلبہ سیاست میں ملوث ہو جاتے ہیں اور ان کی تعلیم کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے۔

7۔ یکساں نظام تعلیم کا نہ ہونا

یکساں نظام تعلیم کا نہ ہونا بھی تعلیمی مسائل کو جنم دے رہا ہے۔ ہمارے ملک میں سرکاری اور نجی تعلیمی اداروں میں پڑھائے جانے والا نصاب ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ایسا متضاد نظام تعلیم پاکستان میں یکجہتی اور سالمیت کے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔

8۔ تعلیمی اداروں میں بنیادی سہولتوں کا فقدان

پاکستان میں اکثر تعلیمی اداروں میں بنیادی سہولتوں مثلاً صاف پانی، بجلی کا مسئلہ، سینٹری کا ناقص نظام، ہاسٹلز اور ٹرانسپورٹ کی کمی جیسے مسائل پائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں ان مسائل کی وجہ سے بہت سے طلبہ تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے تجاویز

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے چند اہم تجاویز درج ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

1۔ نئے تعلیمی اداروں کا قیام

پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے نیز شعبۂ تعلیم کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم بجٹ میں مختص کی جائے۔

2۔ یکساں نظام تعلیم

پورے ملک میں یکساں نصاب تعلیم اور نظامِ رائج کیا جائے۔

3۔ مناسب امتحانی نظام

امتحانی نظام کو شفاف اور موثر بنایا جائے تاکہ نقل اور دوسرے ناجائز ذرائع کا خاتمہ ہو سکے۔

4۔ سیاسی سرگرمیوں سے اجتناب

تعلیمی اداروں میں طلبہ کو سیاسی سرگرمیوں سے دور رکھنے کے لیے اقدامات کیے جائیں تاکہ وہ صرف اپنی تعلیمی سرگرمیوں پر توجہ دیں۔

-5 اساتذہ کی حوصلہ افزائی
سرکاری اور نجی تعلیمی اداروں کے اساتذہ کرام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

-6 تعلیمی اداروں میں سہولتوں کی فراہمی
تعلیمی اداروں میں مناسب سہولیات فراہم کی جائیں مثلاً کھیل کے میدان، پینے کے لیے صاف پانی اور خوش گوار ماحول وغیرہ۔

-7 ٹیکنیکل مضامین کی تعلیم
تعلیمی اداروں کے نصاب میں فنی اور ٹیکنیکل مضامین شامل کیے جائیں۔ نیز مدرسہ سکولوں میں سائنس اور دیگر رائج علوم کی تعلیم بھی دی جانی چاہیے۔

-8 تعلیمی اداروں میں معاون نصابی سرگرمیاں
تعلیمی اداروں میں معاون نصابی سرگرمیوں اور سماجی مشاغل کی سہولتوں کی فراہمی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

-9 مضامین کا انتخاب
تعلیمی اداروں میں طلبہ کی استعداد اور رجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے مضامین کی تعلیم دی جائے۔

-10 تعلیمی شعبے میں اصلاحات
سرکاری تعلیمی اداروں میں تعلیمی شعبے میں اصلاحات کی جائیں تاکہ طلبا کا اضطراب ختم کیا جائے۔

تعلیم کی بہتری کے لیے حکومتی اقدامات

تعلیمی معیار کو بہتر کرنے کے لیے اور تعلیمی مسائل کو حل کرنے کے لیے ضروری اقدامات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

-1 مفت تعلیم
سرکاری تعلیمی اداروں میں پرائمری سے ثانوی جماعتوں تک مفت تعلیم اور مفت درسی کتب کی فراہمی۔

-2 وظائف
سرکاری تعلیمی اداروں میں طلبا و طالبات کو ابتدائی تعلیم کے لیے وظائف فراہم کرنا۔

-3 جدید نصاب کی تشکیل
طلبہ کی مستقبل کی ضروریات اور سائنسی بنیادوں کے پیش نظر نصاب کی تشکیل نو کرنا۔

-4 ٹیکنیکل اور سائنسی تعلیم کا فروغ
تعلیمی اداروں میں ٹیکنیکل، ووکیشنل اور سائنسی تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری اور نجی شعبے سے تعاون اور ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کرنا۔

5- یونیورسٹیوں کا قیام
ملک میں سماجی اور معاشی ترقی کے لیے اعلیٰ تعلیم کے معیار میں بہتری لانا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے سرکاری اور نجی سطح پر زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لانا۔

6- ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام
تعلیمی مسائل کے حل کے لیے قومی اور صوبائی سطحوں پر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لانا۔

7- انفارمیشن ٹیکنالوجی کا فروغ
حکومت کا انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں انقلابی کاوشیں کرنا۔

پاکستان میں صحت کی صورتحال
Health Condition in Pakistan

سوال 7۔ پاکستان میں صحت کی صورت حال، صحت کے مسائل اور ان کے حل کا جائزہ لیں۔

جواب: **پاکستان میں صحت کی صورت حال**

پاکستان میں عوام کی صحت کا معیار اور اوسط عمر کی مدت بہت سے دیگر ترقی پذیر ممالک سے کم ہے جس کی بڑی وجہ جدید اور خالص طبی سہولتوں کی کمی ہے۔

پاکستان میں شرح اموات

پاکستان میں مجموعی شرح اموات 7فی ہزار ہے۔

محکمہ صحت

پاکستان میں صحت کا محکمہ صوبائی حکومت کے کنٹرول میں آتا ہے جس کا سربراہ وزیر صحت ہوتا ہے۔ وزیر صحت صوبائی کابینہ کے ساتھ مل کر صوبہ بھر کے لیے پالیسیاں طے کرتا ہے۔

لیڈی ہیلتھ ورکرز (LHV)

پاکستان کی زیادہ تر آبادی ان پڑھ ہے اور گاؤں میں رہتی ہے۔ مردوں کے مقابلے میں خواتین کو صحت کے مسائل سے زیادہ دوچار ہونا پڑتا ہے۔ لہٰذا گاؤں کی سطح پر لیڈی ہیلتھ ورکرز (LHV) یہ فرائض سرانجام دیتی ہیں۔ وہ گھر گھر جا کر طبی مشورے اور ادویات فراہم کرتی ہیں۔

دیہی صحت مراکز (RHC)

پرائمری سطح پر بنیادی صحت کے یونٹ (BHU) اور دیہی صحت مراکز (RHC) قائم ہیں۔ جہاں صحت کے حوالے سے بنیادی علاج و معالجہ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

تحصیل و ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال

ثانوی سطح پر تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال آتے ہیں جن کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کنٹرول کرتی ہے۔ یہ

ہسپتال مکمل سہولیات پرمبنی ہوتے ہیں۔ان میں جدید مشینری کی مدد سے ڈاکٹر علاج کرتے ہیں۔

دیگر طبی ادارے

نیشنل ہسپتال سینٹل ہیلتھ انسٹیٹیوٹ، کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ اور چلڈرن ہسپتال براہ راست صوبائی حکومت کے کنٹرول میں ہے۔

میڈیکل کالجوں اور مختلف طبی اداروں کا قیام

آج کل پاکستان میں کافی میڈیکل کالج اور میڈیکل یونیورسٹیاں قائم ہیں جو طبی ضروریات کو پورا کرتے ہیں انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنس لاہور میں قائم ہے۔ پاکستان نرسنگ کونسل اور میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کا اسلام آباد قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں دل کے امراض، برن یونٹ اور زچہ بچہ کی بہبود کے ہسپتال بھی قائم کیے گئے ہیں جو مریضوں کو بروقت طبی سہولیات قائم کر کے ان کی زندگیاں بچانے کی کوششوں میں ہے۔

موذی امراض کی روک تھام

پاکستان میں اقوام متحدہ اور مختلف ممالک اور مختلف تنظیموں کی مدد سے پولیو، چیچک، ملیریا، تپ دق، ہیضہ، کینسر، جذام، ایڈز اور ڈینگی جیسی موذی امراض کے خاتمے کے لیے کام ہو رہا ہے۔ پولیو کے خاتمے کے لیے 1985ء میں مہم شروع کی گئی جو آج تک چل رہی ہے۔

طبی سہولتوں کا جائزہ

اکنامک سروے آف پاکستان 12-2011ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں طبی سہولتوں کا ایک جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

پاکستان میں کل رجسٹرڈ ہسپتال	972
بنیادی صحت کے مراکز	5344
ڈسپنسریاں	4842
زچہ بچہ کی صحت کے مراکز	909
رجسٹرڈ ڈاکٹرز کی تعداد	144901
رجسٹرڈ ڈینٹیسٹ کی تعداد	10580
رجسٹرڈ نرسز کی تعداد	73244
ہسپتال کا ایک بیڈ	1707 افراد کے حصے میں آتا ہے
صرف ایک ڈاکٹر	1222 افراد کے لیے موجود ہے
صرف ایک ڈینٹیسٹ	16854 افراد کے لیے موجود ہے

1۔ صحت کے مسائل

پاکستان میں صحت کے مسائل میں معاشی بدحالی، ماحولیاتی آلودگی، ناکافی اور ناخالص غذا، صفائی کا فقدان، طبی سہولتوں کا فقدان، طبی سہولتوں کی غیر مساویانہ تقسیم اور تعلیم کی کمی عام ہیں۔ ذیل میں ان مسائل میں سے چند ایک کا ذکر کیا گیا ہے۔

2۔ افراط آبادی

افراط آبادی بھی پاکستان میں طبی مسائل کی ایک اہم وجہ ہے۔ پاکستان میں دیگر ترقی یافتہ ممالک کی نسبت افراط آبادی زیادہ ہے اس وجہ سے پاکستان کا طبی ڈھانچہ مفلوج ہوتا جا رہا ہے۔ اور ملک کو کئی ایک مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

3۔ موذی و متعدی امراض

موذی اور متعدی امراض کی وجہ سے بھی پاکستان میں ہر سال ہزاروں لوگ جان بحق ہو جاتے ہیں۔ ان میں ملیریا، ہیضہ، حب دق وغیرہ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر مہلک مرض کینسر دل کے امراض اور ہائی بلڈ پریشر سے بھی کئی لوگ انتقال کر جاتے ہیں۔

4۔ غیر متوازن غذا

صحت کی خرابی اور قوت مدافعت میں کمی کی بڑی وجہ استعمال کی جانے والی غذا کا غیر متوازن ہونا ہے۔

5۔ اشیائے خوراک میں ملاوٹ

کھانے پینے کی اشیا میں ملاوٹ کی وجہ سے بھی معیار صحت گرتا جا رہا ہے۔ ملاوٹ کی وجہ سے مختلف بیماریاں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔

6۔ حفظان صحت کے اُصولوں سے ناواقفیت

پاکستان میں بسنے والے لوگوں کی ایک بڑی آبادی ناخواندہ ہے اس لیے یہ ناخواندہ لوگ حفظان صحت کے اصولوں سے مناسب طور پر واقف نہیں ہیں۔ گندگی غلاظت کے ڈھیر اور مکانات کا ہوادار اور روشن نہ ہونا بھی صحت کے مسائل پیدا کر رہا ہے۔

7۔ علاج معالجہ کی سہولیات

پاکستان میں ڈاکٹروں اور معاون میڈیکل سٹاف کی بھی بے حد کمی ہے اور ملک میں بہت سے ایسے علاقے ہیں۔ جہاں طبی سہولتیں سرے سے موجود ہی نہیں۔ بہت سے علاقوں میں لوگ ٹونے ٹوٹکے پر گزارا کرتے ہیں۔ امراض کی کثرت کے مقابلے میں معالجہ کی سہولیات محدود اور غیر معیاری ہیں۔

صحت کے مسائل کا حل

حکومت ملک میں "صحت سب کے لیے" (Health for all) کے مشن کو سامنے رکھ کر اپنی کاوشوں میں مصروف ہے۔ تاہم ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کرے۔ اگر حکومت درج ذیل تجاویز پر عمل کرے تو

صحت کے مسائل کو کم کیا جا سکتا ہے۔

-1 شعبہ صحت کے لیے بجٹ

وفاقی حکومت کو چاہیے کہ وہ شعبہ صحت کے لیے زیادہ بجٹ مختص کرے۔

-2 ہسپتالوں میں طبی سہولتوں کی فراہمی

سرکاری ہسپتالوں میں طبی سہولیات فراہم کی جائیں، ڈاکٹر اور دیگر سٹاف کی کمی کو دور کیا جائے۔ افزائش آبادی پر قابو پایا جائے۔

-3 حفظان صحت کے اصولوں سے واقفیت

لوگوں کو حفظان صحت کے اصولوں سے واقفیت دلائی جائے، غیر متوازن غذا وغیرہ جیسے مسائل شعبہ صحت کو درپیش ہیں۔ شرح آبادی کو قابو میں رکھنے کے لیے بھی موثر اقدامات کیے جائیں۔ اشیائے خورد ونوش میں ملاوٹ کو ختم کرنے کے اقدامات کیے جائیں۔

-4 عطائی ڈاکٹروں کی حوصلہ شکنی

ملک میں غیر تربیت یافتہ عطائی ڈاکٹروں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور عوام میں ان کے خلاف شعور بیدار کیا جائے۔
اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حکومت عوام کی صحت کی بہتری کے لیے کوشاں ہے لیکن ابھی بھی بہت سے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔

-5 اعلیٰ اخلاقی معیار

اس امر کی ضرورت ہے کہ لوگوں کو اعلیٰ اخلاقی معیار اختیار کرنے کی طرف راغب کیا جائے۔

-6 ہیلتھ سنٹرز کا قیام

ملک کے دور دراز دیہی آبادی کے لیے بنیادی ہیلتھ سنٹرز کا قیام زیادہ سے زیادہ کرے۔

-7 زچہ بچہ کی بہبود کے مراکز

ملک کے دور دراز دیہی علاقوں میں زچہ بچہ کی بہبود کے لیے مراکز قائم کرے۔

پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات
(Major Features of Pakistani Society and Culture)

سوال8۔ ایڈورڈ ٹائلر کی بیان کردہ ثقافت کی تعریف کیجیے؟ نیز پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات تحریر کیجیے۔

جواب: **ثقافت کا مفہوم (Meaning of Culture)**

ثقافت سے مراد "کسی بھی معاشرے کا مجموعی طرز عمل ہے۔"

اس طرزِ عمل میں ہماری زندگی کے تمام انداز شامل ہیں۔ ہماری زبان، طرزِ لباس، خوراک، رہائش، عادات، رسم و رواج، عقائد، طرزِ تعلیم، اندازِ زندگی، عائلی قوانین، تفریحات، کھیل، فنون، مجلسی زندگی اور تمام وہ امور شامل ہیں جن سے ہمارا واسطہ معاشرے کا رکن ہونے کے ناطے سے پڑتا ہے۔

ایڈورڈ ٹائلر کی تعریف

ایڈورڈ ٹائلر نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"ثقافت کا تعلق ہر قسم کے علوم و فنون، عقائد و قوانین اور رسم رواج سے ہوتا ہے۔ یہ انسانوں کے افکار و اعمال سے بھی متعلق ہوتی ہے"۔

جان ایف سیوبر کی تعریف

ایک ماہر عمرانیات جان ایف سیوبر نے ثقافت کی زیادہ جامع تعریف پیش کی ہے۔

''ثقافت ایک سیکھا ہوا طرزِ عمل اور اس کے نتائج سے پیدا شدہ ایک ایسا نقش ہے جو ہر لمحہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ یہ معاشرے کے مختلف افراد کے درمیان رواج پاتی ہے۔ اس میں ہر قسم کا انسانی رویہ، اقدار، علوم اور مادی اشیا شامل ہیں۔''

پاکستانی ثقافت کی خصوصیات

پاکستانی ثقافت شاندار ماضی کے ساتھ ساتھ بہت بڑے تاریخی اور ثقافتی ورثہ کی حامل ہے جس میں کئی اقوام اور تہذیبوں کی خصوصیات شامل ہیں۔ ان میں وادی سندھ، عرب، ایرانی، وسطی ایشیائی اقوام بھی شامل ہیں اس کے علاوہ دجلہ و فرات و عراق کی تہذیبوں کے اثرات بھی ہیں اس لیے پاکستانی ثقافت ماضی، حال اور مستقبل کا بہترین سنگم ہے۔ پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

-1 معاشرتی قدریں

پاکستان کے تمام علاقوں اور صوبوں میں اعلیٰ اور منفرد معاشرتی اسلامی اقدار پائی جاتی ہیں۔ بزرگوں کا احترام، چھوٹوں سے محبت اور خواتین کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے دکھوں اور خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں بزرگوں پر مشتمل پنچایتیں بہت سے تنازعات کو مقامی سطح پر حل کرتی ہیں۔

-2 غذائیں

پاکستان کے مختلف علاقوں اور صوبوں میں مختلف غذائیں پسند کی جاتی ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں سبزیاں، دالیں، گوشت اور چاول بہت مرغوب غذا ہیں۔ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں قہوہ پسند کیا جاتا ہے۔ سجی اور کڑاہی گوشت نصف صدی پہلے خیبر پختونخوا اور شمالی پنجاب تک محدود خوراک تھی۔ اب پشاور کراچی اور کوئٹہ تک برابر پسند کی جاتی ہے۔ پاکستان کے لوگوں کی مرغوب غذا گوشت ہے۔

-3 مذہبی ہم آہنگی

برصغیر میں مختلف بزرگانِ دین نے اسلام کی تبلیغ کی۔ اس تبلیغ سے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہو گئے۔ ہمارے وطن پاکستان میں ہم آہنگی موجود ہے۔ پاکستان میں بسنے والوں کی سب سے اہم پہچان دینِ اسلام ہے۔ علاوہ

ازیں صوبائی، لسانی، نسلی اور علاقائی بنیادیں ہونے کے باوجود دینِ اسلام نے پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو رکھا ہے۔ اسی وجہ سے رنگ و نسل اور ذات پات کے امتیازات کی اہمیت بھی کم ہے۔ پاکستان کا آئین غیر مسلم (اقلیتوں) کو مکمل تحفظ فراہم کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔ ہمارے ملک میں مذہبی ہم آہنگی اور مذہبی رواداری لازم و ملزوم ہے۔

4- مخلوط ثقافت

پاکستانی علاقوں میں آکر بسنے والے لوگ دنیا کے مختلف علاقوں سے آئے تھے۔ ان لوگوں میں ایرانی، وسطی ایشیائی، تورانی، عربی، یونانی، عراقی اور یورپی شامل تھے۔ جو بھی یہاں آیا اپنے ہمراہ اپنی روایات، رسوم، تہوار، لباس، خوراک اور زندگی گزارنے کے انداز لے کر آیا اور اس طرح ایک مخلوط ثقافت وجود میں آ گئی۔

5- لباس

پاکستان کا قومی لباس نہایت سادہ اور باوقار ہے۔ پاکستانی عوام کے لباس میں بڑا تنوع ہے۔ ہر صوبے اور ہر علاقے کے لوگ اپنی روایات کے مطابق لباس زیب تن کرتے ہیں۔ پاکستان کے لباس موسمی اور مذہبی ضرورتوں کے پیشِ نظر تیار کیے جاتے ہیں۔

پنجاب کے دیہی علاقوں کا لباس: پنجاب کے دیہی علاقوں میں مرد دھوتی، کرتا، شلوار قمیص اور پگڑی استعمال کرتے ہیں۔ عورتیں دوپٹہ، شلوار اور کرتا پسند کرتی ہیں۔

پنجاب کے شہری علاقوں کا لباس: پنجاب کے شہری علاقوں میں شلوار قمیص، پینٹ کوٹ اور واسکٹ کا رواج ہے۔

صوبہ خیبر پختونخوا، بلوچستان اور سندھ کا لباس: صوبہ خیبر پختونخوا، صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ میں بڑے گھیرے والی شلوار پہنی جاتی ہے۔ عورتیں، کڑھائی والا لباس پہننا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ شادی کے موقع پر دلہن کا لباس بڑا ہی خوبصورت تیار کروایا جاتا ہے۔

6- میلے اور عرس

عرس اور میلے پاکستانی ثقافت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ عرس بزرگانِ دین کے وصال کی تاریخ پر اور میلے موسموں اور فصلوں کے اعتبار سے لگتے ہیں۔ پاکستان بھر میں بے شمار میلے اور عرس ہر سال منعقد کیے جاتے ہیں۔ یہ میلے اور عرس ہماری ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ، حضرت مادھولال حسینؒ (میلہ چراغاں)، حضرت سیدن شاہؒ، حضرت چل سرمستؒ سندھ، حضرت عبداللطیف بھٹائیؒ، سندھ کے عرس اور سبی کا سالانہ میلہ قابلِ ذکر ہیں۔

7- کھیل

پاکستان میں کھیلوں میں ہاکی، کرکٹ، سکوائش، کبڈی اور کشتیاں یکساں طور پر مقبول ہیں۔ پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، سکوائش کی ٹیمیں دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ پاکستان میں پہلوانی کا فن بھی وجہ شہرت ہے۔ گوجرانوالہ اور لاہور میں بالخصوص اکھاڑے ہیں، جہاں پہلوان کشتی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ سندھ کی ملاکھڑا کشتی بھی بہت مشہور ہے۔ گلگت اور شمالی

علاقوں میں پولو کا کھیل بے حد مقبول ہے۔
ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ ضلعی، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر منعقد کروائے جاتے ہیں۔

8- مذہبی تہوار

پاکستان کی زیادہ تر آبادی مسلم ہے چنانچہ یہ لوگ اپنے مختلف مذہبی اور معاشرتی تہوار مثلاً عید الفطر، عید الاضحیٰ، عید میلاد النبیؐ، شب معراج اور شب برات دینی جوش و جذبے سے مناتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تہوار ہماری سیکڑوں سال پرانی ثقافت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ علاوہ ازیں پاکستان میں اسلامی مہینے محرم الحرام میں یوم عاشور بھی مذہبی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ ہمارے آئین کی رو سے پاکستان میں بسنے والے غیر مسلموں کو اپنے مذہبی، روایتی تہوار منانے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔

9- رسم و رواج

پاکستانی عوام مختلف مواقعوں پر مخصوص رسم و رواج کے تحت زندگی گزارتے ہیں۔ شادی ایک اہم اور دینی فریضہ ہے۔ شادی کے دوران ایک خاص دن میں نکاح کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ مسلم بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں اذان دینا بھی اس بات کا اعلان کرنا ہے کہ یہ بچہ جان لے کہ وہ ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوا ہے۔ جب کوئی مسلمان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے لواحقین کا دکھ درد بٹانے کے لیے رشتہ دار، دوست احباب، عزیز و اقارب متوفی کے گھر میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسلامی طریقہ کار کے مطابق نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد اسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں بسنے والی تمام اقلیتوں کو یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات اور ثقافت کے مطابق شادی بیاہ، خوشی غمی اموات کی رسموں کی ادائیگی کر سکیں۔

10- مختلف فنون

پاکستان میں مصوری کا فن بڑا منفرد اور ملکی شناخت سمجھا جاتا ہے۔ خطاطی کے فن میں بھی پاکستان کے نامور خطاطوں نے بے مثال شاہکار تخلیق کیے ہیں۔ تاج الدین زریں رقم، سید نفیس الحسینی نفیس رقم، عبدالمجید پروین رقم، یوسف سدیدی اور صوفی عبدالرشید لاہوری وغیرہ جیسے نامور خطاطوں کے فن پارے اس حوالے سے بطور مثال پیش کیے جاتے ہیں۔ شاکر علی، صادقین، اسلم کمال اور کئی دوسرے مصوروں نے مصوری کے فن کو بام عروج تک پہنچایا ہے۔ مغل اور جدید زمانوں کے مصوری اور خطاطی کے فن پارے لاہور کے عجائب گھر اور شاہی قلعے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

11- فن تعمیر

قیام پاکستان کے بعد تعمیر کی جانے والی عمارتوں میں مشرقی و مغربی اور اسلامی رنگوں اور ڈیزائنوں کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ کراچی میں مزار قائد اعظمؒ، لاہور میں الفلاح بلڈنگ اور واپڈا ہاؤس، اسلام آباد میں فیصل مسجد اور شکر پڑیاں جیسی پہاڑی تفریح گاہیں تعمیر کی گئیں۔ اپنی تاریخی اور جدید عمارات کی وجہ سے پاکستان غیر ملکی سیاحوں کے لیے بڑی کشش رکھتا ہے۔

12- مشترکہ خاندان

پاکستان کی نمایاں خصوصیات میں سے اہم خصوصیت مشترکہ خاندان کا رواج ہے۔ پاکستان میں مشترکہ خاندان کا رواج

عام ہے جس میں سب مل کر رہتے ہیں۔ گھر کا نظام چلانا گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ سب اس کی مدد کرتے ہیں اور اسی کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں۔ خاندان کا سربراہ مرد ہوتا ہے۔

13- بہادر اور جفاکش

پاکستانی بہت بہادر اور جفاکش ہیں۔ یہ لوگ مشکل سے مشکل کام کرتے ہوئے نہیں گھبراتے۔ اپنے ملک کے دفاع کی خاطر جان کی قربانی دینے کے جذبے سے سرشار ہیں۔
مختصراً پاکستان کئی ثقافتوں اور تہذیبوں کا مضبوط مرکز ہے۔

علاقائی ثقافتی مماثلتیں ذریعہ یکجہتی اور یگانگت

(Commonality in Regional Cultures leading to National Integration and Cohesion)

سوال 9۔ ہماری علاقائی ثقافتی مماثلتیں، یکجہتی اور یگانگت کا ذریعہ ہیں وضاحت کیجیے۔

جواب: **اسلامی اقدار کے اثرات**

پاکستان کی علاقائی ثقافتوں پر جنوبی ایشیا میں پروان چڑھنے والی اسلامی اقدار کے اثرات نمایاں ہیں۔ مسلمانوں نے جنوبی ایشیا کے لوگوں کو ایک نیا طرز زندگی دیا جس میں مساوات، بھائی چارے، اخوت، معاشرتی انصاف اور سچائی جیسی اقدار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ان نئی اسلامی اقدار نے ذات پات کے نظام میں جکڑے ہوئے مقامی باشندوں کو بہت متاثر کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں اسلام جنوبی ایشیا کے کونے کونے میں پھیل گیا۔ آج یہی علاقائی ثقافتی مماثلتیں ذریعہ یکجہتی اور یگانگت ہیں۔ پاکستان پائیدار اور ٹھوس استحکام، اتحاد، یک جہتی اور یگانگت کا علمبردار بن جائے۔ بقول علامہ اقبالؒ

گیسوئے اردو ابھی منت پذیر شانہ ہے
شمع یہ ، سودائی دل سوزیٔ پروانہ ہے

1۔ صوبائی ثقافتیں

پاکستان کے چاروں صوبوں کی اپنی اپنی ثقافتیں ہیں جو ان کی صوبائی ثقافتیں کہلاتی ہیں۔ یہاں بسنے والوں کے رسم و رواج اور بود و باش کے طریقے میں کافی حد تک تہذیبی فرق موجود ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علاقائی اور زبان کے فرق کے باوجود ثقافتیں ایک دوسرے میں کسی حد تک ضم ہو کر پروان چڑھ رہی ہیں۔ مختلف علاقوں میں رہنے کے باوجود لوگوں میں ایک دوسرے کی قربت کا احساس پایا جاتا ہے۔ جو ان میں آپس میں جڑے رہنے کی شعوری بیداری کو فروغ دیتا ہے جس سے یگانگت اور یکجہتی کا جذبہ فروغ پاتا ہے اور قومی تشخص مضبوط ہوتا ہے۔ جسے بجا طور پر حوصلہ افزا کہا جا سکتا ہے۔

2۔ مسلمان حکمرانوں کا دور

برصغیر پاک و ہند میں مسلمان حکمرانوں کے دور میں علم ادب، موسیقی، مصوری، تعمیرات، خطاطی اور لسانیات نے خوب ترقی کی۔ ان شعبوں میں مسلمان فنکاروں کے کارہائے نمایاں ہمارا ثقافتی ورثہ ہیں اور ان کے حوالے سے ہمیں پہچانا جاتا ہے۔

برادرانہ احساسات

پاکستان میں رہنے والے لوگوں کی علاقائی نسبت میں فرق پایا جاتا ہے، علاقائی طور پر لوگ پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچ کہلانے کے باوجود آپس میں ایک دوسرے کے لیے برادرانہ احساس رکھتے ہیں۔ دینِ اسلام بھی ان لوگوں میں وحدت کا ماحول قائم کرتا ہے۔

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

3۔ تعلیمی نظام

ہمارا تعلیمی نظام اور تعلیمی اداروں میں پڑھائے جانے والے مضامین اور موضوعات بھی ثقافتی مماثلتوں پر توجہ مرکوز کرنے کا باعث ہیں۔ بچوں کو مماثل اور مشترک ثقافتی اقدار ذہن نشین کروائی جاتی ہیں۔ اس سے مشترکہ ثقافتی قدروں کو فروغ ملتا ہے۔ ثقافت کے تسلسل کے لیے بچوں کے اذہان کی قومی خطوط پر تربیت کی جاتی ہے۔
اسی لیے نظامِ تعلیم کے اہم خدوخال کو تشکیل دینے کی ذمہ داری وفاقی حکومت نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے۔ اس سے قوم کی نظریاتی سمت درست رہے گی اور نئی نسل کا مقامی ثقافتی ورثے سے لگاؤ قائم رہے گا۔

4۔ علاقائی صوفیانہ شاعری اور ادب

مماثل ثقافتی ورثہ کے ذریعہ اظہار کے لیے ہماری علاقائی صوفیانہ شاعری اور ادب بھی قابلِ ذکر ہیں، ہمارا تعلیمی نظام اور پڑھائے جانے والے مضامین اور موضوعات بھی ثقافتی مماثلتوں پر توجہ مرکوز کرنے کا باعث ہیں، جو تمام علاقوں کے ادب میں یکساں طور پر موجود ہیں تصوف، انسانیت، صلح و انصاف، محبت اور باہمی تعاون کا درس قومی اور صوبائی زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں کی تحریروں میں ملتا ہے۔

صوفی شعراء کا کردار

صوفی شعراء میں سلطان باہوؒ، بلھے شاہؒ، وارث شاہؒ (پنجاب سے)، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، سچل سرمستؒ (سندھ سے)، رحمان باباؒ (خیبرپختونخوا سے) اور گل خان نصیرؒ (بلوچستان سے) شامل ہے۔ ان سب بزرگوں نے محبت، الفت اور اخوت کا ایک جیسا سبق دیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ایک ہی پیغام ایک ہی بزرگ نے مختلف زبانوں میں دیا ہو۔ اس طرح بنیادی طور پر ثقافت کی مماثلت کا رنگ ہی ابھرتا ہے۔

5۔ مقامی ذرائع ابلاغ

ہمارے ذرائع ابلاغ بھی مماثل اور متنوع ثقافتی عناصر کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ قومی اور صوبائی زبانوں کے ذریعے ابلاغ میں آسانی ہوتی ہے۔ ان سے ثقافتی مماثلتوں کا ورثہ پھلتا پھولتا ہے اور قومی یکجہتی، یگانگت اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح اتحاد و یکجہتی کے امکانات بڑھتے ہیں۔ ہمارے ذرائع ابلاغ (پریس، ریڈیو اور ٹیلی ویژن) بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان زبانوں کے مشترکہ ورثے کی تشہیر سے قومی ثقافت اور زبان نکھرنے سے اور مضبوط ہوتی ہے کیونکہ مختلف علاقوں کے لوگوں میں باہمی آگاہی اور ہم آہنگی بڑھتی ہے۔

6۔ اُردو زبان بطور یگانگت

اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

پاکستان کی قومی زبان اُردو ہے اور یہ شہریوں کے درمیان وابستگی پیدا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ یہ باہمی اجنبیت کو کم کرتی ہے۔ پاکستانی قوم میں یگانگت پیدا کرنے میں اُردو زبان کا اہم کردار ہے۔ اس زبان کا تعلق پاکستان کے کسی مخصوص خطے یا نسلی گروہ کے ساتھ نہیں ہے بلکہ پاکستان کے طول و عرض میں سمجھی اور بولی جاتی ہے۔ یہ پاکستان کی قومی اور رابطہ کی زبان ہے۔ پاکستان کے تمام لوگ اس زبان کے ساتھ خصوصی تعلق اور اُنسیت رکھتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد اردو کو قومی زبان کی حیثیت دی گئی۔ اُردو زبان کی ترقی اور ترویج کے لیے اسے ذریعہ تعلیم بھی بنایا گیا ہے۔ وفاقی اُردو یونیورسٹی کا قیام اُردو کے فروغ میں خصوصی مقام رکھتا ہے۔ اگرچہ اُردو زبان بہت ترقی کر چکی ہے تاہم اسے مزید ترقی دینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ تعلیمی، دفتری اور سرکاری زبان کے طور پر موثر کردار ادا کر سکے۔

پاکستان کے اہم معاشرتی مسائل
(Major Social Problems of Pakistan)

سوال 10۔ پاکستان کے اہم معاشرتی مسائل پر نوٹ لکھیں۔

جواب: **پاکستان کے اہم معاشرتی مسائل**

پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست ہے۔ اس کے قیام کے مقاصد میں شامل تھا کہ یہ اپنے شہریوں کو اچھا معیار زندگی فراہم کرے گی۔ مناسب ماحول اور بنیادی سہولتیں مہیا کرے گی اور ملک میں ایسے حالات پیدا کرے کہ ریاست میں رہنے والوں کے دلوں میں وفاداری، محبت اور ریاست کے دفاع کے جذبات پیدا ہوں لیکن آج کا پاکستان کئی ایک قسم کے مسائل کا شکار ہے۔ ان میں سے زیادہ تر معاشرتی مسائل ہیں۔

پاکستان کے چند اہم معاشرتی مسائل درج ذیل ہیں۔

1۔ افراطِ آبادی

پاکستان میں افراطِ آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے فی کس آمدنی پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ بچت کے مواقع نہ ہونے کے برابر ہیں اور معیار زندگی بھی دن بدن تنزلی کا شکار ہے۔

2۔ صحت و صفائی کی ابتر صورت حال

پاکستان میں صحت و صفائی کی صورت حال انتہائی ناقص ہے۔ اس وجہ سے ہر سال مختلف بیماریوں کی وجہ سے کئی لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ملک میں ہونے والی سائنسی ترقی کے باوجود لوگ اچھی صحت کے اصولوں سے واقفیت نہیں رکھتے۔

3۔ ناخواندگی اور جہالت

پاکستان کا ایک اہم معاشرتی مسئلہ یہاں ناخواندگی اور جہالت کا ہونا بھی ہے۔ ناخواندہ لوگ اچھے اور بُرے میں فرق روا رکھنے کی اہلیت بہت کم رکھتے ہیں، اس لیے وہ ملک کی اقتصادی ترقی میں کوئی خاص کردار ادا نہیں کر پاتے۔

4۔ کمزور معیشت
پاکستان کی معیشت کمزور ہونے کی وجہ سے لوگوں کو مناسب روزگار میسر نہیں ہو پا رہا اس لیے بیروزگاری بھی ایک اہم معاشرتی مسئلہ ہے۔ روزگار کے مناسب مواقع میسر نہ ہونے کی وجہ سے ملک میں بدامنی اور انتشار میں اضافہ ہوتا ہے۔

5۔ غربت و افلاس
غربت و افلاس بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس کا سبب ہمارے ملک پاکستان میں روزگار کے مناسب مواقع میسر نہ ہونا ہے۔ غربت کی وجہ سے معیار زندگی گرتا جا رہا ہے۔ اس معاشرتی مسئلے کے حل کے لیے نئی ملازمتیں پیدا کرنا اور بہتر وسائل مہیا کرنا ناگزیر ہیں۔

6۔ دولت کی غیر مساوی تقسیم
دولت کی غیر مساوی تقسیم کی وجہ سے بھی ہمارے ملک میں کئی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔

7۔ طبقاتی کشمکش کا خاتمہ
پاکستان میں معاشرتی انصاف نہ ہونے کے برابر ہے۔ معاشرتی انصاف سے بھائی چارے کی جو فضا پیدا ہوتی ہے اس سے امیر و غریب اور طبقاتی کشمکش کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس طبقاتی کشمکش میں مثبت تعمیری جذبہ پیدا نہیں ہو رہا۔

8۔ علاقائی تعصبات
پاکستان پانچ صوبوں پر مشتمل ایک فلاحی ریاست ہے۔ غربت اور استحصالی ماحول سے لوگوں میں علاقائی تعصب پسندی کا جذبہ فروغ پا رہا ہے۔ لوگوں کے اندر علاقائی تعصب کے رجحانات کو ختم کر کے ان کو ایک قوم میں ڈھالنا ایک اہم قومی مقصد ہے۔

9۔ رشوت ستانی و اقربا پروری
پاکستانی معاشرے میں رشوت ستانی اور اقربا پروری کو رواج مل رہا ہے۔ معاشرتی انصاف نہ ہونے کی وجہ سے اس برائی نے پورے پاکستانی معاشرے کو جکڑ رکھا ہے۔ علمائے وقت پر لازم ہے کہ وہ اس معاشرتی برائی کے خاتمے کے لیے اپنا مثبت کردار ادا کریں۔

10۔ سیاسی انتشار
جمہوریت معاشرتی انصاف اور لوگوں میں اتحاد و یگانگت کی علامت ہے۔ پاکستان میں ایک سیاسی انتشار ہے۔ اس سے لوگوں میں جذبہ ہمدردی، صبر و برداشت اور ترقی کے لوازمات ختم ہو کے رہ گئے ہیں۔

11۔ وسائل میں کمی
پاکستان کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وافر مقدار میں وسائل کی ضرورت ہے لیکن

پاکستان میں ان وسائل کی کمی کی وجہ سے معاشرے میں بے چینی، غربت، تنگدستی اور بیماریاں عام تھیں۔

قومی اور علاقائی زبانیں

(National and Regional Languages)

سوال 11 اُردو زبان کے ارتقاء کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ نیز ثابت کریں کہ قومی زبان ذریعہ یکجہتی و ہم آہنگی ہے۔

جواب: زبان

زبان سے مراد "بات چیت کرنے کی صلاحیت" ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ عطیہ ہے جو صرف اشرف المخلوقات حضرت انسان کو عطا کیا گیا ہے۔ یہ انسانی جذبات، خیالات اور احساسات کو دوسروں تک پہنچانے کا ایک موثر اور قدرتی ذریعہ ہے۔ دنیا کے لوگ مختلف زبانیں بولتے ہیں

اُردو زبان

"اُردو زبان پنجاب میں پیدا ہوئی دہلی اور لکھنؤ میں پروان چڑھی اور وہیں جوان ہوئی اب یہ جوان ہو کر پھر اپنے بچپنے والے پاکستان میں آئی ہے دیکھیں میکے والے اس سے کیا سلوک کرتے ہیں"

قومی زبان

اُردو ہماری قومی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ سب پاکستانیوں کے رابطے کی زبان بھی ہے اور یہ مذہب اسلام کے بعد ہمارا سب سے زیادہ مضبوط باہمی رشتہ ہے۔ پاکستان کے 1973 کے آئین میں بھی اُردو کو قومی زبان قرار دیا گیا ہے۔

اسلام کا تعلق تو ہے مذہب سے ہی مقدم
ہے اس کے بعد رابطہ قومی زبان اردو

اردو زبان ہماری قدیم تاریخ و ثقافت کی ترجمان ہے۔ یہ وہ واحد زبان ہے جو پاکستان کے طول و عرض میں اب بھی معمولی تبدیلیوں کے ساتھ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اردو دنیا کی دوسری قدیم زبانوں مثلاً عربی، سنسکرت، انگریزی اور لاطینی وغیرہ کے مقابلے میں تو اگرچہ ایک نئی زبان ہے لیکن اس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی دوسری زبانوں کے الفاظ اس طرح مدغم ہو گئے ہیں کہ وہ اس کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔

کیوں نہ سمجھیں اہلِ دل اس کو زبانِ مشترک
ہے ملی ہر رنگ کے پھولوں کی اردو میں مہک

اُردو۔ لشکری زبان

اُردو ترکی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔ جب جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی حکومت مضبوط ہوئی تو انھوں نے اپنے لشکروں میں مختلف علاقوں کے لوگ بھرتی کیے۔ ان میں عربی، ایرانی، ترکی، ہندوستانی، پنجابی، پٹھان، بنگالی اور بلوچی وغیرہ بھی شامل تھے۔ یہ لوگ مختلف زبانیں بولتے تھے۔ ان کے میل جول سے ایک نئی زبان پیدا ہوئی چونکہ یہ زبان لشکر سے وابستہ لوگ بولا کرتے تھے۔ اس لیے اسے اُردو کا نام دیا گیا۔

اُردو کا ارتقا

اُردو نے مختلف ادوار میں اپنے کئی نام تبدیل کیے۔شروع میں اسے ہندوی، ہندی، ہندوستانی اور برج بھاشا کہا جاتا تھا۔ بعد میں یہ ریختہ بنی۔اس کے بعد اردوئے معلیٰ کہلائی اور اب صرف اُردو کے نام سے موسوم ہے۔ بھاشا جسے مغربی ہندی کہنا بجا ہے۔اُردو زبان کی ماں بھی جاتی ہے۔

اردو کا ادبی آہنگ

مختلف ادوار میں اپنے ناموں کی طرح اردو کا ادبی آہنگ بھی بدلتا رہا۔مثلاً امیر خسرو (وفات 1325ء) کو ہندی یا ہندوی کا قدیم شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ریختہ کے دور میں مصحفی وغیرہ اور اردوئے معلیٰ کے دور میں مرزا غالب، ذوق وغیرہ مشہور ہیں۔تاہم غالب خود ریختہ کا بھی استاد سمجھتے ہیں اور میر کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں۔

ریختہ کے تمہی استاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

شاہجہانی دور

1647ء میں جب شاہجہان نے آگرہ کی بجائے دہلی کو اپنا دارالحکومت بنایا تو دہلی کے ایک ہی بازار میں لشکری اور خواص اکٹھے رہتے تھے۔شاہجہان نے اس بازار کو اردوئے معلیٰ کا خطاب دیا۔اسی نام کی مناسبت سے وہاں بولی جانے والی زبان کو بھی اردوئے معلیٰ یا زبان دہلوی کہا جانے لگا۔مرزا داغ دہلوی کو اپنی اردو دانی پر بڑا ناز تھا۔فرماتے تھے

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

دکنی و گجراتی

جب یہ زبان دکن اور گجرات پہنچی تو یہ دکنی اور گجراتی بھی کہلانے لگی۔وقت کے ساتھ ساتھ یہ زبان مقبول ہوتی گئی اور امراء نے اس کی ترقی اور فروغ میں حصہ لیا۔یوں یہ زبان بول چال کی سطح سے بلند ہو کر بہت جلد ادبی مقام تک جا پہنچی۔

میرا جو من تم نے لیا تم نے اُٹھا غم کو دیا
غم نے مجھے ایسا کیا جیسا پتنگا آگ پر ہو
(امیر خسرو)

اُردو شاعری کا آغاز

1- قدیم شعرا

گولکنڈہ کا والی سلطان محمد قلی قطب شاہ اردو غزل کا پہلا صاحب دیوان شاعر تھا۔اس کی زبان میں کافی پختگی اور ترقی پائی جاتی ہے۔کلام میں ایک ادبی شان موجود ہے۔اس میں ہندی کا اثر بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔فارسی اور عربی الفاظ کو یوں استعمال کیا ہے۔جیسے روزمرہ میں مشہور ہیں۔اس کا ایک شعر ہے۔

دل مانگ خدا کن کہ خدا کا دو گے
حسن کی مردان کے بھرے جام دو گے

2۔ دکن کے اردو شعراء

دکن ہی کے ولی کا شمار اردو کے ابتدائی شعراء میں ہوتا ہے۔ اس کی زبان نہایت آسان اور سہل ہے۔ بعض شعر تو زمانہ حال کے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک شعر ہے۔

خوب رو خوب کام کرتے ہیں
اک نگاہ میں غلام کرتے ہیں

دکن کے جن شعراء نے اردو ادب کا دامن وسیع تر کیا اور اسے آسان زبان میں ڈھالا ان میں مرزا محمد رفیع سودا، میر تقی میر اور میر درد شامل ہیں۔ میر اردو غزل کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ اس کا شعر ہے۔

سارے عالم پہ ہوں میں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا

3۔ اودھ اور لکھنؤ

دہلی اور دکن کے علاوہ اردو کی مقبولیت ریاست اودھ اور لکھنؤ میں بھی بڑھی۔ اردو میں غزل کے ساتھ ساتھ مرثیہ گوئی کے فن کو فروغ حاصل ہوا اور انیس اور دبیر جیسے بلند پایہ شعراء نے اردو ادب کا دامن مختلف شعری صنائع و بدائع سے مالا مال کر دیا۔ میر انیس کا ایک شعر ہے۔

مری قدر کر اے زمین سخن!
کہ میں نے تجھے آسمان کر دیا

4۔ غالب و ذوق کا زمانہ

انیسویں صدی کی ابتداء میں نظم کے ساتھ ساتھ اردو نثر کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ اس دور میں ذوق، بہادر شاہ ظفر اور مرزا غالب جیسے بلند پایہ شاعر پیدا ہوئے۔

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

غالب کی غزل کے ساتھ ساتھ ان کی نثر بھی اردو ادب کا قیمتی سرمایہ ہے۔ اس سلسلے میں خطوط غالب کی بڑی اہمیت ہے۔ غالب نے خطوط کو مکالمے کی صورت دے دی۔

5۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ

علامہ اقبالؒ کے فلسفے اور شاعری نے ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ انھوں نے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور انھیں اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کرنے کا شوق دلایا۔ انھوں نے آزادی و حریت، جذبہ عمل اور خودی کا درس دیا۔ انھوں نے اتحاد عالم اسلام کی تلقین کی۔ انھوں نے فارسی اور اردو میں شاعری کی۔ یوں ایک طرف ادب میں نئی طرح ڈالی اور دوسری طرف اپنی شاعری کو پیغام کا ذریعہ اور قوم کے لیے حیات نو کا وسیلہ بنایا۔

ایک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تاخاکِ بخارا و سمرقند

اقبالؒ نے وطنیت کی بجائے مذہب کو قومی اتحاد کا وسیلہ قرار دیا۔

اُردو کی ترقی میں نثر نگاروں کا کردار

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جنوبی ایشیا میں سیاسی اور معاشرتی انقلاب کے باعث اردو ادب نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔

-1 سر سید احمد خانؒ

سر سید احمد خان نے علی گڑھ کالج قائم کیا جو معاشرتی ترقی کے ساتھ ساتھ اردو ادب اور نثر کی ترقی کا ذریعہ بھی بنا۔ سر سید اور ان کے رفقاء نے اردو نظم و نثر کی شاندار خدمات انجام دیں اور اردو ادب کو نیا رخ دیا۔ اس دور میں مجموعی طور پر قومی احساس وملی شعور پیدا ہوا۔

-2 مولانا حالی

اسی زمانے میں مولانا حالی نے مسدس حالی لکھی۔ جس میں مسلمانوں کو ان کی عظمت رفتہ کا احساس دلایا گیا۔

-3 مولانا شبلی

مولانا شبلیؒ نے تاریخ اسلام کو نئے انداز میں لکھ کر ملت اسلامیہ کا وقار بلند کیا اور مغربی مستشرقین کے اعتراضات کا ٹھوس جواب دیا۔ شبلیؒ جیسا محقق برصغیر میں آج تک پیدا نہیں ہوا۔

-3 تحریک آزادی اور اُردو ادب

قیامِ پاکستان ایک عظیم الشان واقعہ ہے جس نے زندگی کے تمام شعبوں پر گہرے اثرات مرتب کیے اور اردو کو ایک نیا آہنگ ملا۔ اردو ادب کی ترقی کے لیے ایک آزاد فضا پیدا ہوئی۔ ملی جذبات و احساسات کی ترجمانی ہوئی۔ مختلف ادیبوں نے اپنے اپنے اصناف سخن میں نمایاں کام کیے۔ جن میں اردو شاعری، اردو ناول نگاری، ڈرامہ نویسی، افسانہ نویسی اور تحقیق وتنقید سرفہرست ہیں۔ ان شعبوں میں بیش قیمت ادبی سرمایہ وجود میں آیا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔

علاقائی زبانیں

(Regional Languages)

سوال12۔ پنجابی زبان کے حوالے سے مختلف شعرا اور نثر نگاروں کا کام بیان کریں۔

جواب: پنجابی (Punjabi)

صوبہ پنجاب کی قدیم زبان پنجابی ہے۔ یہ زبان پورے صوبے میں بولی جاتی ہے لیکن صوبے کے مختلف کونوں میں بولی جانے والی پنجابی کے لہجے میں فرق ہے۔

(i) ذیلی لہجے

تاریخی و جغرافیائی تبدیلیوں کے باعث اس کے کچھ لہجے یا بولیاں ہیں۔ ان کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۱۔ پوٹھواری ۲۔ ماجھی ۳۔ سرائیکی ۴۔ جھنگی ۵۔ شاہ پوری

(ii) معیاری لہجہ

پنجابی زبان کا معیاری لہجہ ماجھی ہے۔ یہ لہجہ زیادہ تر ضلع لاہور اور ضلع قصور کے بعض علاقوں میں رائج ہے۔

(iii) قدیم زبان

پنجابی زبان صوبہ پنجاب کی بہت قدیم زبان ہے۔ اس لیے اس زبان کا رابطہ قدیم دراوڑی یا پراکرتی زبان سے ملتا ہے۔

(iv) ادبی روایات کا آغاز

پنجابی زبان کے علم و ادب کی نشان دہی محمود غزنوی کی آمد کے زمانے سے ہوتی ہے۔ اس دور کی شاعری کا موضوع تصوف، پیار و محبت اور حب الوطنی ہے۔

(v) پنجابی شاعری

اس خطے کے بیشتر بزرگان دین اور صوفیائے کرام نے اپنے خیالات کے اظہار اور تبلیغ کے لیے اس زبان کو اپنایا۔ بابا فرید گنج شکرؒ، بابا گرو نانک، شاہ حسینؒ، سلطان باہوؒ، بلھے شاہؒ، وارث شاہؒ، خواجہ غلام فریدؒ اور فضل شاہؒ نے پنجابی میں شاعری کے ذریعے اس زبان کو ہر دل عزیز بنایا۔ اصناف سخن میں زندگی کی چھوٹی چھوٹی محسوسات کا اظہار کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ان میں وار، ڈھولے، ماہیا، دوہے، گھوڑی، سٹھنیاں، ٹپے، جگنی، بولیاں وغیرہ شامل ہیں۔

جاگ فریدا اور سُتیا تیری ڈاڈھے نال پریت
تو سُتا اوہ جاگدا سُتوں [illegible] ریت

(vi) پنجابی اصناف سخن

پنجابی ادب خیالات و موضوع کے لحاظ سے نہایت بلند پایہ ہے۔ یہ دنیا کے بہترین ادب کے مقابلے میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ زندگی کے ہر شعبے کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے احساسات کا ترجمان ہے۔ ان میں وار، ڈھولے، ماہیا، دوہے، گھوڑی، سٹھنیاں، ٹپے، بولیاں وغیرہ شامل ہیں۔

(vii) داستان گوئی

پنجابی شاعری میں داستان گوئی کا ایک منفرد مقام ہے۔ شاعروں نے پنجاب کی لوک داستانوں کو نظم کیا ہے۔ پنجاب کے سب سے بڑے شاعر وارث شاہ نے "ہیر رانجھا" میں پنجاب کی روزمرہ کی زندگی کی بہترین ترجمانی کی ہے۔ پنجاب کے لوک گیت بہت رسیلے ہیں۔ پنجابی زبان میں "ہیر رانجھا" کے علاوہ ہاشم شاہ کا قصہ "سسی پنوں"، فضل شاہ کا قصہ "سوہنی مہینوال"، حافظ برخوردار کا قصہ "مرزا صاحباں"، میاں محمد بخش کا قصہ "سیف الملوک" اور مولوی غلام رسول کا قصہ "یوسف زلیخا" بہت مشہور ہیں۔ ان قصوں میں بلند پایہ شاعری کے علاوہ اس وقت کے پنجاب کی تاریخی، معاشی، مذہبی اور معاشرتی زندگی کا مکمل نقشہ ملتا ہے۔

(viii) مذہبی واقعات پر مشتمل داستان

پنجابی زبان کے ادب میں نظم و نثر میں حمد و نعت' ترجمہ قرآن حکیم' انبیائے کرام، بزرگانِ دین و اولیاء کے قصے اور کربلا کے واقعہ شہادت وغیرہ کے موضوعات پر بھی بیش قیمت سرمایہ موجود ہے۔ رومانوی داستانیں' اخلاقی نظمیں' صوفیانہ شاعری فطرت نگاری' تاریخ' طب' غزلیات' افسانے' ناول' ڈرامے' وغیرہ سب کو پنجابی لکھاریوں نے اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ جیسے داستان کربلا، داستان امیر حمزہ، قصہ یوسف زلیخا جیسی داستانیں پنجابی ادب میں موجود ہیں۔

(ix) پنجابی نظم

پنجابی زبان میں نظم ایسی شاعری ہے جو کسی خاص موضوع کے متعلق ہوتی ہے۔ پنجابی زبان میں نظم عشق حقیقی اور مختلف موضوعات پر مشتمل ہے۔ پنجابی زبان کا بہت بڑا ذخیرہ نظم کی صورت میں ہے۔

(x) پنجابی غزل

پنجابی زبان میں غزل بھی اہم صنف ہے۔ پنجابی زبان میں غزل پر زیادہ کام دور جدید میں ہوا ہے۔

(xi) پنجابی ناول نگاری

پنجابی ناول نگاروں میں دیر سنگھ، میرن سنگھ اور رسیداں بخش منہاس کے ناول بہت مشہور ہیں۔ پنجاب ادب کی دنیا کے ادب میں نظیر نہیں ملتی، کیونکہ یہ اپنے اظہار کے حوالے سے ایک بھرپور، موثر اور بے باک تصویر پیش کرتا ہے۔

(xii) تعلیمی سطح پر پنجابی

صوبہ پنجاب میں کالجوں میں پنجابی کو اختیاری مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں پنجابی زبان کا شعبہ قائم ہے جہاں ایم اے اور ڈاکٹریٹ کی سطح پر تعلیم دی جاتی ہے۔ پنجابی زبان میں چند ادبی رسائل بھی شائع ہوتے ہیں۔

(xiii) پنجابی زبان کے فروغ کے لیے میڈیا کا کردار

پنجابی زبان کی ترقی میں جدید ذرائع ابلاغ کا بھی نمایاں ہاتھ ہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن، ریڈیو پاکستان، ایف ایم ۹۵ پنجاب رنگ، ریڈیو اور پنجابی اخبار بھی پنجابی نثر اور ادب میں گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(xiv) پنجاب یونیورسٹی اور پنجابی زبان

پنجاب یونیورسٹی اور اس سے ملحقہ کالجز نہ صرف بی۔اے لیول تک تدریسی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں بلکہ ایک بہت بڑی تعداد ماسٹر اور پی ایچ ڈی کے پروگراموں میں پنجابی زبان کے جدید ارتقاء میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ پنجابی زبان پنجاب کے باسیوں کی ماں بولی ہے۔

سندھی زبان

(Sindhi Languages)

سوال13۔ سندھی زبان کے حوالے سے مختلف شعرا اور نثر نگاروں کا کام بیان کریں۔

جواب: قدیم زبان

وادی سندھ کی تہذیب، تاریخی ورثہ اور لوک ادب کی امین سندھی زبان ہے۔ سندھی ایک قدیم ترین زبان ہے جو پاکستان کے صوبہ سندھ میں بولی جاتی ہے۔ آریائی خاندان سے تعلق کے باعث یہ دریائے سندھ کی وادی اور اردگرد کے علاقوں

میں بولی جاتی ہے۔

(i) سندھی لہجہ
وسیع رقبے پر بولی جانے کی وجہ سے سندھی کی لہجے ہیں، زیریں سندھ اور راجستھانی علاقوں میں لاڑی، کچھی، دچولی، کاٹھیاواڑی اور عقدی بولیاں جنوبی بلوچستان میں جدگانی، گنداوی، فگری، لاسی، کیچی، نوری اور چینی کے لہجے اور باقی علاقوں میں کوہستانی، سرائیکی اور دچولی لہجے بولے جاتے ہیں۔ تاہم اس کا معیاری لہجہ "ساہتی" علمی، ادبی اور صحافتی تحریر و تقریر میں اولیت رکھتا ہے۔

(ii) دیگر زبانوں کے اثرات
اس زبان پر یونانی، ترکی، ایرانی، دراوڑی، سنسکرت، عربی، فارسی اور دیگر قدیم زبانوں کے اثرات نمایاں ہیں اور یہ عربی کی طرح لکھی جاتی ہے۔ انگریزوں کی آمد کے بعد انگریزی زبان کے الفاظ بھی سندھی میں شامل ہوئے جس کے باعث سندھی زبان کے ادب اور ذخیرہ الفاظ میں وسعت آئی۔ یہ زبان اپنے قدیم ثقافتی ورثے کے سبب پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں کی نسبت زیادہ مضبوط ہے۔

(iii) سندھی رسم الخط
سندھی، عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔

(iv) سندھی زبان وادب کا آغاز وارتقا
۱۰۵۰ء سے ۱۳۵۰ء تک سندھی زبان کی ادبی تاریخ اس زبان کا ابتدائی دور کہلاتا ہے۔ اس میں بہت سی دینی اور ادبی تخلیقات منظر عام پر آئیں جن میں حب الوطنی، عزم صمیم، خودداری اور مذہبی عقائد پر خاص زور دیا گیا۔ اس زمانے میں مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے صوفیا کرام نے سندھی زبان کے ذریعے اسلام کی تعلیمات پھیلائیں۔

(v) قرآن مجید کا ترجمہ
پوری مسلم دنیا کی مقامی زبانوں میں سندھی ہی واحد زبان ہے، جس میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ کیا گیا۔ سندھ زبان اس علاقے میں اسلام کے آنے سے پہلے بھی ترقی یافتہ تھی اور سندھی لکھنے پڑھنے کا رواج عام تھا۔ میں مسلمانوں کے آنے کے بعد عربی کے ساتھ ساتھ اس کو بھی مکمل طور پر اہمیت حاصل رہی ہے۔

(vi) قرآن پاک منظوم ترجمہ
قرآن پاک کا منظوم ترجمہ مولوی ملاح نے 1970ء کے عشرے میں کیا۔

(vii) سندھی اصناف سخن
اس زمانے میں داستان، قصہ، گنان، بیت، سور ٹھے گاتھا اور دوہڑے جیسی تخلیق کر سندھی اصناف سخن میں کام کیا گیا۔ یہی اصناف سندھی زبان وثقافت کے ساتھ معاشرت کی عکاسی بھی کرتی ہے شاعری کے ساتھ ساتھ نثری ادب میں بھی اساتذہ، علما اور مبلغین کی اجتماعی کوششوں سے بہت سا سرمایہ جمع ہوا۔ اس سلسلے میں ابوالحسن سندھی کی کوششیں نمایاں ہیں۔
اسماعیلی مبلغین

گنان شاعری کا وہ مخصوص انداز تھا جو اسماعیلی فرقے کے مبلغین نے اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اختیار کیا۔ انھوں نے تحریر کے لیے "میمن کی" یا "خوجکی" کے نام سے ایک 40 حرفی رسم الخط بھی ایجاد کیا۔ اسی زمانے میں اسلام کے مختلف مکاتب فکر نے سندھی زبان میں اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کی۔

(viii) سندھی ادب کا سنہری دور

اٹھارھویں صدی عیسوی تک کا دور سندھی ادب میں سنہری دور کہلاتا ہے کیونکہ اس دوران میں شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سچل سرمست جیسے بزرگوں نے سندھی ادب کے آسمان کو کئی شمس و قمر عطا کیے۔ ان شعراء نے عوام کی زبان میں علم و حکمت اور دانش و بصیرت کے وہ لازوال نغمے الاپے جن کی گونج ہر آنے والے دور میں فردوس گوش بنی رہی اور بنی رہے گی۔

(ix) صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی 1689ء تا 1789ء

آپ سندھی زبان کے ایک عظیم شاعر تھے۔ آپ نے اپنی شاعری کے لیے تمثیلی انداز اور مخصوص قسم کی مقبول موسیقی کو اختیار کیا۔ جس کا مواد آپ نے سندھی لوک کہانیوں سے اخذ کیا۔ آپ نے غریب اور محنت کش طبقے کی نمائندگی کی اور محنت کی عظمت کو اجاگر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا کلام سندھ کے طول و عرض میں بڑی محبت اور عقیدت سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ "شاہ جو رسالو" آپ کی شاعری کا مجموعہ ہے۔

(x) صوفی شاعر سچل سرمست

اسی دور میں ایک اور عالم و فاضل صوفی منش درویش مبلغ اور شاعر عبدالوہاب المعروف "سچل سرمست" ہیں۔ آپ نے سندھی، اردو، فارسی، پنجابی اور سرائیکی میں شاعری کی۔ تصوف میں آپ کا مسلک اور آپ کی شاعری کی پہچان عقیدۂ وحدت الوجود ہے۔ اسی رنگ میں آپ لوگوں کی توحید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ نے کئی نو لاکھ اشعار کہے۔ آپ کی شاعری میں بڑا جذب و کیف و سرمستی اور والہانہ پن ہے۔

(XI) مخدوم محمد ہاشم

مخدوم محمد ہاشم بہت بڑے عالم دین تھے۔ انھوں نے فارسی اور سندھی میں تقریباً 150 کتابیں لکھیں۔ جن کا موضوع اسلامی عقائد کی تصحیح اور تشریح ہے۔ ان میں سے بعض کو آج بھی دینی مدارس اور مصر کی جامعۃ الازہر میں نصابی کتب کی حیثیت حاصل ہے۔ اس زمانے میں اخوند عزیز اللہ نے قرآن پاک کا نثری ترجمہ کیا۔

(xii) سندھی زبان ـــــ انگریزی عہد میں

انگریزوں کے عہد حکومت میں سندھی زبان و ادب کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ اس سلسلے میں مرزا قلیچ بیگ (1855ء تا 1929ء) کا نام بہت اہم ہے۔ آپ نے جغرافیہ، تاریخ، سوانح نگاری، نعت نویسی، قواعد زبان، تذکرہ نگاری، ڈرامہ نویسی، ناول نگاری اور تحقیق و تنقید وغیرہ تقریباً ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ آپ نے شاعری کے موضوعات پر بھی بہت کچھ لکھا اور کئی اچھی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد چار سو کے لگ بھگ ہے۔

(xiii) عدالتی کارروائی

صوبہ سندھ میں نچلی سطح کی عدالتوں میں سندھی زبان میں کارروائی ہوتی ہے۔

(xiv) سندھی تعلیمی میدان میں

سندھ یونیورسٹی جامشورو میں سندھی زبان کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے سکولوں اور کالجوں میں سندھی زبان پڑھائی جاتی ہے

(xv) تعلیمی سطح پر سندھی

سندھ یونیورسٹی جامشورو میں سندھی زبان کا شعبہ ہے جہاں سندھی زبان کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں سندھی زبان پڑھائی جاتی ہے۔ طلبہ وطالبات کو بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات سندھی زبان میں دینے کی اجازت ہے۔

(xvi) سندھی ادب کا ترقی یافتہ دور

اٹھارہویں صدی عیسوی تک کا دور سندھی ادب میں سنہری دور کہلاتا ہے۔ پاکستان کے معرض وجود کے بعد جدید افسانہ، ڈرامہ نگاری، ادبی تحقیق اور دوسرے علمی میدانوں میں خاصا کام ہوا ہے۔ جدید ادیبوں نے روایتی انداز کو جدید رجحانات سے ہم آہنگ کیا ہے اور تمام تر نثری اصناف کو جلا بخشی ہے۔ سندھی زبان کی ترقی کا ادارہ نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ تحقیق و تنقید میں بھی نمایاں ترقی ہوئی ہے۔

پشتو زبان

(Pushto Languages)

سوال14: پشتو زبان کے حوالے سے مختلف شعرا اور نثر نگاروں کا کام بیان کریں۔

جواب: پشتو زبان کا آغاز

صوبہ خیبر پختونخوا کی اکثریت کی زبان پشتو آج سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے افغانستان کے علاقے باختر یا بخت میں پیدا ہونے کی بنا پر بختو یا پشتو کہلائی۔ اس کے بولنے والوں نے پختون یا پشتون نام پایا۔ دوسری تمام زبانوں کی طرح پشتو کی ابتداء بھی شاعری سے ہوئی۔ اس کے بولنے والوں نے اسے پختونی یا پشتون نام دیا ہے۔ حضرت عثمان کے دور میں مسلمان سپہ سالار مہلب بن ابی صفرا کے ذریعے سے کران بلوچستان تک پہنچے اس سے پشتو پر عربی اثرات نمایاں ہوئے۔

پشتو میں پہلی کتاب

پشتو زبان کی سب سے پہلی کتاب آٹھویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں نظم میں "پٹہ خزانہ" کے نام سے مرتب ہوئی جو ۷۵۰ء میں لکھی گئی۔

پشتو کا پہلا شاعر

پشتو کا سب سے پہلا شاعر امیر کروڑ کو تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ غزنوی دور کا اہم ترین شاعر تھا جو ایک ہزار سال پہلے پیدا ہوا۔ امیر کروڑ نے خالص پشتو زبان استعمال کی۔ تصوف کے لیے ملامست اور دولت خان بھی معروف شعرا تھے۔

پشتو میں اصناف سخن

باقی تمام زبانوں کی طرح پشتو ادب بھی دوسری زبانوں کے اثرات قبول کرتا گیا اور اس کی ہیئت میں بھی تبدیلی اور استحکام پیدا ہوتا گیا۔

محققین نے "تذکرۃ الاولیاء" کے نام سے ایک کتاب دریافت کی ہے۔ جو 1200 صفحات کی ضخیم تصنیف ہے۔ اس میں

حمد اور نعت کے اشعار موجود ہیں جو اس دور کی شاعری کی نمائندگی کرتے ہیں۔

غیاث الدین بلبن کے عہد حکومت (1265ء تا 1290ء) اور شیر شاہ سوری کے دورِ حکمرانی (1540ء تا 1545ء) میں قصیدہ اور مدح کی اصناف پشتو شاعری کا حصہ بنیں اور چودھویں صدی عیسوی کے آخر تک پشتو ادب کافی حد تک دوسری زبانوں کے اثرات قبول کر چکا تھا اور اس میں عربی اور فارسی الفاظ اور تراکیب شامل ہو چکی تھیں۔

پشتو زبان کے لہجے

پشتو زبان کے تین لہجے ہیں۔

۱۔ شمال مشرقی علاقوں کا لہجہ۔ ۲۔ جنوب مغربی علاقوں کا لہجہ۔ ۳۔ زئی قبائل کا لہجہ

تاہم ان تینوں لہجوں کے درمیان صرف تلفظ ہی کا فرق پایا جاتا ہے۔

پشتو زبان کے حروف تہجی

محمود غزنوی کے عہد حکومت میں سیف اللہ نامی ایک شخص نے پشتو زبان پر بڑا تحقیقی کام کیا اور اس زبان کے حروف تہجی تیار کیے، جو آج تک رائج ہیں۔ پشتو زبان کے حروف تہجی کی تعداد ۴۱ ہے ہندی الفاظ ڈ۔ ٹ۔ ڑ اور گ کی جگہ ت، د، ر اور ک رائج کیے اور کئی نئے حروف پشتو میں شامل کیے۔

پشتو ادب کے موضوعات

پشتو جفاکش قبائلی پختونوں کی زبان ہے۔ اس کے نمایاں موضوعات آزادی، غیرت، جنگ اور جرأت و شجاعت وغیرہ ہیں۔ تاہم اس میں تصوف کا رنگ بھی ملتا ہے۔ "ملامست" کو اس اسلوب کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔

احمد شاہ ابدالی اپنی ایک رزمیہ نظم میں کہتے ہیں:"

اے احمد شاہ! تلوار کی چمک تلے زندگی بسر کر!

ہر ملک کی طرف فاتحانہ یلغار کر! مجھے اللہ نے رقیبوں پر غالب کر دیا۔ اب ہندوستان کی سیر کا ارادہ کر۔"

خوشحال خان خٹک (1613ء تا 1691ء)

خوشحال خان خٹک مغلیہ عہد حکومت کے ہم عصر پشتو زبان کے عظیم شاعر ہیں۔ وہ اہلِ قلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے۔ مجاہد بھی تھے، لکھتے ہیں: ''خوش حال کے لیے وہ لمحات قابل مسرت ہیں، جب تلواروں اور زرہوں کی جھنکار نغمہ ریز ہوتی ہے'' آپ کے کلام میں عشق حقیقی و مجازی، رزم و بزم، اعلیٰ اخلاق، حریت، شجاعت، اولوالعزمی اور عالی ظرفی کے موضوعات زیادہ نمایاں ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے خوشحال خان خٹک کے بعض افکار کو اردو میں نظم کیا ہے۔ مثلاً

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے

ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

پشتو زبان کے صوفی شاعر رحمان بابا

پشتو زبان کے دوسرے بڑے شاعر رحمان بابا ہیں۔ یہ فقیر صفت شاعر ہمیشہ عشق و تصوف میں ڈوبے رہتے تھے اور یہی ان کی شاعری کے موضوع بھی تھے۔ ان کے نزدیک یہی تخلیقِ کائنات کا مقصد ہے۔ ان کے کلام میں محبت الٰہی کا کیف و سرور

ملتا ہے۔ خوشحال خان خٹک اور رحمان بابا کی شاعری کا انداز پشتو ادب میں نشانِ منزل کی حیثیت رکھتا ہے بعد میں آنے والے تمام بڑے پشتو شعراء کے کلام پر ان کے انداز کے اثرات وضاحت سے محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ کاظم خان شیدا بھی پشتو کے ایک مقبول شاعر ہیں۔

پشتو لوک گیت

ہر زبان کی طرح لوک گیت بھی پشتو ادب کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں۔ اس کی کئی شکلیں ہیں تاہم چار بیتہ، ٹپہ اور لیمکئی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ بعض شعراء مثلاً ملا نور دین اور ملا مقصود وغیرہ نے لوک گیتوں کی مختلف صورتوں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔

پشتو کا نثری ادب

پشتو کے نثری ادب کا ارتقاء بیسویں صدی میں شروع ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد پشتو نثر نے جدید رجحانات کو قبول کیا اور پشتو کے معروف قلم کاروں نے سوانح، افسانہ نویسی، ڈرامہ نگاری، قواعد زبان اور لغت کے مرتب کرنے میں پشتو زبان کی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ پشتو نثر میں عبدالحلیم شرر، محمد نواز خاں خٹک، نادر خان، مولانا عبدالقادر خاں، امیر حمزہ، اجمل خٹک اور سمندر خاں قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ پشتو زبان میں میر احمد شاہ رضوانی کو شمس العلما کا خطاب بھی دیا گیا۔

پشتو قیام پاکستان کے بعد

قیام پاکستان کے بعد پشتو زبان کی ترقی کے لیے خصوصی اقدامات کیے گئے۔ ۱۹۵۴ء میں پشتو زبان و ادب کے فروغ کے لیے پشتو اکادمی قائم ہوئی ۱۹۶۲ء میں پشتو کا شعبہ پشاور یونیورسٹی میں قائم کیا گیا۔ پشتو زبان ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات و رسائل کے ذریعے سے تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔

بلوچی زبان

(Balochi Languages)

سوال15: بلوچی زبان کے حوالے سے مختلف شعرا اور نثر نگاروں کا کام بیان کریں۔

جواب: **بلوچی زبان کا تعارف**

صوبہ بلوچستان رقبے کے حوالے سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس صوبے میں بولی جانے والی زبان کو بلوچی زبان کہا جاتا ہے۔ اس زبان کا تعلق آریائی زبانوں سے ہے۔ بلوچی زبان کی قدامت اور خاندان کے بارے میں کئی نظریات کا ذکر ملتا ہے لیکن حقیقت میں بلوچی زبان کی ترویج و اشاعت اور ترقی کا دور قیام پاکستان کے بعد شروع ہوتا ہے۔

(i) **بلوچی زبان کے لہجے اور رسم الخط**

بلوچی زبان کے دو لہجے ہیں۔ ۱۔ سلیمانی۔ ۲۔ مکرانی

(ii) **بلوچی رسم الخط**

بلوچی رسم الخط تو پہلے ایجاد ہو چکا تھا تاہم بلوچی ادب تحریر میں بہت دیر بعد آیا بلکہ قیام پاکستان کے بعد اردو حروف ہی کو گھٹا بڑھا کر بلوچی کے لیے ایک معیاری رسم الخط ایجاد کیا گیا تو اس کے بعد ہی اس زبان کی ترقی کا دور شروع ہوا۔ بلوچی زبان کے رسم الخط کے لیے ماخذ آریائی زبانیں تھیں مگر رسم الخط عربی اور فارسی آہنگ سے مرتبع ہے۔

بلوچی زبان دوسرے علاقوں کی نسبت کم ترقی یافتہ ہے کیونکہ طویل عرصہ تک علاقائی پسماندگی کی وجہ سے بلوچی زبان پس پردہ رہی ہے۔

(iii) بلوچی زبان میں رزمیہ شاعری اور دیگر اصناف

بلوچی زبان کی قدیمی شاعری کو 1840ء سے روشناس کرانے پر کام شروع کر دیا گیا۔ بلوچی شاعری کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(iv) رزمیہ شاعری

خانہ بدوش قبائل کی معاشرت کی وجہ سے بلوچی زبان ابتدا میں صرف بلوچی شاعری روایات اور داستانوں پر مشتمل تھی شاعری میں بلوچی کا اہم ترین حصہ رزمیہ شاعری ہے۔ اس کے موضوعات میں جرأت و بے باکی، ہمت و شجاعت، جاہ و جلال اور غیرت کے ساتھ ساتھ بردباری مروت اور جوانمردی بھی شامل ہیں۔

(v) رومانوی شاعری

دوسرا حصہ عشقیہ شاعری کا ہے اس میں روایتی حسن و عشق و شباب اور ہجر و وصال وغیرہ کے موضوعات ہیں۔ بلوچی زبان کے مشہور شعراء میں میر چاکر خان، ابوبکر ہیرک، نازشہ مرید اور بالاچ شامل ہے۔

(vi) لوک داستانیں

تیسرا حصہ لوک داستانوں پر مشتمل ہے اس میں لوری اور موتک کی اصناف قدیم بلوچ معاشرت کی عکاسی کرتی ہیں۔
بلوچستان کے پتھریلے اور طویل فاصلوں کے بلوچی قافلے لوک داستانوں اور رومانوی شاعری کو تخلیق کرنے کا سبب ہیں۔
بلوچی ثقافت لوک داستانوں کے لیے نمایاں مقام کی حامل ہے۔

(vii) بلوچی کلاسیکی نثری ادب

بلوچی ادب کے کلاسیکی نثر کے سلسلے میں میر چاکر خان، حسن زندو، بیبرگ وگران، نازشہ اور مرید ربانی اور شیر کسر مری کی کتب زیادہ اہم ہیں۔

(viii) بلوچی ادب

انگریزی دور اقتدار میں: انگریزوں کے عہد حکومت میں بلوچی شاعری تخلیق ہوئی۔ اس میں تصوف اور بلند اخلاقی اقدار کے علاوہ انگریزوں سے نفرت کے عنوانات زیادہ اہم ہیں۔ اس دور کا بلند پایہ شاعر "مست توکلی" ہے۔ جس کی شاعری اخلاقیات اور تصوف پر مشتمل ہے۔

(ix) بلوچی ادب قیام پاکستان کے بعد

بلوچی زبان و ادب کی تاریخ پر سب سے پہلی کتاب شیر کسر مری نے لکھی۔ انگریزوں کے دور میں جو بلوچی شاعری تخلیق کی

گئی اس میں تصوف، اخلاقیات، اور انگریزوں کے خلاف نفرت کے عنوانات ملتے ہیں۔ اس دور کا بلند پایہ شاعر "مست توکلی" ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اردو حروف تہجی کو گھٹا بڑھا کر بلوچی کے لیے ایک معیاری رسم الخط ایجاد کیا گیا ہے۔

(x) بلوچی زبان کے فروغ کے لیے میڈیا کا کردار

بلوچی رسائل و جرائد نے بلوچی ادب کی تیز رفتاری کا آغاز کیا۔1960ء میں پہلا بلوچی مجلہ شائع ہونے سے بلوچی زبان میں صحافت اور ادب کو ایک نیا رخ ملا ہے۔ بلوچستان یونیورسٹی نے بلوچی زبان میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کا اجرا کیا گیا ہے۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو بھی بلوچی زبان و ادب کے پھیلاؤ میں بڑا اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

کشمیری زبان

(Kashmiri Languages)

سوال16۔ کشمیری زبان کے پانچ مختلف ادوار بیان کریں؟

جواب: تعارف

جدید تحقیق کے مطابق کشمیری زبان کا تعلق وادی سندھ کی قدیم زبانوں سے ہے۔ کشمیری زبان کا زیادہ تر علاقہ آزاد کشمیر اور مقبوضہ وادی ہے۔ مقبوضہ علاقے میں بولی جانے والی زبان "کاشر" کہلاتی ہے۔ جموں کے علاقے میں کشتواڑی کہلاتی ہے۔ کشمیری زبان پر بھی عربی اور فارسی اثرات موجود ہیں۔

(i) مشہور لہجے

اس کے زیادہ مشہور لہجے چار ہیں۔ مسلائی، ہندکی، گندورو اور کامی ان میں سے گندورو کو زیادہ معروف، معیاری اور ادبی لہجہ تسلیم کیا گیا ہے۔

(ii) کشمیری ادب کے پانچ ادوار

کشمیری ادب کو مندرجہ ذیل پانچ ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(iii) گیت سنگیت کا دور

یہ دور ابتدائی لوک گیتوں کا دور ہے اس میں کشمیری معاشرے کی اجتماعی سوچ اور اس کے احساس کا اظہار ہوتا ہے۔ اسے کشمیری لہجے میں "روف یالول" کا نام دیا جاتا ہے۔ اس دور کو گیت سنگیت کا دور بھی کہا جاتا ہے۔

(iv) شتی کنٹھ کا دور

اس زمانے میں الٰہیات کے متعلق لکھا گیا اور روحانی عقائد کو تحریر کیا گیا۔ یہ دور شتی کنٹھ سے شیخ نورالدین تک ہے۔ یہ کشمیر کا پہلا ہندو شاعر ہے جس نے لوک گیت اور بھجن لکھے۔ سنسکرت میں شاعری کی گئی۔ اس کے مجموعہ کا نام مہانے پرکاش ہے۔

(v) رومانوی دور

اس دور میں حسن و عشق کی داستانوں کو منظوم کرنے کی روایت قائم ہوئی۔ اس دور کی اہم شاعرہ "حبہ خاتون" ہیں۔ انھوں

نے عربی اور فارسی کے رومانی قصوں کو کشمیری زبان میں منتقل کیا۔ ارمنی لال اور ملا فقیر وغیرہ کے نام بھی اس سلسلے میں قابل ذکر ہیں۔

(vi) روحانیت کا دور

کشمیری زبان و ادب کا چوتھا تاریخی دور روحانیت کے غلبے کا دور ہے۔ اس دور کے روح رواں "محمود گامی" تھے۔ فارسی کی آمیزش سے اس دور پر روحانی اثر غالب ہے۔ محمود گامی کی شاعری اور انداز کشمیری زبان کا معروف اور جدید لہجہ ہے۔

(vii) جدید ادبی دور

کشمیری زبان جدید دور کے ادبی اثرات کو قبول کر کے اپنے اندر نئے فکری رجحانات کو سمو رہی ہے اس دور کے ادب میں غلام احمد مجور کو اہم مقام حاصل ہے۔ غلام احمد مجور کے علاوہ میر غلام حسین بھی اس دور کے اہم شاعر ہیں۔ اس دور میں آزادی، اخلاقیات اور فکری موضوعات نمایاں ہیں۔ اس دور میں فارسی غزل اور مثنوی کی صنف کو اپنایا گیا۔ کشمیری زبان کی ترقی اور عروج کے حوالے سے یہ دور نمایاں ہے۔

(viii) کشمیری ادب عصر حاضر میں

آج کل کشمیری زبان میں مقامی تخلیقات کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں کے فنی شہ پاروں کے ترجمے بھی کیے جا رہے ہیں۔ ایرانی شعری ادب سے کشمیری ادب میں غزل اور مثنوی کے تراجم ہوئے اور اب یہ فن کشمیری شعراء نے خود بھی اپنائی ہیں۔ کشمیر کلچرل سینٹر کے علاوہ آزاد کشمیر یونیورسٹی میں کشمیریات پڑھانے اور اس پر تحقیق کرنے کے لیے خصوصی انتظامات کیے گئے ہیں۔

سرائیکی زبان

(Saraiki Language)

سوال 17۔ سرائیکی زبان پر نوٹ لکھیں۔

جواب: سرائیکی زبان

سرائیکی زبان دنیا کی ایک پرانی زبان ہے۔ دریائے سندھ کے دونوں جانب پاکستان کے وسطی علاقوں میں بولی جاتی ہے۔

(i) سرائیکی زبان کے علاقے

اس کے اہم اضلاع صوبہ پنجاب میں میانوالی، بھکر، لیہ، ڈیرہ غازی خاں، راجن پور، ملتان، خانیوال، بہاولنگر، بہاولپور وغیرہ ہیں۔ پنجاب کے علاوہ اس زبان کے علاقے باقی تین صوبوں میں بھی ہیں، مثلاً سندھ میں کشمور، جیکب آباد اور سکھر، بلوچستان میں بارکھان نصیر آباد اور جھل مگسی، خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں اور ٹانک کے اضلاع میں آبادی کی ایک بڑی تعداد سرائیکی بولنے والوں کی ہے۔

(ii) سرائیکی زبان کے مشہور شعراء

سرائیکی ادب کے بڑے بڑے شعراء میں حضرت سچل سرمستؒ اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ، بیدل سندھی اور لطف علی شامل ہیں۔ عصر حاضر میں احمد خان طارق، شاکر شجاع آبادی اور دلنور نور پوری زیادہ معروف ہیں۔

(iii) سرائیکی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ

سرائیکی زبان میں دیگر اصناف کی طرح قرآن مجید میں ترجمے کیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق اور پروفیسر دلشاد کلانچوی کے کیے گئے ترجمے قابل ذکر ہیں۔

(iv) سرائیکی ادب پر کام

اس زبان میں مضامین، افسانے اور ڈرامے وغیرہ لکھے جا رہے ہیں۔ یہ زبان بھی ترقی کی جانب گامزن ہے۔

(v) بہاؤالدین زکریاؒ یونیورسٹی اور سرائیکی زبان

بہاؤالدین زکریاؒ یونیورسٹی اور اس سے ملحقہ کالجز نہ صرف بی۔اے لیول تک تدریسی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں بلکہ ایک بہت بڑی تعداد ماسٹر اور پی ایچ ڈی کے پروگراموں میں سرائیکی زبان کے جدید ارتقا میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ سرائیکی زبان وسطی پنجاب کے باسیوں کی ماں بولی ہے۔

(vi) سرائیکی کا جدید ادبی دور

سرائیکی زبان جدید دور کے ادبی اثرات کو قبول کر کے اپنے اندر نئے فکری رجحانات کو سمو رہی ہے۔ اس دور میں آزادی، اخلاقیات اور فکری موضوعات نمایاں ہیں۔ اس دور میں فارسی غزل اور مثنوی کی صنف کو اپنایا گیا۔ سرائیکی زبان وہ واحد زبان ہے جس میں سب سے زیادہ صنف نوحہ میں کام ہوا۔

براہوی زبان

(Brahvi Language)

سوال 18۔ براہوی زبان پر نوٹ لکھیں۔

(i) براہوی زبان

صوبہ بلوچستان کے علاقوں قلات اور اس کے مضافاتی علاقوں میں براہوی زبان بولی جاتی ہے۔ صوبہ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں براہوی زبان کو سمجھا جاتا ہے۔

(ii) براہوی زبان کا رسم الخط

براہوی عام طور پر فارسی اور عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔

(iii) براہوی لوک ادب

براہوی زبان میں "لیلیٰ مور" کی کہانی لوک ادب کا اہم جز سمجھی جاتی ہے۔ اٹھارھویں صدی عیسوی میں ملک داد نے پہلی معیاری ادبی کتاب "تحفۃ العجائب" تصنیف کی جسے براہوی زبان کا ادبی سرمایہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے بعد مولانا نبو جان اور مولانا عمرو دین پوری نے بھی مختلف کتابیں تصنیف کر کے براہوی زبان کے علمی خزانے میں اضافہ کیا۔

(iv) براہوی زبان کی دینی تصانیف

براہوی زبان میں قرآن کریم کے مختلف تراجم بھی ملتے ہیں۔ ان تراجم کے علاوہ مختلف دینی موضوعات پر بھی کئی ایک

تصانیف براہوی زبان کا اہم سرمایہ ہیں۔

(v) اخبارات و رسائل

براہوی زبان میں مختلف اخبارات اور رسائل بھی شائع کیے جا رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے ملک میں بسنے والے دوسرے لوگ بھی براہوی زبان کے بارے میں واقفیت حاصل کر رہے ہیں۔

(vi) براہوی زبان کے ممتاز اہل قلم

براہوی کے ممتاز اہل قلم میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوی، نادر قمبرانی اور پیر محمد زبیرانی وغیرہ شامل ہیں۔

(vii) براہوی زبان میں تعلیم و تحقیق

براہوی زبان میں تعلیم و تحقیق کے لیے بلوچستان یونیورسٹی میں ''شعبہ براہوی'' بھی قائم کیا گیا ہے۔

(viii) براہوی زبان کے فروغ کے لیے کام

صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں براہوی اکیڈمی کے قیام کا مقصد بھی براہوی زبان و ادب کو فروغ دینا ہے۔

ہندکو زبان

(Hindco Language)

سوال 19۔ ہندکو زبان پر نوٹ لکھیں۔

جواب: ہندکو زبان

آبادی کے لحاظ سے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے، صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں ہندکو زبان بولی جاتی ہے ان میں راولپنڈی اور اٹک قابل ذکر ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں بھی ہندکو زبان بولنے والوں کی کافی تعداد موجود ہے۔ اس صوبے کے مشہور شہروں ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہری پور، پشاور، کوہاٹ وغیرہ میں ہندکو زبان بولی جاتی ہے۔

(i) ہندکو زبان کے فروغ کے لیے اقدامات

ہندکو زبان کے فروغ کے لیے ادارہ فروغ ہندکو پشاور، بزم علم و فن ایبٹ آباد اور حلقہ یاراں شیکیاری اہم کردار ادا کر رہے ہیں اس زبان کی ترقی کے لیے ایک ماہانہ میگزین ''فروغ'' کے نام سے بھی شائع ہو رہا ہے جس کی نگرانی اور تجزیہ فرنوی کر رہے ہیں۔

(ii) ہندکو ادب کی ترقی

ہندکو زبان ادب کی ترقی کے لیے پروفیسر صوفی عبدالرشید، کرنل فضل اکبر، آصف ثاقب، شریف حسین شاہ، پروفیسر محمد فرید، پروفیسر یحییٰ خالد، نذیر کسالوی اور محمد حنیف جیسی شخصیات نے بہت کام کیا ہے۔

(iii) ہندکو زبان میں تعلیم و تحقیق

اس زبان میں تعلیم و تحقیق کا کام بھی ہو رہا ہے۔ اس زبان میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری بھی دی جا رہی ہے۔

پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کا کردار

(Role of Minorities in Pakistan)

سوال 20۔ پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کے کردار کی وضاحت کریں۔

جواب پاکستان اگرچہ ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے۔ اس میں رہنے والوں کی کل تعداد کا 98% مسلمان اور باقی 2% عیسائی، ہندو، پارسی، قادیانی وغیرہ پر مشتمل ہے۔

1973ء کا قانون اور اقلیتوں کے حقوق

پاکستان کے 1973ء کے دستور میں اقلیتوں کے حقوق کو مکمل تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ اس دستور کے تحت انہیں تمام حقوق حاصل ہیں۔

1۔ **مذہبی آزادی**

پاکستان میں اقلیتوں کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے، رسوم ادا کرنے، اپنے مذہبی اصولوں کی نشر و اشاعت کرنے اور اپنے ادارے قائم کرنے کی مکمل آزادی ہے۔

2۔ **جداگانہ طرز انتخاب**

پاکستان کے آئین میں ان کو علیحدہ نمائندگی دی گئی ہے۔ حکومت نے اقلیتوں کے لیے جداگانہ طریقہ انتخاب ختم کر کے مخلوط طریقہ انتخاب رائج کر دیا ہے۔

3۔ **اسمبلی میں مخصوص نشستیں**

قومی اسمبلی میں اقلیتوں کے لیے دس نشستیں، پنجاب اسمبلی میں آٹھ، سندھ اسمبلی میں نو، خیبر پختونخوا اسمبلی میں تین اور بلوچستان اسمبلی میں بھی تین نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ اس طرح اقلیتوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا گیا ہے۔

4۔ **کابینہ میں اقلیتی وزرا کی شمولیت**

ہماری وفاقی اور صوبائی کابینہ میں بالعموم ایک غیر مسلم وزیر شامل ہوتا ہے۔

5۔ **معاشی میدان میں یکساں مواقع**

معاشی میدان میں بھی شہریوں کو یکساں مواقع فراہم کیے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی معاشی حالت کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنا سکیں۔

6۔ **سرکاری ملازمتوں میں حصہ داری**

سرکاری ملازمت حاصل کرنے کے سلسلے میں اقلیتوں کے حقوق مسلمانوں کے مساوی ہیں۔

سوال 21۔ قائداعظمؒ کے حوالے سے اقلیتوں کے مقام کا تعین کیجیے۔

جواب: **11 اگست 1947ء کی قائداعظمؒ کی تقریر کے حوالے سے اقلیتوں کا مقام**

1۔ **قائداعظمؒ کے فرمان کے مطابق اقلیتوں کے حقوق و فرائض**

آئین پاکستان تمام شہریوں کو یکساں سیاسی، معاشی، معاشرتی حقوق فراہم کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اچھی شہریت کو فروغ

ملتا ہے۔ پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو بھی حقوق و فرائض سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک سے وفادار رہیں۔ ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر ایسے عوامی نمائندے منتخب کریں، جو ملک کے استحکام کے لیے کام کریں۔

2- قائداعظمؒ کا اقلیتوں کے مقام کے حوالے سے فرمان

11 اگست 1947ء کو قائداعظمؒ نے اقلیتوں کے مقام کے حوالے سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:
"ہند کی تقسیم کے بعد کسی ایک مملکت یا دوسری مملکت میں اقلیتوں کا وجود ناگزیر ہے۔ آپ میں سے ہر شخص خواہ وہ اس ملک کا پہلا شہری ہے یا دوسرا یا آخری، سب کے حقوق و مراعات اور فرائض مساوی ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ کس کا کس فرقہ سے تعلق ہے اور ماضی میں اس کے آپ کے ساتھ کس قسم کے تعلقات تھے اور اس کا رنگ و نسل یا عقیدہ کیا ہے، تو آپ کس قدر ترقی کریں گے، اس کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ اس مملکت پاکستان میں آپ آزاد ہیں۔ اپنے مندروں میں جائیں، اپنی مساجد میں جائیں یا کسی اور عبادت گاہ میں۔ آپ کا کسی مذہب، ذات پات یا عقیدے سے تعلق ہو، کاروبار مملکت کا اس سے کوئی واسطہ نہیں"۔

3- ہندوستان کا انگلستان سے موازنہ

قائداعظمؒ نے فرمایا: جیسا کہ آپ کو تاریخ کے حوالے سے علم ہوگا کہ انگلستان میں کچھ عرصہ قبل حالات اس سے بھی ابتر تھے جیسے کہ آج ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ نے ایک دوسرے پر ظلم ڈھائے۔ آج بھی ایسے ممالک موجود ہیں جہاں ایک مخصوص فرقے کے ساتھ امتیاز برتا جاتا ہے اور اس پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم ایسے حالات اور ایسے زمانے میں سفر کا آغاز کر رہے ہیں جب اس طرح کی تفریق روا نہیں رکھی جاتی۔ ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک مملکت کے یکساں شہری ہیں"۔

4- ایک صحافی کا قائداعظمؒ سے سوال

ایک صحافی نے قائداعظمؒ سے سوال کیا: "کیا آپ گورنر جنرل کی حیثیت سے اقلیتوں کے مسئلے کے بارے میں ایک مختصر سا بیان دے سکتے ہیں۔"؟
قائداعظمؒ نے جواب دیا:
"اس وقت تو میں ایک نامزد گورنر جنرل ہوں (ایک لمحے کے لیے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ 15 اگست 1947ء میں واقعی پاکستان کا گورنر جنرل ہوں گا)"

5- اقلیتوں کا تحفظ

قائداعظمؒ نے فرمایا: اس مفروضے کے بعد میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اقلیتوں کا تحفظ کیا جائے گا۔ ان کا تعلق خواہ کسی فرقے سے ہو۔ ان کا مذہب یا عقیدہ محفوظ ہوگا۔ ان کی عبادت کی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ انہیں اپنے مذہب، عقیدے، اپنی جان اور اپنے تمدن کا تحفظ ہوگا۔ وہ بلا امتیاز، ذات پات اور عقیدہ، ہر اعتبار سے پاکستان کے شہری ہوں گے۔

6- اقلیتوں کے حقوق و مراعات

قائداعظم نے فرمایا: "ان حقوق و مراعات حاصل ہوں گی۔ اقلیتیں اس مملکت کے کاروبار میں اپنا کردار ادا کریں گی جب تک کہ وہ مملکت کی وفادار اور صحیح معنوں میں خیر خواہ ہوں گی۔ جب تک مجھے اختیار حاصل ہے انہیں کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں یہ توقع کر سکتا ہوں کہ بھارت کے مسلمانوں کے ساتھ بھی اسی طرح کا منصفانہ سلوک روا رکھا جائے گا جیسا کہ ہم غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں"۔

سوال 22۔ پاکستان میں رہنے والے غیر مسلموں کی ملکی خدمات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: غیر مسلموں کی خدمات

پاکستان میں تمام اقلیتی فرقے آزادانہ طور پر خوشحال زندگی بسر کر رہے ہیں اور ملک و قوم کی ترقی میں اپنا اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اقلیتوں نے ہمیشہ ہر شعبے میں نمایاں کارکردگی دکھانے کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں ان کی خدمات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

1۔ قانون کے شعبے میں خدمات

جسٹس اے آر کارنیلیس

قانون کے شعبے کے حوالے سے جسٹس اے آر کارنیلیس کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ آپ نے شعبۂ قانون کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ شریعت اور فقہ میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس بھی رہے۔ 1973ء کا آئین مرتب کرنے میں جسٹس اے آر کارنیلیس کا کردار انتہائی اہم ہے۔

جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس

جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس آٹھ سال تک سپریم کورٹ کے جج رہے۔ آپ نے قانون کے شعبے میں بہترین خدمات انجام دیں۔

جسٹس (ریٹائرڈ) رانا بھگوان داس

جسٹس (ریٹائرڈ) رانا بھگوان داس بھی سپریم کورٹ کے جج رہے۔

2۔ فزکس کے شعبے میں خدمات

ڈاکٹر عبدالسلام: ڈاکٹر عبدالسلام نے فزکس میں اہم خدمات انجام دیں اور نوبل انعام حاصل کرکے پاکستان کا نام روشن کیا۔

3۔ فوج میں خدمات

گروپ کیپٹن ایرک گارڈن ہال، ونگ کمانڈر مارون لیزلی مڈل کوٹ، سکواڈرن لیڈر پیٹر کرسٹی اور فلائیٹ لیفٹیننٹ ولیم ڈی ہارنے، کو ان کی شاندار کارکردگی کی بنا پر اعلیٰ سول اور فوجی اعزاز دیے جا چکے ہیں۔ ہرچرن سنگھ پاک فوج میں شامل ہونے والے پہلے سکھ افسر ہیں۔

4۔ صحت کے شعبے میں خدمات

صحت کے شعبے میں ڈاکٹر روتھ فاؤ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے جذام کے مریضوں کے علاج و معالجے کے

یب لوگوں کے علاج کے لیے خصوصی
ل میں مائیکل مسیح جبکہ کشتی رانی میں